حیاتِ شعیب الاولیاء

حسبِ فرمائش

پیر طریقت شہزادۂ شعیب الاولیا حضرت علامہ ڈاکٹر

سید غلام عبد القادر ثالث صاحب قبلہ

براؤں شریف

مرتب

حضرت علامہ مولانا مفتی محمد شبیر احمد علوی مصباحی

سربراہ اعلیٰ، دار العلوم شعیب الاولیاء کلہا چوراہا ضلع بہرائچ شریف، یوپی
و جامعہ عائشۃ الصدیقہ غازی نگر پوسٹ دیورنیا ضلع شراوستی، یوپی

برائے ایصال ثواب: محمد یوسف مرحوم و حسنین فاطمہ مرحومہ

حیات شعیب الاولیاء

مؤلف

حضرت علامہ مولانا مفتی محمد شبیر احمد علوی مصباحی

سربراہ اعلیٰ

دار العلوم شعیب الاولیاء

کٹلیا چوراہا ضلع بہرائچ شریف، یوپی

و

جامعہ عائشۃ الصدیقہ

غازی نگر پوسٹ دیورنیا ضلع شراوستی، یوپی

نام کتاب حیات شعیب الاولیاء

مؤلف حضرت علامہ ومولانا ومفتی محمد شبیر احمد علوی مصباحی

پروف ریڈنگ محمد مسعود احمد علوی

صفات

تعداد ۱۱۰۰

کمپوزنگ حضرت مولانا محمد شریف صدیقی

سن اشاعت ۲۰۲۳ء

ناشر محبین شعیب الاولیاء

ہدیہ دعائے خیر محمد یوسف مرحوم وحسنین فاطمہ مرحومہ پونا

فہرست مضامین حیات شعیب الالیاء

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
۱	شرف انتساب	۶
۲	تہدیت	۷
۳	عرض مؤلف	۸
۴	تاثر گرامی	۱۲
۵	تقدیم	۱۴
۶	مزارات پر حاضری کے آداب	۲۰
۷	آغاز سخن	۲۲
۸	حیات شعیب الاولیا کی اجمالی جھلکیاں	۲۵
۹	شجرۂ نسب	۲۸
۱۰	ہندوستان میں جد بزرگوار کا ورود مسعود	۲۹
۱۱	سالار سید سیف الدین سرخرو سید ہیں	۳۲
۱۲	براؤں شریف میں جد امجد کی آمد	۳۵
۱۳	والد بزرگوار	۳۶
۱۴	والدہ ماجدہ	۳۷
۱۵	وطن مالوف	۳۷
۱۶	بچپن	۳۸
۱۷	نواب جنگل سے براؤں شریف واپسی	۳۹
۱۸	حلیہ وسراپا	۴۱
۱۹	تعلیم وتربیت	۴۳
۲۰	بیعت وارادت	۴۵

۲۱	ذوق عبادت ونماز باجماعت تکبیر اولیٰ کا اہتمام	۴۷
۲۲	نماز کی پابندی	۵۴
۲۳	ریاضت ومجاہدہ	۵۶
۲۴	تواضع وانکساری	۵۷
۲۵	سخاوت وفیاضی	۵۸
۲۶	شان استغناء	۶۲
۲۷	حج وزیارت	۶۴
۲۸	استقلال واستقامت	۶۷
۲۹	علماء اہل سنت کی تعظیم وتکریم	۶۸
۳۰	والد ماجد کا ادب واحترام	۷۰
۳۱	جذبۂ عشق رسول	۷۲
۳۲	بارگاہ رسالت میں انتظار	۷۷
۳۳	بدمذہبوں سے نفرت وبیزاری	۷۸
۳۴	حسن اخلاق	۸۲
۳۵	مہماں نوازی	۸۴
۳۶	انصاف ومساوات	۸۷
۳۷	مشہور اولیاء کرام کے آستانے پر حاضری	۹۰
۳۸	بہرائچ شریف	۹۳
۳۹	اجمیر شریف	۹۵
۴۰	پیر بتنی شریف	۹۶
۴۱	بریلی شریف	۹۶
۴۲	ڈھلمو شریف	۹۹
۴۳	بنارس	۱۰۰

۴۴	مذہبی تقریبات	۱۰۱
۴۵	معمولات	۱۰۳
۴۶	نعت رسول سننے کا بے پناہ شوق	۱۰۴
۴۷	فراست ایمانی	۱۰۷
۴۸	باطنی نظر	۱۱۰
۴۹	اصلاح وتبلیغ	۱۱۲
۵۰	اولیاء کرام کی مجلس مشاورت	۱۱۷
۵۱	مسجد خانقاہ یار علویہ	۱۱۹
۵۲	خانقاہ یار علویہ	۱۱۹
۵۳	دار العلوم اہل سنت فیض الرسول	۱۲۳
۵۴	ماہنامہ فیض الرسول	۱۲۶
۵۵	مریدین	۱۲۷
۵۶	آپ کی چند اہم خصوصیات	۱۲۸
۵۷	مزارات پر حاضری کی کیفیت	۱۲۹
۵۸	وارنٹ غائب	۱۳۰
۵۹	پھانسی نہ ہوگی	۱۳۲
۶۰	مردہ کو زندہ کرنا	۱۳۵
۶۱	جواہر پارے	۱۳۶
۶۲	حضرت محبوب الٰہی قادری کا عطیہ	۱۴۰
۶۳	حضرت عبد اللطیف چشتی کا عطیہ	۱۴۱
۶۴	حضرت سید عبد الشکور نقشبندی کا عطیہ	۱۴۳
۶۵	منقبتیں	۱۴۴

شرف انتساب

میں اپنی اس ناچیز تالیف کو مجاہد مسلک اعلیٰ حضرت شیخ طریقت نوردیدۂ محبوب الاولیاء قادری عاشق محبوب کبریا علیہ التحیۃ و الثناء گل گلزار قادریت شمع شبستان چشتیت مرشدی آقائی آقائے نعمت حضرت مولانا شاہ محمد یار علی صاحب قبلہ قادری چشتی علیہ الرحمۃ والرضوان کی بارگاہ روحانیت وکرامت سے منسوب کرنے کا شرف حاصل کر رہا ہوں جن کی نگاہ ولایت کے فیوض و برکات سے مجھ بضاعت و تہی داماں کو حیات شعیب الاولیاء مرتب کرنے اور اسے ارباب عقیدت کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔

گر قبول افتد زہے عز و شرف

گدائے آستانۂ شعیب الاولیاء

محمد شبیر احمد علوی قادری

٦ جمادی الاولیٰ ١٤١٣ھ مطابق ٢ نومبر ١٩٩٢ء بروز دوشنبہ

تہدیت

بابائے خاندان یار علویہ فیض یافتہ سلسلہ نقشبندیہ مرید خاص بابا سید عبد الشکور جھونسوی حضرت سید فضل علی کی بارگاہ میں تہدیت پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔ جن کی دعائے نیم شبی و عشق رسالت پنہاہی کی برکت سے خانوادۂ مہک رہا ہے اور فیض علی سے فضل علی نے اسم بامسمیٰ ہو کر اپنے فرزند ارجمند کو یار علی بنا دیا۔

محمد شبیر احمد علوی قادری

"عرض مؤلف"

للہ الحمد ہر آں چیز کہ خاطر می خواست
آخر آمد ز پس پردۂ تقدیر پزیر

بفضلہٖ تعالیٰ وبکرم حبیبہ المصطفیٰ علیہ التحیہ والثنا حیات شعیب الاولیاء کی ترتیب وتالیف کے مبارک ونورانی لمحات میں میری دلی تمنا اور برسوں کی قلبی آرزو حد تکمیل تک پہونچ گئی عزم وارادہ کے مطابق یہ کتاب بہت پہلے کتابی شکل میں طبع ہوکر اہل عقیدت وارباب شوق کے حلقہ میں چاروں طرف سورج کی سنہری کرنوں کی طرح جگمگا رہی ہوتی لیکن ہجوم افکار وکثرت کار اس عظیم مقصد کی تکمیل میں حائل ہوتی رہی اس کے علاوہ ہر کام کے لئے ایک وقت مقرر ہوتا ہے یعنی جب تک اس کا وقت نہیں ہوتا طرح طرح کی رکاوٹیں پیدا ہوتی رہتی ہیں خدائے پاک کا ہزار ہزار شکر واحسان ہے کہ اس نے مجھ جیسے کم علم اور بے بضاعت کو اپنے ایک محبوب بندے اور شرع وتصوف کے رہبر وپیشوا شیخ المشائخ قطب الاقطاب شعیب الاولیاء حضرت مولانا شاہ صوفی محمد یار علی صاحب قبلہ قدس سرہ کی حیات وشخصیت پر یہ کتاب پیش کرنے کی سعادت نصیب فرمائی۔

راقم سطور نے اپنی اس تالیف حیات شعیب الاولیاء میں حضرت شعیب الاولیاء علیہ الرحمہ کی حیات مقدسہ کے اہم ونمایاں گوشوں پر اپنی فراہم کردہ معلومات کے مطابق روشنی ڈالنے کی پوری پوری کوشش کی ہے جن سے حضرت کے مریدین ومتوسلین اور قارئین وناظرین پر شریعت وطریقت کی صحیح راہ واضح

ہو جائے اور وہ آپ کے حالات زندگی اور اس کے ساتھ ہی ان کی روحانی تعلیمات کو مشعل راہ بنا کر سفر حیات طے کر سکیں دلوں میں عشق مصطفیٰ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی شمع روشن کریں اور آج کل کے پیشہ ور پیروں اور فاسق و فاجر باباؤں کے دام تزویداوران کے مکروفریب سے محفوظ رہیں اس ضمن میں یہ واقعہ قابل ذکر ہے کہ ایک روز میں اپنے احباب کے نرمرے میں بیٹھا تھا دوران گفتگواولیاء کرام وعلماء عظام کی دینی و مذہبی خدمات اوران کے حالات پر گفتگو ہونے لگی اور اسی میں ان بدعمل اور نام نہاد پیروں اور خود ساختہ باباؤں کے بارے میں بات چل پڑی جو فرائض اسلام نماز و روزہ وغیرہ دینی ارکان سے لا پرواہ ہوکر اپنی جھوٹی ولایت و بزرگی کا چرچہ کرتے ہیں اور لایعنی واقعات کو کرامت کا درجہ دے کران کی زوردار تشہیر اور سیدھے سادے عوام اور مغلوب العقیدت جاہلوں کو گمراہ کرتے رہتے ہیں صرف یہی نہیں بلکہ اندھی تقلید کرنے والے لوگوں سے اپنے بارے میں شیخ وقت قطب زماں یا کرامت بزرگ اور ولی کامل ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں اوران کو یہ باور کرانے کی کوشش کرتے ہیں کہ وہ معاذ اللہ اپنے مریدوں اور عقیدت مندوں کے ہر حال سے باخبر اور ہر وقت ان کی حاجت روائی ومشکل کشائی میں لگے رہتے ہیں انھیں ان کے پیرو مرشد کے در سے ملتا ہے جب کہ وہ خود اپنے جاہل و دین سے بے خبر مریدوں کے نذرانوں کے محتاج رہتے ہیں اور حقیقت یہ ہے کہ انھیں بزرگان دین و مشائخ طریقت اور ارباب کشف وکرامت اولیاء اللہ کی عظیم شخصیتوں سے دور کی بھی نسبت نہیں ہوتی بلکہ وہ اپنے غلط طرز عمل سے دیدہ ودانستہ اللہ والوں کے مقدس طبقہ کو بدنام کرتے رہے ہیں۔

چہ نسبت خاک را با عالم پاک
کجا ذرہ کجا خورشید افلاک

ان حالات کا تقاضہ یہی ہے کہ اہلسنت و جماعت کے مقتدر و معتبر اور صاحب سلسلہ اولیاء کرام کی حیات وتعلیمات سے لوگوں کو روشناس کرایا جائے ان کے اصلاحی وتبلیغی پیغام کو مسلمانوں کے ہر حلقہ میں موثر انداز میں پہونچایا جائے انھیں عظیم المرتبت بزرگوں میں گل گلزار قادریت شمع شبستان چشتیت شیخ المشائخ شعیب الاولیاء حضرت سیدی و مرشدی آقائی آقائے نعمت مولانا شاہ صوفی سید محمد یار علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذات گرامی ہے جنہوں نے اپنی حیات مستعار کی آخری گھڑیوں تک مسلک اعلیٰ حضرت کی ترویج و اشاعت کا اہم فریضہ بحسن وخوبی انجام دیا اور لاکھوں بندگان خدا کو حق شناس، عرفان الٰہی، پابندیٔ شریعت، اسلامی تہذیب وتمدن اور رسول باوقار حبیب کردگار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت ووفاداری کے سانچے میں ڈھال دیا۔

نگاہ ولی میں یہ تاثیر دیکھی
بدلتی ہزاروں کی تقدیر دیکھی

مجھ سے پیشتر متعدد اصحاب قلم وارباب علم مثلاً شیخ العلماء حضرت علامہ غلام جیلانی صاحب قبلہ اعظمی علیہ الرحمہ اور ادیب شہیر حضرت علامہ نسیم بستوی وغیرہ نے سرکار شعیب الاولیاء علیہ الرحمہ کی بلند پایہ شخصیت اور آپ کے دینی وروحانی کارناموں پر مشتمل مضامین وکتابیں شائع کر چکے ہیں ظاہر ہے کہ میں ان حضرات کے مقابلہ میں علمی وقلمی صلاحیتوں کے اعتبار سے کوئی حیثیت نہیں رکھتا اس اعتراف کے ساتھ محض حصول سعادت کی غرض سے حیات شعیب الاولیاء مرتب کر کے حضرت شعیب الاولیاء علیہ الرحمہ کی بارگاہ ولایت میں اپنے دلی جذبات ومحسوسات کا خراج عقیدت پیش کیا ہے۔

ع شاہاں چہ عجب گر بنوازند گدارا

اس موقع پر اپنے سبھی معاونین بالخصوص شہزادہ شعیب الاولیاء حضرت ڈاکٹر سید غلام عبد القادر ثالث صاحب کے شکر گزار ہیں کہ حضرت کی کرم فرمائی اور بار طباعت اٹھانے کی وجہ سے یہ کتاب آپ تک پہونچ سکی نیز نبیرۂ شعیب الاولیاء مولانا سید محی الدین علوی اور حافظ سید نور الدین علوی کے بھی ممنون ہیں کہ مواد کی فراہمی میں تعاون اور حوصلہ افزائی کی اور مولانا شریف صدیقی کا شکریہ ادا کرتے ہیں کہ کمپوزنگ کر کے چھپنے کے لئے پریس بھیج دیا۔

حیات شعیب الاولیاء علیہ الرحمہ میں جو واقعات و حالات درج کئے گئے ہیں وہ مذہبی رسائل و جرائد سے ماخوذ ہیں یا صاحب سوانح کے خاص خدام اور آپ کی زندگی کے بیشتر لمحات کو قریب سے دیکھنے والے خوش نصیبوں کی شہادتوں کی بنیاد پر تحریر کئے گئے ہیں اگر واقعات کے بیان میں کسی صاحب کو کوئی غلطی نظر آئے تو وہ براہ کرم اس کی نشاں دہی کر کے راقم سطور کو مطلع فرمادیں بصد شکریہ کتاب کے آیندہ ایڈیشن میں اس غلطی اور خامی کی تصحیح کردی جائے گی۔

محمد شبیر احمد علوی

تأثر گرامی ودعائیہ کلمات

مخزن علم وحکمت ماہر تصوف نمونۂ اسلاف حضرت شعیب الاولیاء کی امانتوں کا سچا امین محبوب الاولیاء قادری کا پرتو سید سالار مسعود غازی کے دربار کا فیض یافتہ سرکار غوث اعظم ۔ کی بارگاہ کا محبوب نظر عارف باللہ حضرت علامہ ڈاکٹر سید غلام عبد القادر ثالث صاحب قبلہ براؤں شریف۔

عزیز القدر گرامی مرتبت حضر+ت مفتی محمد شبیر احمد علوی ایک لائق وفائق مدرس اور تحریر و انشاء کا اعلیٰ ذوق رکھنے والے قابل قدر عالم دین اور دار العلوم شعیب الاولیاء کٹلیا چوراہا و جامعہ عائشہ الصدیقہ غازی نگر پوسٹ دیورنیا ضلع شراوستی کے بانی وسربراہ ہیں اور اس کے ساتھ میرے خلیفہ اور کئی کتابوں؛ کے مصنف بھی ہیں اس اعجاز وشرف کی بنیاد پر ان کی شخصیت نہایت محترم ومقتدر ہے۔

ایں سعادت بروز باز ونیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

زیر نظر کتاب حیات شعیب الاولیاء آپ کی اولین تالیف ہے جس میں انھوں نے میرے والد شیخ المشائخ شعیب الاولیاء حضرت مولانا شاہ صوفی محمد یار علی صاحب قبلہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ قادری چشتی بانی دار العلوم اہل سنت فیض الرسول براؤں شریف کی عظیم حیات ومقتدر شخصیت کے نمایاں وممتاز گوشوں کو اجاگر کرنے کی کوشش کی ہے۔ اور اس کے ساتھ آپ کے بےلوث و پر خلوص مذہبی وروحانی کارناموں پر بھی اچھے انداز کارناموں پر بھی اچھے انداز میں روشنی ڈالی ہے مفتی شبیر احمد علوی کی یہ پیش کش اگر ایک طرف وابستگان خانقاہ یار علویہ کے لئے ایک بیش بہا روحانی سرمایہ ہے تو دوسری طرف عام خوش عقیدہ

مسلمانوں کے حق میں مشعل راہ اور منارۂ نور کی حیثیت رکھتی ہے امید ہے کہ یہ قلمی وتحریری سعی وکوشش بنام حیات شعیب الاولیاء نہایت عقیدت واحترام کے ساتھ پڑھی جائے گی اور مسلمانوں کے ہر حلقہ میں اس کو مقبولیت حاصل ہوگی راقم سطور۔ کے چند مریدین نے اپنے والدین کے ایصال ثواب کے لئے اس کی اشاعت وطباعت کا بار اٹھایا مولیٰ تعالیٰ انھیں دن دونی ورات چوگنی ترقی عطا فرمائے اور والد کی مغفرت فرمائے۔

مفتی محمد شبیر احمد علوی کی یہ قلمی وتحریری نگارش بلا شبہ قابل قدر ولائق ستائش ہے جس کے مضامین ومندرجات میں دینی ومذہبی معلومات اور عبرت وموعظت کا ایک دریا لہریں مار رہا ہے مولیٰ تعالیٰ کی بارگاہ قدس میں دعا ہے کہ اس حیات شعیب الاولیاء کو قبول ومقبول فرما کر قبولیت عامہ وتامہ عطا فرئے اور مؤلف موصوف کے لئے توشۂ آخرت بنائے۔ آمین

ڈاکٹر سید غلام عبدالقادر ثالث براؤں شریف

تقدیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

اڑتی پھرتی تھیں ہزاروں بلبلیں گلزار میں
جی میں کیا آیا کہ پابند نشیمن ہوگئیں

دنیا کی تاریخ گواہ ہے اور آج کے دور میں بھی عام طور پر دیکھنے میں یہی آتا ہے کہ ہر قوم اور ہر مذہب کے پیرو اپنے پیشواؤں، بزرگوں اور اسلاف کی تاریخ اور ان کے عظیم کارناموں کو نہایت عقیدت و احترام کے ساتھ تحریری و کتابی مشکل میں ہمیشہ محفوظ رکھتے ہیں نیز ان کی یادگاروں کو ہر حال میں زندہ و تابندہ رکھنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں اسی خیال و جذبہ کے پیش نظر یہ لوگ ان احسان فراموش قوموں کو عزت کی نگاہوں سے دیکھنا گوارا نہیں کرتے جو اپنے اسلاف اور مذہبی رہنماؤں کے کارنامے اور حالات زندگی مرتب کر کے آنے والی نسلوں کے لئے کوئی نمونۂ عمل پیش کرنے کا جذبہ نہیں رکھتیں اللہ تعالیٰ اور اس کے برگزیدہ و پر وقار رسول حضور پر نور محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے احکام و ارشادات کے بعد صحابہ کرام خلفائے راشدین، ائمہ مجتہدین اولیاء کاملین رضوان اللہ علیہم اجمعین کے اخلاق و کردار و اقوال و اعمال کو بڑی اہمیت و برتری حاصل ہے اور یہ مقدس و بابرکت شخصیتیں ایک منارۂ نور کا درجہ رکھتی ہیں جن کی روشنی صبح قیامت تک باقی رہے گی اور دنیا والوں کو اس سے ہمیشہ ایمان و یقین، حق و صداقت اور علم و معرفت کا درس ملتا رہے گا۔

روش دھر کا ہر نقش پکارے گا مجھے
یہ نہ سمجھو کہ مجھی تک میرا افسانہ ہے

اولیاء کرام کی سیرت وسوانح کی ترتیب وتالیف اور اس کی طباعت و اشاعت کا بنیادی مقصد یہی ہوتا ہے کہ خدائے تعالیٰ کے غافل و نافرمان بندے توحید و رسالت کے حقائق و معارف سے آشنا ہوکر اسلام کے اصول و آداب کے مطابق زندگی گزاریں اوراس کے ذریعہ دنیاوآخرت کی تمام عظمت و سربلندی حاصل کریں جوایک مردمؤمن اور سچے مسلمان کی حیات کا عظیم سرمایہ ہے اولیاء کرام وعلماء عظام مظہر ابنیاء و جانشین مصطفی ہیں؛ ان کو اللہ تعالیٰ نے معجزات عطافرمائے اوراولیاء کرام کوکرامتوں سے نوازا ہے اسلام کی تبلیغ واشاعت پیغمبراسلام رسول کونین محمد عربی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمائی اورانھیں کے نقش قدم پر چلتے ہوئے اولیاء امت نے بھی اپنی زندگی کا ایک ایک لمحہ بندوں کی اصلاح وہدایت اورقوم وملت کی تعمیر وتنظیم میں گزارے ہیں اور جوکام بھی کرتے ہیں اس میں خلوص و ہدایت کا جذبہ شامل اور خدا کی رضاوخوشنودی مدنظر ہوتی ہے یہی؛ ہے کہ ان کی زبان سے نکلی ہوئی بات سننے والوں کے دلوں میں اثرانداز ہوکر رہتی ہے۔ ؎

دل سے جو بات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے
پر نہیں طاقت پرواز مگر رکھتی ہے

خاصان خداومقربان بارگاہ الہی کا ہرقول وعمل کتاب وسنت کا مظہر و آئینہ داران کا سینہ انوار الہی کا گنجینہ ہوتا ہے اللہ تعالیٰ نے ان کو بصارت کے ساتھ بصیرت وفراست ایمانی کی دولت سے بھی نوازا ہے ہم اپنے سامنے کی چیزیں بھی اچھی طرح نہیں دیکھ پاتے اوروہ لوح محفوظ میں انسانوں کی تقدیریں دیکھ لیا کرتے ہیں مولانا جلال الدین رومی علیہ الرحمہ مثنوی شریف میں فرماتے ہیں۔ ؎

لوح محفوظ است پیش اولیاء
گرچہ محفوظ است محفوظ از خطا

محسن انسانیت معلم کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے المؤمن مرأة المؤمن یعنی ایک مؤمن دوسرے مومن کے لئے آئینہ کی طرح ہے جس کا واضح مطلب یہ ہے کہ ایک صاحب ایمان کے دل میں ایسا نور پیدا ہو جاتا ہے جس سے اپنے دیگر مومن بھائی کے ظاہر و باطن سے آگاہ ہو جاتا ہے اور اس کے مجلی و مصفی قلب پر اہل ایمان کے احوال و کوائف کا انکشاف ہوتا رہتا ہے اور جب وہ اس کمال و خوبی کے نقطۂ عروج پر پہونچتا ہے تو اس کی نگاہوں سے حجابات اٹھا دئے جاتے ہیں اور ہر شئی کی حقیقت اس پر خود بخود واضح ہو جاتی ہے اسی لئے بزرگان دین، اولیاء امت اور مشائخ عظام کی بارگاہوں اور ان کے آستانوں و مزاروں کی زیارت و حاضری نیز ان مقدس و فیض بخش شخصیتوں بابرکت ہستیوں سے نسبت و وابستگی کو بڑی اہمیت دی گئی ہے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں لایشقی جلیسم یعنی مقربان بارگاہ خداوندی کا ہم نشین بدبخت نہیں رہتا نیز فرماتے ہیں المرء مع من احبہ آدمی کا حشر اسی شخص کے ساتھ ہوگا جس سے وہ محبت کرتا ہے اس کا خلاصہ و مفہوم یہی ہے کہ اگر ہم اللہ والوں سے عقیدت و محبت رکھیں گے تو دنیا و آخرت میں پروردگار عالم جو انعام و اکرام ان پر فرمائیگا وہی ہم وابستگان دامان اولیاء اکرام و عقیدت مندان مشائخ عظام کو بھی عطا فرمائے گا عارف رومی علیہ الرحمہ مثنوی شریف میں فرماتے ہیں۔

یک زمانہ صحبت با اولیاء
بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

یعنی اولیاء کرام اللہ کے دربار میں تھوڑی دیر کی ہم نشینی و حاضری سو سال کی عبادت بے ریا سے بہتر و افضل ہے۔

غور فرمائے کہ جب اللہ تعالیٰ کے نیک و محبوب بندوں کی چند لمحوں کی مصاحبت اس قدر تاثیر رکھی ہے جو انسانی زندگی میں ایک زبردست روحانی

انقلاب پیدا کر دیتی ہے تو جو خوش نصیب لوگ بزرگان دین کے نقش قدم پر چلتے ہوئے اور ان کے طرز عمل کو اختیار کر کے زندگی گزاریں کے ان کا مرتبہ کس قدر بلند ہو سکتا ہے۔

ذروں کو مہر و ماہ درخشاں بنا دیا

ثابت ہوا کہ اولیاء کرام کی بابرکت شخصیتیں بڑی روحانی قوتوں اور انسانی عظمتوں کی۔ حامل ہوتی ہیں اور ان کی ذات خلق خدا کے لئے فیض بخش و دلنواز ہوتی ہے ان کے مختلف مراتب و درجات کے متعلق تذکرۃ اولیاء ص ۳ پر ہے

اولیاء اللہ کی بہت قسمیں ہیں ان میں بعض اہل معرفت بعض اہل توحید بعض تمام صفات ولایت سے متصف بعض معمولی صفات کے حامل اور بعض یوں ہی سے گزرے ہیں،،

اللہ تعالیٰ نے اپنے ان مخصوص پیکر زہد و تقویٰ اور ذاکر و شاکر بندوں کی زبان کو ایسا اثر بخشا ہے کہ بڑے بڑے تخت و تاج والے ذی اقتدار سلاطین بھی ان کے سامنے سر جھکانے پر مجبور ہو گئے ہیں اور ان کو اس حقیقت کا اعتراف کرنا پڑا ہے کہ

نہ تخت و تاج میں نہ لشکر و سپاہ میں ہے
جو بات مرد قلندر کی اک نگاہ میں ہے

اسی سبب سے اولیاء کرام کے حالات زندگی کو پڑھنا سومند و فائدہ بخش ثابت ہوتا ہے حضرت بو علی دقاق رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ اگر کوئی شخص اولیاء کرام کے حالات سنے اور اس پر عمل نہ کرے تو اس کو کوئی فائدہ ہو سکتا ہے تو آپ نے فرمایا:

سننے میں دو فائدے ہیں اول یہ کہ اگر کسی بندے میں حقیقی طلب ہو گی تو اس کی طلب و ہمت میں اضافہ ہو گا دوسرا فائدہ یہ ہے کہ مغرور بندے کے

غرور میں کمی آجائے گی اگر بد باطن نہیں ہے تو بذات خود اولیاء کرام کے حالات کا مطالعہ کرے گا شیخ محفوظ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ اولیاء کرام کو اپنے اوپر قیاس نہ کرو بلکہ خود کو مردان خدا کی طرح بنالو تاکہ تمہیں گزشتہ اولیاء کرام کے مراتب کا صحیح اندازہ ہو جائے (تذکرۂ اولیاء)

حضرت امام ابو یوسف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سوال کیا گیا کہ جس وقت دنیا میں اولیاء کرام کا وجود نہیں رہے گا اس وقت ہمیں کیا کرنا چاہئے جس سے ہم لغویات وخرافات سے محفوظ رہیں آپ نے جواب دیا کہ اولیاء کرام کے حالات کا ایک جزء روزانہ پڑھ لیا کرو۔ (تذکرۃ اولیاء)

حضرت امام بو یوسف کا ارشاد گرامی اس حقیقت کی وضاحت کر رہا ہے کہ خاصان خدا کی سوانح حیات پڑھنے اور دیکھنے سے ایک بگڑا ہوا انسان ذلیل حرکتوں، بیہودہ باتوں اور حرام و ناجائز کاموں سے بیزار و کنارہ کش ہو کر نیک صالح بندہ ہو جاتا ہے اور اس کا فسق وفجور سے تاریک دل نور ایمان، حسن عمل کے جزبات سے معمور ہو جاتا ہے۔

جاہلوں میں یہ بات عام طور پر مشہور ہے کہ جس شخص سے کرامتیں ظاہر ہوتی ہیں وہ ولی ہوتا ہے جب کہ کرامت ولایت کے لئے شرط نہیں ہے حقیقی صاحب ولایت خدا کا وہی خوش نصیب بندہ ہے جو اتباع شریعت میں کامل ہے اور اس کا ہر عمل قرآن وحدیث کی تعلیمات کا آیئنہ دار ہے تقرب الی اللہ اور محبو بیت کا بلند مرتبہ اسی خوش نصیب بندے کو عطا کیا جاتا ہے جو اپنے معبود برحق کی رضا وخوشنودی کے لئے تمام نفسانی خواہشات کو ترک کر دے اور ہر وقت اس کی یاد میں مشغول رہے اتباع شریعت وپیروئ مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بغیر اگر کوئی شخص ہوا میں پرواز کرے آگ پر چلے اور دریا کی سطح پر گزرے لیکن وہ اہل شریعت و ارباب طریقت کے نزدیک ہرگز ہرگز ولی نہیں ہوگا حضرت شیخ سعدی شیرازی

علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔ ؎

محال است سعدی کہ راہ صفا
تواں رفت جزء درپئے مصطفی

یعنی اے سعدی یہ بات ذہن نشین کرلو کہ تصوف وطریقت کا راستہ اتباع مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بغیر نہیں طے کیا جاسکتا۔

آج کے اس پر آشوب اور جہالت وگمراہی کے تباہ کن دور میں اکثر و بیشتر پیشہ ورلوگوں اورفریب کار عناصر نے مشائخ وصوفیاء کا لباس اوران کی شکل وصورت بنا کر خلاف شرع طرز عمل اختیار کر کے نیز اسلام کے فرائض وواجبات اورآداب وسنن سے غافل ہوکر اپنی ولایت وبزرگی کا ہرروز مظاہرہ شروع کردیا ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ گندم نما جوخروش قسم کے افراد بزرگان دین کے صاف ستھرے دامن پر بدنما داغ لگا رہے ہیں اورعوام کے لاعلمی وسادگی سے فائدہ اٹھا کر اپنا الوسیدھا کر رہے ہیں ایسے بہروپیوں کو پیر ومرشد کا درجہ دینا اوران سے مرید ہونا اپنی دنیا وآخرت دونوں کوتباہ کرنا ہے اسی لئے عارف رومی علیہ الرحمہ مسلمانوں کوتنبیہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ ؎

اے بسا ابلیس آدم روئے ہست
پس بہر دستے نباید داد دست

یعنی بہت سے ابلیس آدمی کے رنگ وروپ میں ہیں اس لئے ہر شخص کے ہاتھ میں بغیر سوچے سمجھے اور جانے پرکھے ہاتھ نہیں دینا چاہئے۔

مزارات پر حاضری کے آداب

اولیاء کرام و بزرگان دین کے مبارک آستانوں و مقدس مزاروں پر نہایت ادب واحترام اور پاک وصاف باوضو ہوکر پائنتی دروازے پر حاضر ہوکر وہیں سے السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ عرض کرے اور اجازت لینے کی نیت سے کچھ وقفہ ٹھہر کر داخل ہو اور مزار شریف سے دور ہو کھڑے ہوکر اپنے دل پر صاحب مزار بزرگ کے روحانی فیضان کی موسلا دھار بارش کا تصور کئے ہوئے فاتحہ خوانی کرے فاتحہ میں درود غوثیہ ۷ بار سورہ اخلاص یعنی قل ھو اللہ ۷ بار سورہ فاتحہ ایک بار آیت الکرسی ایک بار پھر تین بار درود غوثیہ پڑھ کر صاحب مزار کے نام ایصال ثواب کرے اس کے بعد اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ان کو وسیلہ بنا کر حضور قلب سے اپنی حاجتوں اور مرادوں کے بارے میں پوری توجہ سے دعا مانگے ان شاء اللہ تعالیٰ صاحب مزار کے توسل کی برکت سے ضرور قبول ہوگی اور اس کی حاجتیں پوری اور مشکلات آسان ہو جائیں گی۔

جو مانگنے کا طریقہ ہے اس طرح مانگو
در کریم سے بندے کو کیا نہیں ملتا

مزار پاک کا مثل طواف چکر نہ لگائے یہ منع ہے۔ (بہار شریعت)

بعض نام نہاد مسلمان جو توحید پرستی کے غلط طور پر دعویدار ہیں محض اپنی بدبختی وسیہ باطنی کی وجہ سے اولیاء کرام و بزرگان دین کے اختیارات وتصرفات اور ان کی عظمت وکرامت کے منکر ہیں وہ اللہ والوں کے مزاروں پر جانے سے منع کرتے ہیں ان کے بہکانے میں نہیں آنا چاہئے سنی مسلمانوں کو وہابیوں، دیوبندیوں، غیر مقلدوں اور تبلیغی جماعت والوں اور انھیں کی طرح دوسری تمام گمراہ جماعتوں سے مکمل اجتناب واحترام لازمی ہے مزارت اولیاء کرام پر

جانے اوران سے مدد طلب کرنے کا ثبوت احادیث نبویہ واقوال ائمہ کرام اور ان کی تصریحات سے ملتا ہے خود آقائے نامدار مدنی تاجدار ﷺ حضرت حمزہ واہل جنۃ البقیع رضی اللہ عنہم کی قبروں پر سال میں ایک مرتبہ تشریف لے جایا کرتے تھے منکرین کا قول جھوٹا اور اسلاف کی توضیحات کے سراسر خلاف ہے ان کے منافقانہ طرز عمل پر اعلیحضرت فاضل بریلوی قدس سرہ کا شعر پوری طرح صادق آتا ہے۔

تیرا کھائیں تیرے غلاموں سے الجھیں
ہیں منکر عجب کھانے غرانے والے

آغاز سخن

دل میں اک درد اٹھا آنکھ میں آنسو بھر آتے
بیٹھے بیٹھے ہمیں کیا جانئے کیا یاد آیا

اللہ تبارک وتعالیٰ اپنی قدرت کاملہ سے دنیا والوں کی اصلاح وہدایت کے لئے ہر دور میں اپنے بعض مخصوص ومقرب بندوں کو زبردست علمی وروحانی قوتوں کا پیکر بنا کر پیدا فرماتا ہے جو قرآن وحدیث کی تعلیمات کے انوار و تجلیات سے ذہن انسانی کو۔روشن وتابناک بنا کر حق وصداقت کا پرستار اور معبود حقیقی کا اطاعت گزار کر دیتے ہیں ان مصلحین ومبلغین کی اصلاح وتبلیغ کے راستوں میں رکاوٹیں ہمیشہ حائل ہوتی رہیں مگر ان کے جذبہ ایمانی، جوشی اسلامی اور طاقت روحانی نے کسی رکاوٹ کی پرواہ کئے بغیر اپنا سفر حیات سرگرمی کے ساتھ جاری اکھا اور باطل پرستوں نیز جان ومال کے بدترین دشمنوں کے سنگین ماحول میں بھی اپنے روحانی مشن کو کسی پہلو سے کمزور وناکام نہیں ہونے دیا شاعر مشرق علامہ۔اقبال صاحب نے اللہ والوں کی زبردست خداداد قوتوں کا کھلےلفظوں میں اعتراف کیا ہے۔

ولایت بادشاہی علم اشیاء کی جہانگیری
یہ سب کیا ہے فقط اک نقطۂ ایماں کی تفسیریں

انھیں مقدس وبابرکت شخصیتوں میں ایک عظیم ذات،گل گلزار قادریت شمع شبستان چشتیت منبع شریعت رہبر طریقت عاشق مصطفی جانشین اولیاء حضرت مولانا شاہ صوفی محمد یار علی صاحب قبلہ قادری چشتی رضی المولیٰ تعالیٰ عنہ (۱۳۸۷ھ) کی تھی جن کی نورانی صورت و پاکیزہ خصلت رفتار و گفتار

اخلاق وکردار تواضع وانکساری نشست وبرخاست حق پسندی صدق مقالی غرباء پروری مسکین نوازی علم دوستی و وضعداری مستقل مزاجی معمولات کی پابندی اتباع شریعت فیاضی ودریادلی حفظ امانت ودیانت جیسی بلند صفات نے آپ کو اپنے بہت سے ہم عصر مشائخ اور بزرگان دین میں ممتاز ونمایاں منصب کا مالک بنادیا تھا عقیدہ ومسلک میں الحب فی اللہ و البغض فی اللہ کا رنگ بہت گہرا تھا اسی جذبہ واحساس کا یہ اثر تھا کہ حضرت شعیب الاولیاء علیہ الرحمہ نے اہل سنت و جماعت کے مذہب وعقیدہ کے خلاف عقیدہ رکھنے والے کسی بھی باطل فرقہ وجماعت سے کوئی تعلق نہیں رکھا اور نہ اس سے مسلک کے معاملہ میں کسی قسم کی رواداری ومصالحت برداشت کی خصوصیت کے ساتھ رسوائے زمانہ فرقہ، وہابیہ دیوبندیہ کے نام نہاد کاغذی مسلمانوں اور علماء سوء سے دلی نفرت و بیزاری تھی یہاں تک کہ بستی گونڈہ اور فیض آباد وغیرہ کے متعدد مقامات پر اس دور کے مشہور ومعتمد علماء اہلسنت مثلاً حضرت شیر بشیہ اہلسنت حضرت علامہ محمد حشمت علی خاں پیلی بھیتی علیہ الرحمہ وغیرہ کو بلوا کر دیوبندیوں کے سرغنہ مولویوں مثلاً ابوالوفا شاہ جہاں پوری وغیرہ سے مناظرہ بھی کروایا مقدمے چلے اور جہاں جہاں اپنے مسلک ومذھب کی تبلیغ وترویج کی ضرورت محسوس فرمائی وہاں بڑے بڑے کامیاب جلسے کروائے اور ان کے مصارف آپ خود برداشت کئے جس کا سلسلہ مسلسل برسوں چلتا رہا آپ کے سینے میں عشق مصطفی وعظمت رسول ﷺ کا جو مقدس جذبہ کارفرما تھا اس۔کا تقاضہ بھی یہی تھا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب وبرگزیدہ رسول مصطفی جان رحمت روحی فداہ ﷺ کے دوستوں سے دوستی، ان کے دشمنوں سے نفرت وبیزاری کا اظہار کیا جائے اور امام احمد رضا فاضل بریلوی علیہ الرحمہ کے مندرجہ ذیل اشعار کو اپنا شعار ودستور العمل

بنالیا جائے۔

دشمن احمد پہ شدت کیجئے
ملحدوں کی کیا مروت کیجئے

غیض میں جل جائیں بے دینوں کے دل
یا رسول اللہ کی کثرت کیجئے

بلا شبہ حضرت شعیب الاولیاء علیہ الرحمہ کی ذات گرامی اشداء علی الکفار و رحماء بینھم کی درخشاں مثال تھی جس کا مفہوم شاعر مشرق نے اپنے اشعار میں یوں بیان کیا ہے۔

ہر آن ہے مومن کی نئی آن نئی شان
کردار میں گفتار میں اللہ کی برہان

ایک اور مقام پر شاعر مشرق بندۂ مومن کے جذبۂ ایمانی کی کیفیت کا تذکرہ کرتے ہوئے یوں رقم طراز ہیں۔

ہو حلقۂ یاراں تو بریشم کی طرح نرم
رزم حق و باطل ہو تو فولاد ہے مومن

حضرت شعیب الاولیاء علیہ الرحمہ کا طرز عمل اسی کے مطابق تھا اس معاملہ میں آپ اس قدر سخت واقع ہوئے تھے کہ اپنے پرائے خاندان غیر خاندان حتٰی کہ خاص اپنے اہل و عیال میں سے کسی عزیز سے عزیز فرد کی بھی متعلق پرواہ نہیں کرتے تھے۔

دو عالم سے کرتی ہے بیگانہ دل کو
عجب چیز ہے لذت آشنائی

حیات شعیب الاولیاء علیہ الرحمہ کی اجمالی جھلکیاں

اسم گرامی محمد یار علی علیہ الرحمہ

عمر شریف اسی (۸۰) سال

والد ماجد کا نام حضرت سید فضل علی

مولد و مسکن براؤں شریف ضلع سدھارتھ نگر یوپی

حسب و نسب علوی سادات

سن ولادت ۱۳۰۷ھ

براؤں شریف میں مورث اعلیٰ کی آمد ۱۴۵۷ھ

مشائخ طریقت (۱) حضرت محبوب الٰہی علیہ الرحمہ (سلسلہ قادریہ) (۲) قطب الاقطاب حضرت عبد اللطیف شاہ ستھنوی سلسلہ چشتیہ (۳) بابائے ملت حضرت سید عبد الشکور جھونسوی الٰہ آبادی (سلسلہ نقشبندیہ و سہروردیہ)

خلفائے کرام : (۱) مجاہد سنیت حضرت مولانا الحاج سید محمد صدیق احمد قادری چشتی سجادہ نشیں خانقاہ فیض الرسول براؤں شریف (۲) پیر طریقت حضرت صوفی عبد المتین شاہ صاحب علیہ الرحمہ سجادہ نشیں آستانۂ محبوبیہ ڈھلمؤ شریف (۳) مفکر اسلام صاحبزدہ حضرت علامہ الحاج سید عبد القادر صاحب علوی منیجر دار العلوم اہلسنت فیض الرسول براؤں شریف

اولاد: آٹھ صاحبزادے جن کے اسمائے گرامی مندرجہ ذیل ہیں :

(۱) جناب مولوی سید محمد یعقوب صاحب مرحوم

(۲) حضرت مولانا الحاج سید محمد صدیق احمد صاحب قبلہ علیہ الرحمہ سجادہ نشیں براؤں شریف

(۳) حضرت سید علی حسین صاحب مرحوم

(۴) جناب مولوی سید محمد فاروق احمد صاحب مرحوم منیجر دار العلوم اہلسنت فیض الرسول براؤں شریف

(۵) حضرت سید عبد النبی عرف بابو میاں علیہ الرحمہ

(۶) حضرت علامہ الحاج عبد سید القادر علوی منیجر دار العلوم فیض الرسول

(۷) عارف باللہ حضرت علامہ سید عبد القادر ثالث صاحب قبلہ

(۸) حضرت سید غلام عبد القادر رابع ایل ایل ایم عیگ

۴ صاحبزادیاں جن کے اسماء گرامی مندرجہ ذیل ہیں:

(۱) محترمہ سیدہ خاتون

(۲) محترمہ حمیدہ خاتون

(۳) محترمہ زبیدہ خاتون

(۴) محترمہ طیبہ خاتون

سرکاری ملازمت پرائمری اسکول قصبہ سکندر پور ضلع بستی ۱۹۱۶ء

سرکاری ملازمت پرائمری اسکول شہرت گڑھ ضلع سدھارتھ نگر ۱۹۱۷ء

غیر منقسم ہندو پاک کے بزرگان دین کے مزارات پر حاضری کے سفر کا آغاز ۱۹۲۸ء

آل انڈیا سنی جمیعۃ العلماء کانفرنس بمبئی میں شرکت ۱۹۶۳ء

زیارت حرمین شریفین ۳ مرتبہ

آپ کی سرپرستی میں ماہنامہ فیض الرسول براؤں شریف کا اجراء ماہ محرم

الحرام ۱۳۸۵ھ مطابق جون ۱۹۶۵ء

دارالعلوم فیض الرسول براؤں شریف کی نشاۃ اولیٰ ۱۳۵۷ھ

دارالعلوم فیض الرسول براؤں شریف کی نشاۃ ثانیہ ۱۳۷۵ھ

سفر رنگون ۱۹۲۵ء

وفات: وفات حسرت آیات ۲۲ محرم الحرام ۱۳۸۷ھ مطابق ۴ مئی ۱۹۶۷ء شب جمعرات ایک بجکر ۱۵ منٹ پر۔

فنا کے بعد بھی باقی ہے شان رہبری تیری
خدا کی رحمتیں ہوں اے امیر کارواں تجھ پر

شجرۂ نسب

آپ کا شجرۂ نسب اس طرح ہے حضرت شعیب الاولیاء سید محمد یار علی بن سید فضل علی بن سید خورشید علی بن سید خان محمد بن سید عبدالحنان بن سید عبد الرحمن بن سید خدا بخش بن سید سالار بخش بن سید محمد علی بن سید ہدایت علی بن سید لطف اللہ بن سید جان محمد بن سید تاج محمد غازی بن سید محمد داؤد بن سید محمد قاسم بن سید سالار محمد تاج بن سید سالار بن سید محمد صالح بن سید سالار سرخرو بن سید عطاء اللہ غازی بن سید طاہر غازی بن سید طیب غازی بن سید اشرف غازی بن سید عمر غازی بن سید ملک آصف غازی بن سید شاہ بطل غازی بن سید عبدالمنان غازی عرف فریدالدین بن سید محمد بن حنفیہ بن سیدنا علی ابن ابوطالب کرم اللہ وجہ الکریم وعلیہ الرحمۃ الرضوان۔

ہندستان میں جد بزرگوار کا ورود مسعود

حضرت سید سالار مسعود غازی رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہر غزنی کو چھوڑ کر سیر و سیاحت اور تبلیغ دین کے نیک جذبہ کے زیر اثر اپنے چند رفقاء کو ہمراہ لے کر روانہ ہوئے آپ کے جاں نثار و شیدائی جہاں تھے وہیں سے آپ کی روانگی کی خبر پا کر آپ کے کارواں میں شامل ہوتے گئے دیکھتے دیکھتے اہل محبت کا ایک جم غفیر ہو گیا۔ ے

میں اکیلا ہی چلا تھا جانب منزل مگر
لوگ ساتھ آتے گئے اور کارواں بنتا گیا

راستے میں دوران سفر مختلف مقامات پر آپ تبلیغ اسلام فرماتے ہوئے دہلی پہونچے تو وہاں کے راجہ مہیپال نے تیرہ لاکھ نوے ہزار کی فوج لے کر ان نو وارد مجاہدین اسلام پر حملہ کر دیا جانباز سپاہیوں اور سرفروش مجاہدین نے شجاعت و بہادری کے حیرت انگیز جوہر دکھائے ایک مہینہ آٹھ دن تک مسلسل جنگ وجدال کا میدان گرم رہا مگر فتح و شکست کا فیصلہ نہ ہو سکا اس جنگ میں بعض اسلامی مجاہدین نے کمال فن ضرب وحرب سے اپنے مقابل باطل پرستوں کو تہہ تیغ کرتے اور ان کو خاک وخون میں تڑپاتے ہوئے جام شہادت نوش کر لیا ادھر راجہ کے خاص مشیروں نامور فوجیوں میں بزدلی اور پست ہمتی کی کیفیت پیدا ہو گئی تھی اور ادھر حضرت سید سالار مسعود غازی جنگ کا نتیجہ برامد نہ ہونے سے افسردہ خاطر اور رنجیدہ دل سے ہو گئے تھے اسی عالم میں آپ نے احکم الحکمین رب العلمین کی بارگاہ میں سر بسجود ہو کر امداد واعانت کی دعا مانگی اس کے بعد تھوڑا سا وقت گزرا تھا کہ مخبر نے غزنی سے تازہ دم لشکر کے آنے کی خوشخبری سنائی آپ نے اس غیبی تائید کو دیکھ کر سجدہ شکر ادا کیا غزنی سے آنے والی اس فوج کے سپہ سالار حضرت سالار سیف الدین سرخرو تھے اس پر جوش فوج نے آتے ہی دشمنوں کے لشکر پر

زوردار حملہ کیا پہلے کے مجاہدین کے اندر بھی اس سے بڑا جوش وخروش پیدا ہوگیا اس زبردست حملہ کی تاب نہ لاکر کفار ومشرکین کے لشکر میں بھگدڑ مچ گئی اور سب اپنی اپنی جان بچا کر بھاگنے لگے تھوڑی ہی دیر میں میدان کارزار شکست خوردہ اور کم ہمت کافروں کی فوج سے خالی ہوگیا اور فتح وکامرانی کا سہرا اسلامی لشکر کے سر کی زینت بن گیا۔ حضرت شاہ عطاء اللہ غازی (جو حضرت شعیب الاولیاء علیہ الرحمہ کی اٹھارہویں پشت کے جد اعلیٰ ہیں) کے تین صاحبزادے تھے۔ (۱) حضرت سید سالار نصر اللہ شاہ (۲) حضرت سالار ساھو (۳) حضرت سالار سید سیف الدین سرخرو علیہم الرحمہ۔

حضرت سالار سید نصر اللہ شاہ شہید جن کی مزار پاک دکولی شریف شہر بہرائچ شریف کے اتر جانب ہے۔ حضرت سالار سید ساھو علیہ الرحمۃ و الرضوان نے متعدد بار ہندوستان کا دورہ فرمایا اور جگہ جگہ اسلامی سطوت وجلالت اور ایمانی شان وشوکت کا مظاہرہ کرتے ہوئے اسلامی پرچم بلند کیا آپ کا وصال سترکھ ضلع بارہ بنکی یوپی میں ہوا اور وہیں آپ کا مزار پرانوار زیارت گاہ خلائق عالم ہر عام وخاص ہے آپ کے صرف ایک صاحبزادے تھے۔ جن کو دنیا حضرت سید سالار مسعود غازی علیہ الرحمہ کے باعظمت نام سے جانتی اور پہچانتی ہے جو دشمنان اسلام کافر ومشرک راجاؤں کے کثیر لشکر جرار کے زبردست حملوں کا منہ توڑ جواب دیتے اور ان کے بڑے بڑے نامی گرامی بہادروں اور شمشیر زنوں کو کھیرے ککڑی کی طرح کاٹتے اور کشتوں کے پشتے لگاتے ہوئے ۱۴ رجب المرجب ۴۲۴ھ مطابق ۱۰ جون ۱۰۲۴ء بروز اتوار بہرائچ شریف میں عصر ومغرب کے درمیان شہید ہوگئے۔ چونکہ آپ غیر شادی شدہ تھے اس لئے آپ کی نسل نہ چل سکی آپ کا مزار پرانوار بہرائچ شریف میں زیارت گاہ خلائق ہے آپ کا عرس سراپا قدس ہر سال ۱۳، ۱۴ رجب المرجب کو آستانے پر نہایت شاندار پیمانے پر منایا جاتا ہے اور میلہ ہندی مہینے کے حساب سے جیٹھ

کے پہلے اتوار میں ہوتا ہے جس میں لاکھوں کی تعداد میں مسلم وغیر مسلم شریک ہو کر فیض حاصل ہوتے ہیں۔

حضرت سالار سید سیف الدین سرخرو علیہ الرحمہ کے تین صاحبزادے تھے۔(۱) محمد صالح (۲) ظفر الدین (۳) سالار محمد

یہ تینوں حضرات سید سالار مسعود غازی کے چچازاد بھائی تھے انھیں کی اولادیں ہندوستان میں پھیلیں ان کی نسل کے لوگ منگرورا بلکھرا ضلع بارہ بنکی میر پور بیراگی گاؤں [illegible] ضلع بہرائچ و براؤں شریف اوراسنگوا ضلع سدھارتھ نگر وغیرہ مختلف مقامات میں پھل پھول رہی ہیں۔

حضرت سالار سید سیف الدین سرخرو علیہ الرحمہ کی مزار پاک ریلوے کراسنگ کے پچھّم جانب واقع ہے جہاں اہل عقیدت حاضر ہو کر حاجتوں و مرادوں سے اپنا خالی دامن بھر بھر جاتے ہیں۔

حضرت سالار سید سیف الدین سُرخرو سید ہیں

حضرت سالار سید سیف الدین سرخرو رضی اللہ تعالی عنہ امیر المؤمنین حضرت علی مرتضی کرم اللہ وجہ الکریم کے صاحبزادے حضرت محمد بن حنفیہ رضی اللہ تعالی عنہ کی نسل پاک سے ہونے کی وجہ سے علوی اور سید ہیں۔ مدرسہ اہلیہ گجرات سے ۵۲ ذی الحجہ ۱۴۱۳ھ میں محمد سید احمد عثمانی [illegible] حضرت علامہ مفتی اختر رضا خان ازہری قادری علیہ الرحمہ کی خدمت میں استفتاء پیش کیا جس میں سوال نمبر ۴ یہ ہے علوی جعفری، عباسی سادات میں سے ہیں کہ نہیں تو ۲۲ محرم الحرام ۱۴۱۸ھ کو آبروئے خاندان رضویت حضرت تاج الشریعہ علیہ الرحمہ نے اس کے جواب میں تحریر فرمایا کہ فی الحقیقت علوی جعفری عباسی بھی سادات میں سے ہیں۔ کہ وہ اہل بیت اطہار سے ہیں اور پہلے زمانے میں شریف کا لفظ ان تمام لوگوں پر بولا جاتا تھا۔ بعد میں جب مصر پہ فاطمی حکومت کا قبضہ ہوا تو یہ لفظ حضرت فاطمہ زہراء رضی اللہ تعالی عنہا کی اولاد کے ساتھ خاص ہوگیا یہ عرف اب تک جاری ہے اسی لئے ہندوستان میں بھی سید سے اولاد فاطمہ مراد لیتے ہیں۔ مگر تخصیص عرفی ہے جس کے سبب علوی وغیرہ سید ہونے سے نہ نکلیں گے فتاوی حدیثیہ میں ہے۔ واعلم ان اسم الشریف کان یطلق علی من کان من اهل البیت ولو عباسیا اوعقیلیاو منه قول المورخین الشریف العباسی الشریف الزینبی فلما ولی الفاطمیون قصروا اسم الشریف علی ذریة الحسن والحسین واستمر ذلك الی الآن

تاج الشریعہ علامہ اختر خان ازہری علیہ الرحمہ کا قلمی فتویٰ مندرجہ ذیل ہے

نغمات اختر المعروف سفینہ بخشش میں تاج الشریعہ حضرت مفتی اختر رضا خان ازہری علیہ الرحمۃ نے حضرت سید سالار مسعود غازی علیہ الرحمہ کی شان میں منقبت تحریر فرمائی ہے اس کے اوپر حضرت سالار مسعود غازی علیہ الرحمہ کے اسم گرامی کے ساتھ سید تحریر کیا ہے۔ حضرت مفتی مجیب اشرف صاحب علیہ الرحمہ ناگپوری ایک سوال کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں کہ امیر المومنین حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالی عنہ کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے جو خاندانی اور نسبی قرابت ہے اس اعتبار سے حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ نبی سید ہیں اور جس نے انکار کیا تھا وہ اس سیادت سے جو اولاد رسول کو حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالی عنہا کے واسطے سے حاصل ہے۔ اس مذکور بالا اقتباس سے حضرت علی مشکل کشا رضی اللہ تعالی عنہ کا نبی سید ہونا ثابت ہو گیا اور باپ کے سید ہونے پر اس کی اولاد کا سید ہونا ظاہر و باہر اور اظہر من الشمس ہے۔ شیخ الاسلام حضرت علامہ سید محمد مدنی میاں کچھوچھوی اپنی تقریر میں فرماتے ہیں کہ حضرت علی مرتضی رضی اللہ تعالی عنہ سید ہیں اور ان کی ساری

اولاد میں سید ہیں تاجدار اہلسنت سرکار مفتی اعظم ہند حضرت علامہ مصطفی رضا خان قادری بریلوی علیہ الرحمہ کا شجرہ مبارکہ دیکھئے جہاں درود کے کلمات ہیں وہاں حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ کے لیئے السید الکریم کا لفظ استعمال ہوا ہے اس شجرہ مبارکہ میں سادات کرام کے لیئے السید الکریم اور غیر سید کے لیے الشیخ کا لفظ استعمال کیا گیا اگر سرکار مفتی اعظم ہند کے نزدیک حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ سید نہ ہوتے تو ان کے لیئے السید الکریم کا لفظ استعمال نہ فرماتے حضرت علی مرتضی رضی اللہ تعالی عنہ کا سید ہونا انکی تمام اولادوں کے سید ہونے پر دلیل ہے لہذا حضرت محمد بن حنفیہ سید حضرت عباس علمدار سید اور حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ کی دوسری اولادیں بھی سید ہیں اور حضرت محمد بن حنفیہ کے سید ہونے کی وجہ سے حضرت سید سالار مسعود غازی علیہ الرحمہ کا سید ہونا ثابت ہو گیا کیونکہ نسب باپ سے چلتا ہے۔

براؤں شریف میں جد امجد کی آمد

حضرت شعیب الاولیاء علیہ الرحمہ کے آباء و اجداد ہندستان میں آکر منگرورابلکھر ا ضلع بارہ بنکی میں آباد ہو گئے عرصہ دراز کے بعد وہاں سے کچھ لوگ ہجرت کر کے میر پور ضلع بہرائچ شریف بس گئے۔ اور وہاں لمبے عرصہ تک اقامت اختیار کر کے اس زمین کو آباد رکھا وہاں سے بھی حضرت شعیب الاولیاء کے دادا سید خورشید علی صاحب اپنے چند بھائیوں کے ساتھ بیراگی گاؤں آباد ہو گئے لیکن کچھ ناموافق حالات کے سبب سید خورشید علی صاحب وہاں سے بھی نقل مکانی کے لئے چل پڑے براؤں شریف کے قریب پہونچے وہاں کے ایک غیر مسلم شخص سے ملاقات ہوئی حال چال ہوا تو اس نے کہا آپ چاہیں تو یہاں قیام کرلیں ہم آپ کو رہنے سہنے کی سہولت دیں گے اور مہمان بنالیا کچھ دن ٹھہرنے کے بعد چلنے کی تیاری کی تو اس غیر مسلم نے کہا اب کہاں جاؤ گے

یہاں مستقل رہ جایئے کوئی تکلیف نہ ہونے دیں گے اور ہر ممکن مدد کریں گے
اس کے اخلاق اور کردار سے متاثر ہو کر یہاں قیام کرنے پر رضا مند ہو گئے
۔اور مستقل بود باش اختیار کر لی اور ان کی وجہ سے براؤں کے نصیب میں
براؤں شریف ہونا مقدر تھا۔

آپ کے والد بزرگوار

آپ کے والد ماجد جناب سید فضل علی صاحب بہت ہی نیک سیرت
پاکیزہ خصلت عابد زندہ دار روزہ و نماز کے پابند تھے معاملات میں بہت ہی
صاف گو، دیانت دار تھے زندگی نہایت سادہ طریقے سے گزارنے کے خوگر
تھے ٹیپ ٹاپ اور دکھاوا ہرگز ہرگز آپ کو پسند نہ تھا براؤں شریف اور گردونواح
میں آپ کی عفت و شرافت کا عام چرچا تھا آپ اپنے بڑوں کا احترام اور چھوٹوں
پر شفقت کرتے تھے نہایت ہی جفاکش و محنتی اور ایسا طرز عمل اختیار کر رکھا تھا کہ
خاندانی وقار کسی گوشہ سے مجروح نہ ہونے پائے اپنے محبوب اور چہیتے
صاحبزادے حضرت شعیب الاولیاء مولانا شاہ صوفی محمد یار علی صاحب قبلہ رحمۃ
اللہ علیہ کے درویشانہ کیفیت اور آپ کی بے مثال زہد و تقویٰ اور عبادت و
ریاضت کا حال دیکھ کر ان کا بڑا لحاظ رکھتے تھے اور حضرت شعیب الاولیاء علیہ
الرحمہ بھی والد بزرگوار کا بہت ہی ادب و احترام اور ان کی ضروریات کا بڑا خیال
رکھتے اور ہر ممکن طور پر ان کی خدمت کر کے ان کی دعاؤں سے مالا مال ہوتے
رہتے کبھی زبان سے ایسا حرف نہ نکالا جس سے ان کی دل آزاری ہوتی یہی سبب
ہے کہ آپ کے والد محترم ہمیشہ آپ سے خوش رہتے اور اس بات پر فخر کرتے کہ
حضرت شعیب الاولیاء علیہ الرحمہ جیسا بے مثال و صاحب فضل و کمال فرزند
میرے گھر میں پیدا ہوا ہے۔

والدہ ماجدہ

حضرت شعیب الاولیاء علیہ الرحمہ کی والدہ ماجدہ بڑی نیک سیرت وعفت مآب، پردہ نشین متقی و پرہیز اور نماز و روزہ پابندی کے ساتھ ادا کرتی تھیں روزانہ بلاناغہ نہایت ذوق وشوق کے ساتھ قرآن پاک کی تلاوت حرص و طمع سے بیزار دولت وثروت سے بے نیاز اور دنیا کی ظاہری آرائش وزیبائش کو چھوڑ کر آخرت کی فلاح و بہبود کی طلبگار تھیں اپنے آقا و مولیٰ روحی فدا ﷺ کی بارگاہ عظمت میں کثرت سے درود نذر کرتی رہتیں گھریلو کاموں میں مصروف رہنے کے باوجود آپ کے مذکورہ معمولات میں کوئی فرق نہیں آتا تھا تکلیف و مصیبت پر حرف شکایت زبان پر نہ لاتیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی رضا پر راضی اور اس کی عطا پر شکر گزار رہتیں۔

وطن مالوف

آپ کا وطن مالوف براؤں شریف ہے جو شہر بستی سے جانب شمال ساٹھ (۶۰) کلومیٹر کے فاصلہ اور بانسی تحصیل سے پچھّم کی سمت ۱۴ کلومیٹر پر واقع ہے پہلے براؤں شریف ضلع بستی میں تھا اب یہ ضلع سدھارتھ نگر میں شامل کرلیا گیا ہے حضرت سرکار شعیب الاولیاء علیہ الرحمہ یہیں پیدا ہوئے جن کے وجود مسعود سے براؤں اب براؤں شریف بن گیا اور اس کو تاریخ میں ایک ممتاز مقام حاصل ہوگیا۔

سلطان الوعظین شیخ الحدیث حضرت علامہ عبدالمصطفیٰ صاحب قبلہ اعظمی علیہ الرحمہ سابق شیخ الحدیث دارالعلوم فیض الرسول براؤں شریف نے حضرت شعیب الاولیاء علیہ الرحمہ کی ذات گرامی کے تعلق ہی سے براؤں شریف

کی سرزمین کا ان الفاظ میں اعتراف کرتے ہوئے فرمایا تھا۔

اے ارض براؤں تیری عظمت کے تصدق

سینہ تیرا آرام گہے یار علی ہے

آج براؤں شریف میں ایک مشہور خانقاہ یار علویہ بھی ہے جس سے لاکھوں خوش نصیب مسلمان روحانی طور پر وابستہ ہیں اور اس کے ساتھ ہی ایک عظیم شہرۂ آفاق عربی درسگاہ بھی ہے جو دار العلوم اہلسنت فیض الرسول کے مقدس وفیض بخش نام سے دنیائے سنیت میں نہایت احترام وعقیدت کے ساتھ مشہور ومعروف ہے۔

اس ادارہ کے فارغین علماء وقراء وحفاظ ملک کے گوشے گوشے میں پھیلے ہوئے ہیں اور جس مدرسہ اور دار العلوم میں ہیں ایک امتیازی شان رکھتے ہیں یہ سب کچھ دراصل حضرت شعیب الاولیاء علیہ الرحمہ کے روحانی فیوض وبرکات کا نتیجہ ہے رب کریم اس روحانی یادگار کو حوادث زمانہ سے محفوظ ومامون فرمائے (آمین)۔

بچپن

آپ بچپن ہی سے سنجیدہ، شائستہ اور شریف الطبع واقع ہوئے تھے اور فطری طور پر پاکیزہ خصلت اور عالی سیرت تھے عام بچوں کی طرح لہو ولعب اور واہیات باتوں اور کھیل وکود کے خرافات سے دور رہتے گالی گلوج اور بدزبانی سے اجتناب فرماتے ماں باپ کی خدمت اور بڑوں کا پاس و ادب کرتے شرارت پسند اور اوباش لڑکوں اور ان کی گندی صحبت سے دور یا ور کنارہ کش رہتے جب بولتے تو متانت وسنجیدگی اختیار کرتے آپ کے طرز کلام میں اس قدر دلکشی وشیرینی محسوس ہوتی کہ لوگوں کے دلوں کو اپنی طرف کھینچ لیتے گفتگو میں ذہانت ودوراندیشی ہوتی جس کو پڑھے لکھے ذہین وخوش مند لوگ ہی باخبر ہو

جاتے اوران کوآپ کے روشن مستقبل وبلند مرتبہ کااندازہ ہوجاتا تھا۔

بالائے سرش ز ہوش مندی
می تافت ستارۂ سربلندی

ماں باپ کی نیک دعاؤں کا سایہ آپ کے سر پر تھااور بزرگوں کی خصوصی نگاہ تربیت آپ کی جانب تھی جس نے آپ کی شخصیت کوزمین کی پستیوں سے اٹھاکر آسمان کی بلندیوں تک پہونچادیا اور ایسا اونچا مرتبہ ملا جوآپ کے خاندان والوں کے لئے باعث فخر اور ہم عصروں کی نظر میں قابل رشک بن گیا چونکہ قدرت کوان کی ذات سے بندوں کی اصلاح وہدایت اور مذہب وملت کی تبلیغ و ترویج کااہم کام لینا تھااس لئے آپ کی تربیت کاایسا خصوصی انتظام کیا جس نے آپ کومحاسن اخلاق کا پیکر جمیل اور سراپا فضل وکمال بنادیا اور پروردگار عالم نے انسانی عظمتوں کی بہت سی خوبیاں آپکی ذات میں ودیعت فرمادیں جوایک مصلح امت مبلغ دین اور مرشد طریقت کے لئے نہایت ضروری ولازمی ہیں۔

نواب جنگل سے براؤں شریف واپسی

حضرت شعیب الاولیا علیہ الرحمہ شہرت گڈھ کے پرائمری اسکول میں پڑھارہے تھے، صبح وظیفہ پڑھتے ہوئے اپنے کمرے سے باہر نکلے، راستہ میں روتی ہوئی ایک بوڑھی عورت اوراس کے آگے ایک مردہ لڑکا پڑادیکھا، پوچھا اے عورت! تم کیوں رورہی ہو، اس نے کہا دیکھتے نہیں، میرا جوان لڑکا مردہ پڑا ہے، آپ نے فرمایا، مت روؤ، یہ مرانہیں زندہ ہے، اے لڑکے اٹھ کب سے تیری ماں رورہی ہے، اس کے سینے پر ہاتھ رکھااور سر پکڑ کر کھڑا کردیا۔ یہ دیکھ کراس عورت کی خوشیوں کی انتہانہ رہی، پیر چھونے دوڑی، آپ نے منع فرمایااور اسکول چلے آئے

۔یہ واقعہ مشہور ہو گیا لوگ آپ کی طرف کھنچنے لگے، تو شہرت گڈھ کے اسکول کو چھوڑ کر نواب جنگل چلے گئے، وہاں ذکر و فکر، اشغال و اعمال، تکبیر و تہلیل کی آواز سے جنگل گونج اٹھا، یاد الٰہی، عبادت و ریاضت، مجاہدہ و نفس کشی میں مصروف اور ملنا جلنا ترک کر دیا، اس جنگل کے قریب ایک چھوٹی ندی تھی، ہر جمعرات کو اس میں نہانے دھونے آتے تھے، واپسی میں جس پر آپ کی نظر پڑ جاتی، بیمار شفایاب اور پریشاں حال خوش حال ہو جاتا اور لوگوں پر رعب و جلال اتنا کہ قریب آنے کی کسی میں ہمت نہ ہوتی تھی، رفتہ رفتہ آنے والوں کی کثرت ہونے لگی۔ عبدالواجد عرف سادھو بابا کسی ضرورت سے اس ندی کے پاس سے گزرے، آبادی قریب میں نہ تھی، پھر بھی اس ندی سے کچھ دور پر بھیڑ لگی تھی، پوچھا آپ لوگ یہاں کیوں بیٹھے ہیں تو ان میں سے کسی نے جواب دیا، اس جنگل میں سے ہر جمعرات کو ایک بابا اس ندی میں نہانے دھونے آتے ہیں، جس پر ان کی نظر پڑ جاتی ہے، وہ کامیاب و بامراد ہو جاتا ہے، آنے کا وقت ہونے والا ہے۔ تھوڑی دیر میں حضرت شعیب الاولیا علیہ الرحمہ جنگل سے ندی کی جانب آئے، سادھو بابا نے پہچان لیا، کہ یہ میرے بھائی ہیں اور ہم لوگ انھیں تلاش کہا کر رہے تھے، قریب گئے اور کہا: ارے محمد یار علی تم جنگل میں پڑے رہو اور میں تمھارے بال بچوں کی دیکھ ریکھ اور پرورش کروں، گھر چلو اور اپنی ذمہ داری سنبھالو، چودہ سال ہو گئے، اب بھی آپ کا بن باش پورا نہیں ہوا تو فرمایا، سادھو بابا ربیع الاول اور گیارہویں کا جشن کر لوں، تب آؤں گا۔ حضرت سادھو بابا اپنی منزل کی طرف چلے گئے، اس کے ایک ڈیڑھ سال بعد حضرت شعیب الاولیا براؤں شریف تشریف لائے۔

حلیہ وسراپا

حضرت آقائی آقائے نعمت سرکار شعیب الاولیاء علیہ الرحمہ نہایت وجیہ شکل اور حسین وجمیل اور متوسط قد وقامت کے بزرگ تھے چہرہ گول گورا اور روشن تھا جس سے بزرگی وروحانیت کا رعب وجلال ٹپکتا رہتا جب کبھی آپ پر جلال طاری ہوتا تو چہرہ سرخ ہو جاتا اس وقت کوئی شخص آپ کے چہرے کی طرف نظر بھر کر نہیں دیکھ سکتا تھا ۔

پیشانی کشادہ درخشاں جس سے نور ولایت جھلکتا رہتا رخسار بھرے ہوئے سر متوسط ورنگ گورا آنکھیں صبیح ونورانی اور جب آپ اس میں جمعہ وعیدین وغیرہ میں سرمہ لگاتے تو ان کا حسن اور دوبالا ہو جاتا ریش مبارک (داڑھی) گھنی گول اور خوبصورت دندان (دانت) صاف وشفاف موتی کی طرح چمکتے ہوئے عمر کے آخری دور میں مصنوعی دانت لگوائے تھے وہ بھی بہت اچھے لگتے تھے اور ان پر پیدائشی وفطری دانتوں کا گمان گزرتا تھا۔

دونوں ہاتھ ۔ نرم لطیف لمبے اور ان میں انگلیاں کشادہ جو فیاضی دریا دلی اور ایثار وسخاوت کی نشانی ہے۔

بازو۔ بھرے ہوئے نہایت گداز

سینہ۔ چوڑا جو عشق رسالت کا مدینہ اور علم ومعرفت کا گنجینہ تھا

پاؤں۔ متوسط خوبصورت

جسم۔ نرم وگداز بچپن سے جوانی تک اکہرے بدن کے اس کے بعد بھر گیا تھا غرض کہ آپ کے سر سے قدم تک ہر عضو اپنی جگہ موزوں ومتناسب تھا جو شخص پہلی بار آپ کو دیکھتا۔ دیکھتا ہی رہ جاتا

رفتار قدم ۔ چلنے میں قدموں سے آوازیں نہیں پیدا ہوتیں نہایت متانت وسنجیدگی کے ساتھ قدم اٹھاتے دیکھنے میں تو ایسا لگتا کہ آہستہ آہستہ چل

رہے ہیں لیکن بڑے بڑے تیز رو لوگ آپ کا ساتھ نہ پکڑ پاتے اور پیچھے رہ جاتے دیکھنے والے حیران وششدرره جاتے تھے کہ آناً فاناً آپ کہاں سے کہاں پہونچ گئے گویا فضا میں پرواز کررہے ہیں۔

آواز۔نہایت دلکش وشیریں جو براہ راست دل پر اثر انداز ہوتی اور کانوں میں رس گھولتی ہوئی محسوس ہوتی۔

طرز کلام۔ بہت ہی نرم اور متانت وسنجیدگی سے بھرپور ہوتا آپ اس انداز میں گفتگو فرماتے کہ زبان سے نکلنے والا ایک ایک جملہ سمجھ میں آجاتا لب و لہجہ بیحد متاثر کرنے والا ہوتا اس طرح بات کرتے کہ دوبارہ کسی لفظ کو دہرانے کی ضرورت نہ ہوتی اور مخاطب آپ کی ہر بات اور اس کا مفہوم اچھی طرح ذہن نشین کرلیتا جب جلال میں ہوتے کسی شخص پر اپنی خفگی کا اظہار فرماتے یا ڈانٹ پھٹکار کرتے تو آواز بلند اور بھاری ہوجاتی ایسے عالم میں بے تکلف اور قریبی خدام پر بھی لرزہ طاری ہوجاتا اور کچھ بولنے کی ہمت نہ ہوتی آپ کے جلال و ہیبت کی یہ کیفیت تھی کہ کوئی شخص زیادہ دیر تک آپ کو نہیں دیکھ سکتا تھا نگاہ نیچی رکھنے پر مجبور ہوجاتا۔

دہن (منھ)۔ سرچشمہ مسرت وخوشی اور مخزن شہد وشکر تھا کبھی تلخ و ترش ودل آزاری وخاطر شکنی والی بات نہ فرماتے اور نہ ایسا انداز ہوتا جس سے مخاطب کو مایوسی ہو جو آپ سے ہمکلام ہوتا اس کا دل آپ کے انداز گفتگو سے باغ باغ ہوجاتا۔

یوں مسکرائے جان سی کلیوں میں پڑ گئی
یوں لب کشاں ہوئے کہ گلستاں بنا دیا

وعظ وتقریر۔لوگ بتاتے ہیں کہ سکندر پور ضلع بستی وغیرہ کے زمانۂ قیام میں جب علماء کرام اور میلاد خواں حضرات موجود نہ ہوتے تو آپ عام طور پر بعد نماز جمعہ مختصر وعظ وتقریر فرماتے اور نہایت درد وسوز سے بھری ہوئی آواز

کے ساتھ میلاد شریف پڑھتے اس کے بعد صلوۃ وسلام پیش کرتے دعا مانگتے قریبی عقیدتمندوں کا بیان ہے کہ آپ کا انداز خطابت وتقریر بہت ہی موثر و دل نشیں ہوتا اور ہر لفظ گوش سماعت سے گزر کر دل کی اتھاہ گہرائیوں میں اتر جاتا۔ ؎

دل سے جو بات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے
پر نہیں طاقت پرواز مگر رکھتی ہے

تعلیم وتربیت

حضرت شعیب الاولیاء علیہ الرحمہ نے دینیات میں سب سے پہلے ناظرہ قرآن پاک اردو اور ابتدائی مذہبی معلومات کی کتابیں پڑھیں جس سے نماز و روزہ و دیگر روزمرہ کے ضروری مسائل سے واقف ہو گئے اس کے بعد آپ کے والد ماجد صاحب نے ہندی انگریزی تعلیم کے لئے اسکول میں آپ کا داخلہ کرا دیا آپ نہایت محنت وتوجہ سے پڑھنے لگے اور اپنے استاذ کے حکم کے مطابق سبق وغیرہ کا مکمل کام کر کے وقت پر بلا ناغہ اسکول جاتے اکثر پڑھائی میں رات کافی گزر جاتی اس وقت آپ پر کسی ٹیچر کی نظر پڑ جاتی تو وہ اظہار شفقت و ہمدردی کرتے ہوئے کہتا بیٹے محمد یار علی اس قدر حد سے زیادہ محنت و مشقت نہ کرو ورنہ دماغ متاثر ہو جائے گا اب آرام کرو اتنا بہت ہو گیا۔

اسکول کے ہندی انگریزی وغیرہ اسباق سے فرصت پاتے تو دلی میلان و رجحان اور فطری ذوق وشوق کی تکمیل کے لئے دینی و مذہبی کتابوں کے مطالعہ میں مصروف ہو جاتے اسکول میں محض والد بزرگوار کے حکم کی تعمیل میں پڑھ رہے تھے ورنہ آپ کی دلی آرزو یہی تھی کہ عربی درسگاہوں میں جا کر علم دین حاصل کریں چونکہ آپ فطری طور پر ایک مذہب پرست و دیندار واقع ہوئے تھے اس لئے اسکول کے زمانہ تعلیم میں بھی صفائی ونظامت و پاکیزگی کے ساتھ

رہتے اور نماز و روزہ وغیرہا پابندی سے ادا کرتے رہتے اسکول کے تمام امتحانات میں ہمیشہ فرسٹ پوزیشن حاصل کر کے ممتاز نمبروں سے پاس ہوتے بظاہر آپ کی حصول علم دین کی خواہش پوری نہیں ہوسکی مگر آپ کی دینی معلومات اور احکام شرع سے واقفیت ایک عالم دین سے کم نہ تھی اسکول میں مڈل تک پاس کر کے پڑھائی بند کر دی اس میں دل نہیں لگتا تھا دل سے یہی چاہتے تھے کہ والد صاحب انہیں کسی عربی درسگاہ دارالعلوم میں پڑھنے کے لئے بھیج دیں مگر والد ماجد نے آپ کو اپنے سے دور بھیج کر نگاہوں سے اوجھل کرنا پسند نہیں فرمایا وہ چاہتے تھے کہ ان کے ساتھ کوئی ایسا سرپرست بھی رہے جو ان کی تعلیم وتربیت کی نگرانی کرتا رہے اس وقت کوئی ایسا شخص نہیں تھا جو اس کام کو انجام دے سکے اس لئے آپ مدارس عربیہ میں دینی تعلیم کے لئے نہیں جاسکے اور آپ کی یہ آرزو دل کی دل ہی میں رہ گئی مگر زندگی کا لمحہ لمحہ باعمل کی طرح کتاب وسنت پر عمل کرتے ہوئے گزاری اس سلسلہ میں جب کبھی فرماتے تو اپنی دلی آرزو کا اظہار اس طرح فرماتے ''میں نے جب چاہا کہ کسی دارالعلوم میں داخل ہو کر دینی علوم و فنون حاصل کروں لیکن حالات نے میرا ساتھ نہیں دیا بزرگوں خصوصا والد محترم کا ادب مانع تھا ورنہ جی تو یہ چاہتا تھا کہ خود ہی عربی درسگاہوں میں چلا جاتا اور اپنے ذوق وشوق کو کما حقہ پورا کرتا'' قدرے توقف کے بعد ارشاد فرماتے اب حصول علم دین کی میری دلی تمنا اس طرح پوری ہوئی ہے کہ خداوند قدوس نے اپنے فضل و کرم سے مجھے ایک علمی ادارہ دارالعلوم اہلسنت فیض الرسول اپنے وطن براؤں شریف میں قائم کرنے کی توفیق عطا فرمائی جس کے ماحول میں صبح و شام قال اللہ وقال الرسول کے سرمدی نغمے گونجتے رہتے ہیں دور دور سے آنے والے طلبہ اس دارالعوم میں آ کر اپنی علمی پیاس بجھا رہے ہیں مجھے علماء وطلبہ کا یہ نورانی مجمع دیکھ کر بہت خوشی حاصل ہوتی ہے اور میں اس منظر کو دیکھ کر یہ یقین کرتا

ہوں کہ میرے پروردگار نے میری تمنا یہ علمی ماحول عطا کر کے پوری فرما دی ہے۔

مذکورہ بالا عبارت حضرت شعیب الاولیاء علیہ الرحمہ کے دینی جذبات و احساسات کا مفہوم و خلاصہ ہے آپ کی دلی کیفیات کیا ہوں گی انھیں ہی نے محسوس کی ہوں گی۔

جن کے رتبے ہیں سوا ان کے سوا مشکل ہے

اللہ عزوجل اپنے نیک و اطاعت گزار بندوں کے اخلاص و نیت کو دیکھتا ہے اور جب انھیں کسی دینی و مذھبی عزم و ارادہ میں مخلص پاتا ہے تو ان کا دامن گوہر مقصود سے بھر دیتا ہے اور ان پر اس درجہ نوازش فرماتا ہے کہ انھیں اپنی طلب و جستجو سے بہت زیادہ مل جاتا ہے حضرت شعیب الاولیاء علیہ الرحمہ جب بے پناہ خواہش کے باوجود بظاہر مروّجہ دینی علوم وفنون کا اکتساب کر کے عالم دین کی سند نہیں حاصل کر سکے تو اللہ تعالیٰ نے ان کو علم وھبی ولدنی سے نواز دیا اور ان کے نورانی سینے کو اسلامی معارف کا گنجینہ اور جزبۂ عشق رسول کا مدینہ بنا دیا آپ کی عظیم و بابرکت شخصیت کا یہ وہ خاص وممتاز اعزاز وشرف ہے جس کی ایک جھلک دیکھ کر وقت کے مقتدر و بلند پایہ علماء کرام ومشائخ عظام آپ کے ہاتھوں کو ادب و احترام سے بوسہ دینا اپنے لئے باعث فخر و سعادت تصور کیا کرتے تھے۔

مقصود جو ہیں خاص ہیں قابل تو بہت ہیں
آئینہ کی مانند ہیں کم دل تو بہت ہیں

بیعت وارادت

حضرت علامہ نسیم بستوی صاحب سکندر پوری کا بیان ہے کہ آقائے نعمت مرشد برحق سرکار شعیب الاولیاء علیہ الرحمۃ والرضوان جس وقت ساتویں

درجے میں پڑھ رہے تھے کہ ایک رات آپ کی قسمت کا ستارا بلندیوں پر درخشاں ہوا چشم شوق سے پردہ اٹھ گیا دل کی دنیا میں ایک نور جلوہ گر ہو گیا یعنی خواب میں سرور کائنات فخر موجودات مدنی تاجدار حبیب پروردگار حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت سے مشرف وفیضیاب ہوئے انتہائی خوشی ومسرت اور اپنی اس خوش نصیبی وفیروز بختی پر جھوم جھوم اٹھے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کو کچھ نصیحتیں فرمائیں اور ہم کلامی کا شرف بخشا خواب سے بیدار ہوئے تو اسی وقت آپ کا دل انگریزی تعلیم سے متنفر اور بیزار ہو چکا تھا اسکولی ماحول کو طبیعت گوارا نہیں کر رہی تھی صوفی محمد یوسف نانپاروی نے مجھ راقم سے بیان کیا کہ انھیں دنوں میں ڈھلمؤ شریف ضلع (فیض آباد) امیڈکر نگر کے عابد وزاہد بزرگ حضرت محبوب الٰہی علیہ الرحمہ براؤں شریف ضلع سدھارتھ نگر میں قیام فرماتھے حضرت شعیب الاولیاء علیہ الرحمہ ان کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوئے اور ان سے بیعت کے لئے درخواست پیش کی مگر وہ اس پر رضامند نہ ہوئے اور فرمایا کہ بیٹا تیرا بڑا مرتبہ ہے میں تجھے کیسے مرید کروں" مگر حضرت شعیب الاولیاء علیہ الرحمہ بضد ہو گئے اور بیعت کے لئے بہت اصرار کیا پھر بھی راضی نہ ہوئے جب حضرت محبوب الٰہی ڈھلمؤ شریف واپس جانے لگے تو حضرت شعیب الاولیاء علیہ الرحمہ نے ان کے ہمراہ سفر کرنے کی اجازت طلب کی جو منظور کر لی گئی جس وقت ڈھلمؤ شریف کے قریب گھاگھرا ندی کے قریب پہونچے وہاں پھر اپنی عرضداشت پیش کی اشتیاق وطلب میں بہت شدت پیدا ہو گئی حضرت شعیب الالیاء علیہ الرحمہ کا دل حضرت محبوب الٰہی علیہ الرحمہ والرضوان کی طرف کھنچ رہا تھا اضطرابی کیفیت بڑھتی جارہی تھی آپ نے دل سے مجبور ہو کر پھر ان کی خدمت میں گزارش کی حضرت محبوب الٰہی علیہ الرحمہ نے ان کی بیقراری اور دلی آرزو کی تڑپ کو محسوس کر لیا اور ان کو عزم وارادہ اور بیعت اور ارادت میں مخلص پایا تو ان کی درخواست کو شرف قبولیت سے نوازتے ہوئے اپنے حلقۂ

ارادت میں شامل فرمالیا اور سلسلہ قادریہ کی باطنی نعمت وکرامت سے آپ کے دامن دل کو معمور فرمادیا اس کے بعد شیخ طریقت محبوب الٰہی رضی اللہ عنہ نے اپنے ارادت منہ حضرت شعیب الاولیاء علیہ الرحمہ کو سات کھجوریں عنایت۔ کر کے فرمایا کہ ان کو کھالیجیئے آپ نے نہایت ذوق وشوق کے ساتھ آگے بڑھ کر کھجوریں لیں اور حضرت شیخ کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے ان کو اسی وقت کھایا اس کے بعد عرض کیا حضور اب کیا کروں حضرت محبوب الٰہی علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ نماز تہجد پر مداومت کرو حضرت شعیب الاولیاء علیہ الرحمہ نے اپنے شیخ کے حسب الحکم ہمیشہ نماز تہجد ادا کرتے رہے اور اس میں کبھی ناغہ نہیں کیا۔

ذوق عبادت ونماز باجماعت تکبیر اولیٰ کا اہتمام

حضرت شعیب الاولیاء علیہ الرحمہ نماز پنجگانہ کے۔ بیحد پابند تھے اس میں جماعت اور تکبیر اولیٰ کا التزام فرماتے اور عمامہ کے ساتھ نمازیں ادا فرماتے کہ اس میں ثواب زیادہ ہے اذان ہوتے ہی آپ نماز باجماعت کے اہتمام میں مصروف ہو جاتے اور عموماً وقت جماعت سے پہلے ہی مسجد میں داخل ہو جاتے نماز کی اہمیت وفضیلت وبرکت کے بارے میں قرآن پاک اور حدیث صاحب لولاک میں ارشاد فرمایا گیا آپ نے اس پر اچھی طرح عمل کیا اور اس کی کرامت ونورانیت حاصل کی جو آپ کے چہرے سے جھلکتی رہتی تھی حضرت شعیب الاولیاء علیہ الرحمۃ والرضوان نے خود بھی نہایت پابندی وذوق وشوق کے ساتھ ہمیشہ نمازیں پڑھیں اور اپنے عقیدتمندوں مریدوں ومتعلقین اور خاندان والوں کو بھی نمازیں ادا کرنے کی برابر سخت تاکید کی آپ دل سے چاہتے تھے کہ سارے مسلمان جماعت کے ساتھ نماز ادا کرتے رہیں اور اس کی بے شمار رحمتیں برکتیں اور عظمتیں حاصل کریں آپ اپنے اہل محبت سے نماز کی

فضلتیں بیان فرماتے رہتے مریدین ومتوسلین اگر اوراد و وظائف کی اجازت طلب کرتے اور اذکار واشغال کے بارے میں آپ سے عرض کرتے تو حضرت عام طور پر فرماتے کہ نماز پنجگانہ جماعت کے ساتھ پابندی سے پڑھتے رہو اور رزق حلال حاصل کرو اسے کھاؤ اس میں سب کچھ ہے مزید وظیفہ و ذکر کی ضرورت نہیں مسلمانوں کے لئے بنیادی طور پر یہی دونوں چیزیں اہم ہیں انھیں سے دنیا وآخرت کے سب کام بن جائیں گے مشکلیں خود بخود آسان ہوتی جائیں گی۔ اور جس چیز کی تلاش وطلب ہوگی اس کا انتظام غیب سے ہو جائے گا۔

سفر وحضر اور بیماری وصحت ہر حال میں آپ کی پابندی نماز و اوراد و وظائف کے معمولات میں فرق نہیں آتا تھا حضرت شعیب الاولیاء ہی کے فیضان صحبت اور ان کی خاص توجہ سے جناب حکیم قیصر صاحب نانپاروی اور سیٹھ محمد یوسف یار علوی نانپاروی وغیرھم نمازوں میں جماعت اور تکبیر اولیٰ کے پابند ہوئے۔

نماز کے فضائل وبرکات بیان فرماتے ہوئے آپ حضور اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ مشہور حدیث پیش فرماتے جس کا خلاصہ ومفہوم یہ ہے کہ جب نماز پڑھنے کے لئے کھڑے ہو تو اس طرح کھڑے ہو گویا تم اپنے معبود برحق کو دیکھ رہے ہو اور اگر یہ نہ کر سکو تو دل میں یقین رکھو وہ پروردگار تم کو ضرور دیکھ رہا ہے یعنی جب تمہارے خشوع وخضوع کی یہ کیفیت ہوگی تو یقینا تمہاری نماز بارگاہ خداوندی میں مقبول ہوگی اور تمہیں اس کی برکتیں اور عظمتیں بھرپور طریقے پر حاصل ہوں گی۔

حضرت نمازوں میں فرائض وواجبات کے ساتھ ہی اس کے سنن ومستحبات بھی ادا کرتے اسی طرح وضو میں بھی ان کا لحاظ رکھتے یہاں تک کہ حالت سفر میں اگر نماز کا وقت ہو جاتا تو پلیٹ فارم پر نہایت اطمینان کے ساتھ جماعت وتکبیر اولیٰ وغیرہ کا اس طرح اہتمام والتزام فرماتے جیسے قیام کی صورت میں کیا کرتے تھے

بعض خدام کبھی عرض کرتے کہ حضور اسٹیشن پر ٹرین تھوڑی دیر کے لئے ٹھہرے گی ایسا نہ ہو کہ ہم لوگ نماز پڑھنے میں مشغول ہوں اور ٹرین روانہ ہو جائے اور اس کے ساتھ سارا سامان بھی چلا جائے آپ اس کے جواب میں فرماتے کہ میاں کیسی باتیں کرتے ہو ٹرین اگر جاتی ہے تو چلی جائے اس کی پرواہ نہیں ہم نماز اپنے معمول کے مطابق پڑھیں گے اور صرف فرض ہی نہیں بلکہ اس کے ساتھ سنتیں اور نوافل وغیرہ پڑھ کر ہی ٹرین پر بیٹھیں گے اگر ایسا ہی ہے تو سامان ڈبے سے نیچے اتار لو تا کہ کوئی اندیشہ نہ رہے یاد رکھو ٹرین اگر چلی جائے گی پھر دوبارہ مل جائے گی لیکن اگر خدانخواستہ نماز جاتی رہی تو زندگی بھر وہ نماز نہیں مل سکتی حضرت شعیب الاولیاء علیہ الرحمہ کی حیات مبارکہ میں تمام اعمال و مشاغل میں نماز سب سے مقدم اور اولیت کا درجہ رکھتی تھی نماز کے تذکرہ میں بھی نہایت فخر و مسرت کے ساتھ ایک ایک لفظ پر زور دے کر فرمایا کرتے تھے کہ جب مجھے قطب وقت آقائے نعمت شیخ طریقت حضرت عبداللطیف شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے دست حق پرست پر طالب ہونے کا شرف حاصل ہوا تو آپ نے داخل سلسلہ کرنے کے بعد ہدایت و نصیحت فرماتے ہوئے یوں ارشاد فرمایا ''میاں نماز تو نماز، جماعت تو جماعت تکبیر اولیٰ بھی نہ چھوٹے یہی نماز اللہ تعالیٰ سے ملانے والی ہے''

اس وقت تک حضور شعیب الاولیاء علیہ الرحمہ نماز باجماعت تکبیر اولیٰ کا التزام نہیں رکھتے تھے اور لوگوں کی آبادی سے دور دریا کے کنارے یا سنسان و ویران مقام پر عبادت و ریاضت میں مصروف رہتے تھے حضرت کا یہ حال قطب وقت کی نگاہ باطن پر منکشف ہو گیا کہ جماعت سے نماز کی آدائیگی کا التزام نہیں کرتے اس لئے جماعت و تکبیر اولیٰ کی طرف توجہ دلائی حضور شعیب الاولیاء علیہ الرحمہ اپنے پیر و مرشد حضرت عبداللطیف شاہ ستھنوی علیہ الرحمہ کے ان ارشادات کے بارے میں فرمایا کرتے کہ ''میرے شیخ کامل و مرشد طریقت

نے ان کلمات کے ذریعہ مجھے کتنی عظیم روحانی نعمتوں سے نوازا ہے میں اسے بیان نہیں کرسکتا اور انھوں نے خصوصی کرم فرما کر مجھے سب کچھ عطا فرما دیا اور معرفت وحقیقت کی بڑی بڑی منزلیں طے کرادیں"

نماز کی یہی زبردست روحانی طاقت اور ہمہ گیر نورانیت تھی جس نے حضرت شعیب الاولیاء علیہ الرحمہ کی شخصیت میں چار چاند لگا دیئے اور آپ کی ذات وخدمات کو آفاقی بنادیا۔ ؎

نگاہ ولی میں یہ تاثیر دیکھی
بدلتی ہزاروں کی تقدیر دیکھی

آپ کے ہم سفر متعدد معتمد حضرات بالخصوص سیٹھ یوسف نانپاروی نے اس واقعہ کو بیان کیا ہے کہ ایک بار سفر میں ٹرین کسی اسٹیشن پر ٹھہری کہاں کا سفر تھا اور کون سا اسٹیشن تھا یہ ذھن میں محفوظ نہیں رہ گیا مگر واقعہ بہت مشہور ہے اور کئی بار سفر میں ایسا واقعہ پیش آیا ہے آپ نماز کے لئے پلیٹ فارم پر آگئے اور چند سامان کے علاوہ باقی سب ٹرین کے ڈبے میں چھوڑ دیا گیا تھا حضرت نماز پڑھ کر حسب معمول وظیفہ میں مشغول ہوگئے اس درمیان میں انجن کی سیٹی سنائی دی اور ٹرین کے مسافر جو پلیٹ فارم پہ ادھر اُدھر تھے اپنے ڈبے میں آکر بیٹھنے لگے ٹرین چلنے کی دوسری سیٹی تھی وقت ہوگیا ایک ہمراہی مرید گھبراہٹ میں آپ کے پاس آکر کہنے لگا کہ حضرت ٹرین چلنے والی ہے دوسری سیٹی ہوچکی ہے تشریف لے چلیں حضرت نے ان کی بات سنی مگر کوئی توجہ نہ دی اور نہایت اطمینان وسکون کے ساتھ وظائف پڑھتے رہے آخر ٹرین کہاں تک ٹھہرتی اس کی آخری سیٹی ہوئی اور وہ پلیٹ فارم چھوڑنے لگی اور دیکھتے ہی دیکھتے پلیٹ فارم سے گزر گئی مگر تھوڑے ہی فاصلے پر جا کر خود بخود ٹھہر گئی ڈرائیور نے ہزار ہا ہزار کوشش کر ڈالی مگر انجن جام ہو کر رہ گیا اس میں ذرا سی بھی حرکت نہیں پیدا ہوئی ٹرین جہاں تھی وہیں رہ گئی آگے نہ بڑھ سکی انجن کے خاص ڈیوٹی والے مستری

بلائے گئے انھوں نے انجن کی جانچ کی اور اس کا ایک ایک پرزہ اچھی طرح دیکھ ڈالا مگر اس میں بظاہر کوئی خرابی نظر نہ آئی ٹرین کا پورا اسٹاف حیران تھا کہ انجن کی مشینری بالکل صحیح حالت میں ہے تو وہ چالو ہو کر آگے بڑھتا کیوں نہیں بالآخر عاجز آکر ڈرائیور نے مجبوراً ٹرین کو واپس کر کے پلیٹ فارم پر کر دیا وجہ کسی کی سمجھ میں نہیں آرہی تھی اور اس پر سب لوگ زیادہ متعجب تھے کہ انجن اگر خراب ہو گیا ہے تو وہ چالو ہو کر پیچھے کی طرف کیسے پلٹ آیا حضرت شعیب الاولیاء علیہ الرحمہ یہ سب حیرت انگیز تماشا اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے تھے اور خاموش تھے خدام بھی تصویر حیرت بنے ہوتے تھے کہ الٰہی یہ کیا ماجرا ہے جب آپ وظائف سے فارغ ہوئے تو خادموں سے فرمایا کہ ''انجن خراب نہیں بات دراصل یہ ہے کہ وہ مجھے پلیٹ فارم پر چھوڑ کر جاتا تو کیسے جاتا'' عارف رومی علیہ الرحمہ نے اپنی مشہور زمانہ مثنوی شریف میں انھیں مقربان بارگاہ خداوندی کے روحانی تصرفات و باطنی کرامات کے بارے میں فرمایا ہے۔

اولیاء راہت قدرت ازالہ

تیر جستہ باز گرداند ز راہ

جب یہ خبر اسٹیشن ماسٹر اور گارڈ کو پہونچی کہ اس ٹرین میں ایک بزرگ سفر فرما رہے ہیں جو پلیٹ فارم پر مشغول عبادت تھے اور ٹرین روانہ ہو گئی تھی لیکن ان کی یہ کرامت ہے کہ وہ تھوڑی دور جا کر رک گئی اب وہ فرما رہے ہیں کہ انجن خراب نہیں وہ پلٹ کر مجھے لینے آیا ہے اس حقیقت حال سے باخبر ہو کر لوگ آپ کی خدمت میں نہایت ادب و احترام کے ساتھ حاضر ہوئے اور ٹرین کے بہت زیادہ لیٹ ہو جانے پر اپنی پریشانی کا اظہار کیا اور عرض کیا کہ ''بابا ہم لوگوں کی نوکری کا معاملہ ہے اب حکم دے دیں کہ۔ ٹرین روانہ ہو جائے حضرت مسکراتے ہوئے اشارہ میں اجازت دے دی گارڈ نے اپنے کمپاؤنڈ میں جا کر لائن کیلیر کیا جھنڈی لہرائی اور ڈرائیور نے انجن اسٹارٹ کیا اور ٹرین اپنی منزل کی طرف رواں دواں ہو گئی''

حضرت ابتدائی دور میں نماز عشا ادا کر کے نوافل اور اذکار و وظائف میں مشغول ہو جاتے حضرت کے دولت خانہ کے قریب ایک تالاب ہے جہاں ایک اونچا سا ٹیلہ تھا وہیں پر رات میں جب لوگوں کی ادھر آمد و رفت کا سلسلہ بند ہو جاتا آپ تشریف لے جاتے اور تنہائی میں یکسوئی اختیار کر کے نوافل و تسبیح و تہلیل میں مشغول ہو جاتے اور رات کا اکثر حصہ گزر جانے کے بعد وہاں سے واپس آتے جب آپ کی اس عبادت و ریاضت کا راز ظاہر ہونے لگا تو اس جگہ کو ترک کر کے دوسری جگہ کا انتخاب فرما لیا۔

ایک بار آپ نے اپنے والد ماجد صاحب قبلہ سے عرض کیا ندی کے گھاٹ کا ٹھیکہ لے لیجئے اور اس پر اصرار بھی کیا والد محترم نے آپ کی اس دلی خواہش کا احساس کر کے گھاٹ۔ کا ٹھیکہ لے لیا آپ وہاں روز و شب رہنے لگے یکسوئی و تنہائی کا موقعہ مل گیا تو یاد الٰہی میں مستغرق رہنے لگے ندی کے گھاٹ سے قریب ہی ایک جنگل تھا رات کے وقت اس میں چلے جاتے اور پوری رات عبادت و ریاضت اور اوراد و وظائف میں مشغول رہتے رات زیادہ گزر جاتی تو اس طرف سے گزرنے والوں کو درد و سوز میں ڈوبی ہوئی آوازیں سنائی پڑتیں کہ وہ چلتے چلتے چونک کر رک جاتے اور یہ اندازہ لگانے کی کوشش کرتے کہ اتنی رات گئے جنگل سے یہ دل دہلا دینے والی آواز کس کی ہو سکتی ہے۔

حضرت شعیب الاولیاء علیہ الرحمہ اپنے مالک و مولیٰ کی یاد میں اس طرح ڈوب جاتے کہ انھیں گرد و پیش کی خبر نہ ہوتی اور ہر چیز سے بے نیاز ہو کر حق تعالیٰ کی جانب متوجہ ہو جاتے اور اس بے پناہ استغراق و محویت کے عالم میں بے اختیار آپ کی آواز بلند ہو کر دور دور تک رات کے گہرے سکوت کو توڑ دیتی۔

یاد مولیٰ کی ہو دل میں شب تنہائی ہو
پھر تو خلوت میں عجب انجم آرائی ہو

نماز پنجگانہ سر پر عمامہ باندھ کر ادا کرتے اس کا ثواب بغیر عمامہ کی نمازوں سے ستائس گنا زیادہ ہے اسی لئے آپ نماز ہمیشہ عمامہ کے ساتھ پڑھا کرتے تھے گرمی سردی کوئی بھی موسم ہو اس کا التزام ضرور فرماتے تھے۔

حضرت علامہ بدر الدین صاحب صدیقی رضوی علیہ لرحمہ سابق صدر المدرسین دار العلوم فیض الرسول براؤں شریف نے بیان فرمایا کہ ایک مرتبہ اور ادو وظائف سے فارغ ہو کر عمامہ اپنے بستر پہ رکھ دیا خادم نے بے خبری میں بستر کے ساتھ عمامہ بھی لپیٹ کر اندر پہونچا دیا نماز ظہر کا وقت ہوا تو آپ نے خادموں سے عمامہ طلب کیا مریدین و معتقدین کا ہجوم تھا عمامہ کی تلاش شروع ہوئی خادم خاص حواس باختہ سا ہو گیا کہ نماز کا وقت قریب ہے اور حضرت کا عمامہ نہیں مل رہا ہے اب کیا ہوگا جب زیادہ تاخیر ہو گئی اور عمامہ نہیں پایا تو حضرت شعیب الاولیاء علیہ الرحمہ پر جلال طاری ہو گیا خادم اپنی غفلت پہ کانپ رہا تھا تھوڑی دیر کے بعد آپ کا جلال کچھ کم ہوا اور دوسرا عمامہ باندھ کر مسجد میں داخل ہوئے اس وقت دار العلوم کے اکثر علماء و طلبہ و وابستگانہ سلسلہ سے مسجد کھچا کھچ بھری ہوئی تھی بعد نماز پھر عمامہ ڈھونڈھا جانے لگا مگر وہ نظر نہیں آیا نماز عصر کے بعد جب آپ کا بستر باہر صحن میں پلنگ پر لگایا گیا تو اس میں سے عمامہ نکلا تو آپ کی خدمت میں پیش کیا گیا اس کے متعلق آپ نے کچھ دریافت فرمایا جس کا تسلی بخش وصحیح جواب نہ پا کر آپ کو پھر جلال آ گیا اور اسی حالت میں اپنے حجرۂ خاص میں تشریف لے گئے اور غالباً اس عمامہ کی عظمت ظاہر کرنے کی غرض سے اندر سے ایک چادر لا کر اسے حاضرین کو دکھاتے ہوئے فرمایا کہ ”اس چادر کی قیمت آج کا دنیا دار تاجر دس بارہ روپے لگائے گا لیکن اس کے مقابلے میں دس بارہ ہزار روپئے کی بھی کوئی وقعت نہیں ہے میں اس کو دس بارہ ہزار روپے میں بھی فروخت نہیں کرسکتا کیوں کہ اس کی خصوصیت وقدر و قیمت میرے علاوہ دوسرا کوئی نہیں جانتا تم لوگ شاید نہیں جانتے اس چادر کی بنائی کلمۂ طیبہ اور درود

شریف وغیرہ متبرک ومقدس کلمات کے ورد کے ساتھ ہوئی ہے یہ عام چادروں جیسی نہیں یہ اپنی خوبی میں بالکل نرالی اور انوکھی ہے"

اسی اثناء میں شیخ العلماء حضرت علامہ غلام جیلانی صاحب اعظمی شیخ الحدیث دار العلوم اہل سنت فیض الرسول براؤں شریف علیہ الرحمہ نے اس چادر کا ایک دھاگا اپنے پاس بطور تبرک رکھنے کے خیال سے توڑ لیا تو اس پر میں نے بڑی نرمی وسنجیدگی سے حضرت کا غصہ ٹھنڈا کرنے لئے حضرت شیخ العلماء صاحب قبلہ سے عرض کیا کہ کیا آپ نے حضرت سے چادر سے یہ دھاگا توڑنے کی اجازت طلب کی ہے حضرت شعیب الاولیاء علیہ الرحمہ نے یہ جملہ سن کر فرمایا کون بول رہا ہے اساتذۂ فیض الرسول میں سے کسی استاذ نے جواب دیا کہ حضرت مولانا بدر الدین صدیقی صاحب اس پر حضرت نے فرمایا کہ مولانا صاحب آپ کیا کہہ رہے ہیں میں نے عرض کیا جی حضرت بات یہ تھی کہ شیخ العلماء صاحب نے اس بابرکت چادر کا ایک دھاگا توڑ لیا تھا اس پر میں حضرت سے پوچھ رہا تھا کہ کیا آپ نے اس کی اجازت حاصل فرمالی ہے" حضرت شعیب الاولیاء علیہ الرحمہ اس پر لطف سوال پر بے اختیار مسکرا دیۓ طبیعت شگفتہ ہوگئی اور جلال جاتا رہا آپ نے وہ چادر رکھ دی"

نماز کی پابندی

حضرت شعیب الاولیاء علیہ الرحمہ نماز کی جس طرح پابندی فرمایا کرتے تھے اس کی مثال ڈھونڈنے سے شاید ہی کہیں مل سکے آپ کے اس خاص وصف اور امتیازی کمال وخوبی کو صرف آپ کے مریدین ومعتقدین ہی نہیں جانتے بلکہ اس کی شہرت دنیائے اسلام وسنیت میں پھیلی ہوئی ہے کہ نماز پنجگانہ کی پابندی و جماعت جس اہتمام سے حضرت شعیب الاولیاء علیہ الرحمہ نے عمر کی آخری گھڑی تک فرمائی وہ بلاشبہ قابل ذکر ولائق تقلید ہے یہ مرتبہ اور ایمانی جذبہ اللہ تعالیٰ نے

اپنے بے پایاں فضل وکرم سے آپ کو عطا فرمایا تھا، ہزاروں مسلمان اس حقیقت کے آج بھی شاہد ہیں کہ آپ اپنے وطن براؤں شریف میں ہوں یا مسافرت میں تندرست ہوں یا بیمار، مئی جون کی آگ برساتی ہوئی گرم گرم ہوائیں ہوں یا دسمبر و جنوری کی رگوں میں خون کو منجمد کر دینے والی سخت سردی یا شب و روز ساون بھادوں کی موسلا دھار بارش کوئی بھی موسم ہو کیسی ہی فضا ہو اس سے آپ کے معمولات نماز میں کوئی فرق نہیں پڑتا تھا۔ حضرت شعیب الاولیاء علیہ الرحمہ کے دل میں یاد الٰہی و عبادت خداوندی کا ایسا ذوق وشوق بھرا ہوا تھا جس سے انہیں ہر سود وزیاں کے خیال سے بالکل بے نیاز کر دیا تھا۔

دو عالم سے کرتی ہے بیگانہ دل کو
عجب چیز ہے لذت آشنائی

آپ کے پیر و مرشد قطب وقت حضرت شاہ عبداللطیف صاحب علیہ الرحمہ (ستھن شریف) نے آپ کو خلافت و اجازت سے نوازا تھا اور ہدایت و نصیحت کے طور پر خصوصیت کے ساتھ پرزور الفاظ میں فرمایا تھا کہ:

''میاں نماز تو نماز جماعت تو جماعت تکبیر اولیٰ نہ چھوٹے یہی نماز اللہ تعالیٰ سے ملانے والی ہے''۔

شعیب الاولیاء علیہ الرحمہ جب اس واقعہ کا ذکر اپنے مخصوص انداز میں فرماتے تو اس وقت آپ پر عجیب کیفیت طاری ہو جاتی نہایت سرور و کیف کے عالم میں بیان فرماتے کہ ان چند جملوں میں میرے شیخ نے مجھے وہ دولت عطا فرما دی ہے جس کو میں زبان سے بیان کرنے سے قاصر ہوں۔ حضرت شاہ عبداللطیف صاحب علیہ الرحمہ نے یہ کلمات آپ کے سامنے اس لئے فرمائے تھے کہ آپ اس دور میں آبادی سے دور جنگلوں یا دریاوں کے کنارے زندگی گزارنا پسند فرماتے تھے، آپ کے شیخ طریقت صاحب کشف وکرامت بزرگ تھے اس لئے آپ کا حال ان پر منکشف ہو گیا اور انہوں نے آپ کی رہنمائی فرما دی اور انہیں جملوں

کے ذریعہ طریقت ومعرفت کی اہم منزلوں کی جانب اشارہ فرمادیا، جس کو حضرت شعیب الاولیاء علیہ الرحمہ نے اپنے لئے ایک دستور العمل تیار کیا کہ اب زندگی کی آخری گھڑیوں تک اپنے پیرومرشد کی ہدایتوں پر سختی کے ساتھ کاربند و عمل پیرا رہیں گے۔

ریاضت ومجاہدہ

حضرت شعیب الاولیاء علیہ الرحمہ نے تقرب الی اللہ تذکیہ باطن اور ذھن وفکر کی پاکیزگی کے لئے جو نفس کشی اور ریاضت ومجاہدہ فرمایا تھا اس کی مثال ونظیر آپ کے ہم عصر مشائخ وبزرگان دین میں کم ہی ملتی ہے۔

صوفی سیٹھ محمد یوسف صاحب یار علوی نانپاروی کا بیان ہے کہ حضرت کو کھانے میں مچھلی بہت مرغوب وپسندیدہ تھی اس لئے اہل عقیدت دسترخوان پر حتی الامکان تلی ہوئی اور شوربہ دار مچھلی کا سالن ضرور حاضر کرتے اچانک مچھلی کھانا آپ نے بغیر ظاہری سبب کے ترک فرمادیا کسی مرید نے آپ کی دعوت کی اور کھانے میں مچھلی پیش کی مگر آپ نے اس کی طرف ہاتھ نہیں بڑھایا اور دسترخوان کی دوسری چیزیں تناول فرمانے لگے میزبان نے عرض کیا کہ حضرت مچھلی نہیں کھارہے ہیں جو آپ کو بہت پسند ہے آپ نے فرمایا کہ بہت دن گزر گئے ہیں اس کا کھانا ترک کردیا ہے کھاتے کھاتے نفس اس کا عادی ہوتا جارہا تھا اس لئے اس کو زیر کرنے کی غرض سے ایسا کیا ہے تاکہ اس کی سرکشی دب جائے اور وہ مجھ پر غالب نہ آسکے اور کوئی بات نہیں ہے تمہاری محبت اور میزبانی اپنی جگہ پر ہے تم نے جس نیک نیتی سے میری دعوت کی ہے اس کا اجر وثواب تم کو ضرور ملے گا صوفی محمد یوسف صاحب یار علوی نانپاروی کا بیان ہے کہ حضرت شعیب الاولیاء علیہ الرحمہ بکرے کا گوشت بہت پسند فرماتے اور بڑی رغبت سے کھاتے تھے اس کو بھی آپ نے ترک فرمایا تھا حضرت شعیب الاولیاء علیہ

الرحمہ نے خود بیان فرمایا کہ ایک مرید کے یہاں دعوت تھی اس نے خاص طور پر بکرے کے گوشت کا انتظام کیا تھا دستر خوان لگایا گیا تو نفس بہت خوش ہوا اور اس کو کھانے کے لئے مجھے آمادہ کرنے کی بڑی کوشش کی تو میں نے گوشت کے برتن میں بس اپنی انگلی ڈال کر الگ کر لی اور نفس سے کہا کہ دیکھ بہترین گوشت میرے سامنے حاضر اور مجھے اس کے کھانے پر پورا اختیار بھی ہے لیکن اس کے باوجود میں گوشت نہیں کھاؤں گا اس نے ہزار عاجزی اور منت وسماجت کی مگر میں نے ایک نہیں سنی اور وہ تڑپ تڑپ کر خاموش ہو گیا۔

نہنگ و ازدھا و شیر نر مارا تو کیا مارا
بڑے موذی کو مارا نفس امارہ کو گر مارا

تواضع وانکساری

تواضع وانکساری انسان خصوصاً مسلمانوں کی نمایاں خوبیوں میں شمار کی جاتی ہے اس کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا **مَنْ تَوَاضَعَ لِلّٰہِ قَدْ رَفَعَهُ اللّٰهُ**

یعنی جس نے اللہ تعالیٰ کے لئے تواضع اختیار کی اللہ تعالیٰ اس کا مرتبہ بلند فرما دیتا ہے اہل تصوف اور بزرگان دین کے خاص اوصاف میں بتایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ولی اور درحقیقت صوفی وہی ہے جس میں دریا کی طرح جود و سخاوت سورج کی کرنوں کی طرح اس کا فیضان عام ہو اور زمین کی طرح خاکساری ہو یہ تینوں صفات حضرت شعیب الاولیاء علیہ الرحمہ کی ذات گرامی کے اندر بدرجہ اتم واکمل موجود تھیں۔

ایک اعلیٰ خاندان اور معزز گھرانے کا چشم و چراغ ہونے کے باوجود کبھی آپ نے اپنے حسب ونسب کے تعلق سے بلند و برتر ہونے کا مظاہرہ نہیں

کیا اور نہ کسی شخص کی زبان سے اس قسم کا اظہار پسند فرمایا آپ سے بعض لوگ آپ کے حسب ونسب کے بارے میں کبھی سوال کرتے تو ان کو ہمیشہ اس طرح جواب دیتے تھے ''میں ایک گنہگار سنی مسلمان ہوں''

آپ عملی میدان کے شہسوار تھے پدرم سلطان بود کا نعرہ نہیں پسند فرماتے تھے اس باب میں ارشاد خداوندی ''ان اکرمکم عند اللہ اتقکم۔'' کی مسلمہ حقیقت پر یقین رکھتے تھے اور صاف لفظوں میں ارشاد فرمایا کرتے کہ کل آخرت میں حسب ونسب کام نہیں آئے گا وہاں ایمان وعقیدہ اور نیک عمل دیکھا جائے گا اور اس پر خدائے تعالیٰ کی بارگاہ سے بڑے بڑے انعام واکرام دیئے جائیں گے اس کے ضمن حضرت بلال حبشیرضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ابوجہل و ابولہب کا نام لے کر فرماتے کہ دیکھو حضرت بلال حبشی ایک غلام تھے عشق و ایمان کی زبردست روحانی طاقت نے آقا کا درجہ دے کر کہاں سے کہاں پہونچا دیا آج عالم اسلام میں ان کی عظمت کا خطبہ پڑھا جارہا ہے اور ابوجہل اور ابولہب وغیرہ کا کیا انجام ہوا ان کا اعلیٰ حسب ونسب اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے قریبی وخاندانی تعلق ورشتہ کام نہ آیا اور وہ وہ ایمان واسلام کی دولت لازوال سے محرومی اور رسول دشمنی کے نتیجے میں نہایت ذلت کے ساتھ جہنم کی آگ میں جل رہے ہیں مولانا جامی علیہ الرحمہ اسی سبب سے فرماتے ہیں۔ ؎

بندۂ عشق شدی ترک نسب کن جامی
کہ دریں راہ فلاں ابن فلاں چیزے نیست

سخاوت وفیاضی

حضرت شعیب الاولیاء علیہ الرحمہ کے تمام پاکیزہ واعلیٰ اوصاف میں سخاوت وفیاضی اور بخشش اور دریا دلی کا وصف بھی نمایاں تھا کوئی سائل اور

ضرورت مند آپ کے پاس حاضر ہوتا تو حتی الوسع اس کی ضرورت پوری فرما دیتے اور اس کو خوش کر کے واپس کرتے اور اگر کوئی شخص محض اپنی سستی و کاہلی سے گداگری کا بلا وجہ پیشہ و ذریعہ معاش بنالیتا تو اس کو نرم و مؤثر انداز میں نصیحت فرماتے کہ تم مجبور و کمزور نہیں ہو ہاتھ و پیر سے محنت کر کے باعزت طریقے سے رزق حلال حاصل کرو اور ایک غیور و معزز بندۂ مومن کی طرح آبرو مندانہ زندگی گزارو یہ گداگری چھوڑ و اللہ و رسول جل جلالہ و صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو یہ پسند نہیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اس کو بدترین صفت قرار دیا ہے۔

علماء اہلسنت سے کہیں ملاقات ہوتی یا وہ آپ کے پاس تشریف لاتے تو ان کی بڑی تعظیم و تکریم اور خاطر و امدارات فرماتے اور جب وہ رخصت ہوتے تو آپ ان کو حسب مرتبہ نذرانہ ضرور پیش فرماتے اسی طرح سنی خانقاہوں کے سجادہ نشیں حضرات اور وہاں کے خدام کو نذرانہ دیا کرتے جو مریدین و متوسلین غریب ہوتے اور تنگدستی کی زندگی گزارتے ان کی امداد فرماتے اور اکثر فرمایا کرتے کہ ۔پیروں کو مریدوں پر خواہ مخواہ کے لئے بوجھ نہیں بننا چاہئے مریدین معنوی اولاد کی طرح ہوتے ہیں پیروں پر لازم ہے کہ وہ ان کے لئے آسانیاں پیدا کریں اور ان کے ساتھ اخلاق و محبت کا برتاؤ کریں اس سلسلہ میں حضرت شعیب الاولیاء علیہ الرحمہ اس قدر وسیع ۔النظر اور دفراخ دل واقع ہوتے تھے اکثر فرمایا کرتے تھے کہ اگر مرید کے پاس۔ ہو تو پیر کھائے اور پیر کے پاس ہو، تو مرید کھائے ایک طرفہ نہیں ہونا چاہئے کہ پیر ہمیشہ مریدوں سے نذرانہ وصول کرتے رہیں اور ان کی خبر گیری نہ کریں اور نہ ان کا حال معلوم کریں کہ وہ نذرانہ دینے اور دعوت کھلانے کے قابل ہیں یا نہیں یہ اسلامی اخلاق سے بعید بات ہے ہمارے اسلاف اس کے بالکل خلاف تھے حضرت شعیب الاولیاء علیہ الرحمہ نے زندگی بھر اپنے کسی مرید و عقیدتمندوں سے کبھی کسی چیز کا سوال نہیں کیا اور نہ ان سے سامان یا روپئے پیسے کی فرمائش کی آپ کی حیات میں

براؤں شریف کی خانقاہ میں ہر سال جشن ربیع الاول بہت ہی وسیع پیمانے پر منایا جاتا تھا اس نورانی تقریب میں اس دور کے بڑے بڑے نامور اور مایۂ ناز علماء کرام و مشائخ عظام اور مختلف اضلاع کے مریدین و معتقدین شریک ہوتے تھے عام لنگر جاری ہوتا تھا جس کو لوگ بھنڈارہ بھی کہتے تھے اس میں جو معتقدین آتے تھے ان میں جو لوگ غریب ہوتے حضرت ان کو اچھی طرح جانتے تھے جب وہ براؤں شریف میں کئی کئی روز تک رہ کر اپنے وطن واپس ہونے کے لئے حضرت سے اجازت طلب کرتے تو حضرت فرماتے کہ ابھی رہو پھر چلے جانا اس طرح ان کو خوش کرنے کی کوشش کرتے اور ان کو واپسی کے لئے زادراہ بھی عنایت کرتے اس جشن ربیع الاول میں جتنے علماء کرام و مشائخ کرام تشریف لاتے ان کو اس دور کے لحاظ سے بھرپور نذرانے دیئے جاتے غرباء و مساکین کا آپ بہت خیال رکھتے اس معاملہ میں حضرت کا عمل سرکار غوث اعظم شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حسب ذیل ارشادات کے مطابق تھا حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں نے اپنے سارے اعمال کا تجربہ کیا غور و فکر کو روبکار لا کر ساری نیکیوں کی چھان بین کی تو نتیجہ کے طور پر یہ بات معلوم ہوتی کہ بھوکوں کو کھانا کھلانے اور اہل دنیا کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنے سے بڑھ کر نہ کوئی نیکی ہے نہ عمل میرے پاس دنیا بھر کے خزانے ہوتے تو بس میں بھوکوں کو کھانا کھلاتا رہتا'' (سیرت غوث اعظم ص ١٥٦)

غرباء پروری و مساکین نوازی کا یہی جذبہ تھا کہ مریدین و متوسلین میں جہاں جہاں آپ کا دورہ ہوتا وہاں آپ کا قیام عام طور پر غریب عقیدتمندوں کے مکان پر ہوتا دعوت کہیں بھی ہوتی لیکن قیام وہیں فرماتے اس کے ثبوت میں شہرت گڑھ، بھسان اماری، سکندر ضلع بستی اور منکاپور پیکورہ پائر خاص ضلع گونڈہ اور فیض آباد وغیرہ کی قیام گاہیں پیش کی جاسکتی ہیں سیٹھ محمد یوسف صاحب نانپاروی کا بیان ہے کہ جب ان مقامات پر آپ تشریف لے جاتے تو آپ کی

آمد کی خبر سن کر اطراف و جوانب کے عقیدت مند پروانوں کی طرح زیارت کے لئے ٹوٹ پڑتے حضرت کا معمول تھا کہ جو لوگ دوسرے مقامات سے آپ کے پاس ملاقات و زیارت کی غرض سے حاضر ہوتے ان کو مہمان بنا لیتے اور کھانے کے وقت باعزت طریقے سے ان کو کھانا کھلواتے اسی لئے آپ اپنے میزبان کو بلا کر سمجھا دیتے دیکھو تکلف نہ کرنا میں تمہاری حالت جانتا ہوں اخراجات کے لئے مجھ سے بلا جھجک کہہ دینا اس طریقے سے آپ باہر کے مہمانوں کے ساتھ ہی وہاں والے میزبانوں کے اہل و عیال کو بھی کھلاتے اور خوش ہوتے اور جب اس مقام سے رخصت ہوتے تو اپنے عقیدت مند میزبانوں کو نذر میں اتنے روپے عطا فرما دیا کرتے جو اس کے کئی مہینوں کی خانگی ضروریات کے لئے کافی حضرت شعیب الاولیاء علیہ الرحمہ کے اکثر خدام کا بیان ہے کہ آپ نے اپنے صاحبزادے اور خلیفہ و جانشین حضرت شیخ طریقت مولانا شاہ صوفی محمد صدیق احمد قادری چشتی سجادہ نشین خانقاہ فیض الرسول براؤں شریف کو خصوصیت کے ساتھ اس کے متعلق نصیحت و ہدایت فرمائی تھی جس کا مفہوم حسب ذیل ہے۔

"دیکھو اس بات کو یاد رکھنا کہ تم کو خلافت مال و دولت جمع کرنے اور پر عیش زندگی گزارنے کے لئے نہیں دی گئی ہے بلکہ ایک بہت بڑی ذمہ داری تمہارے سپرد کی گئی ہے مریدین کی دعوت کے بغیر ان کے یہاں نہ جانا میرے طرز عمل کے مطابق اگر ایک مالدار مرید تم کو نذرانہ پیش کرے تو وہ دوسرے غریب و نادار مریدوں کو دے دینا فقراء و درویشوں کی طرح جمع نہیں، طمع نہیں، منع نہیں کے نظریہ کو ہمیشہ اپنا شعار بنائے رکھنا کسی مرید اور عقیدت مند سے اپنی ذات کے لئے سوال نہ کرنا"

مرشد برحق مظہر شعیب الاولیاء حضرت مولانا شاہ محمد صدیق احمد قادری چشتی عرف خلیفہ صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد محترم و پیر مرشد حضرت

شعیب الاولیاء علیہ الرحمۃ والرضوان کے مذکورہ بالا ارشادات پر زندگی کے آخری لمحات تک عمل پیرا رہے۔

ہزاروں اہل عقیدت آج بھی اس بات کے چشم دید گواہ ہیں کہ جس کثرت سے آپ پر نذرانوں کی بارش ہوئی اسی انداز میں صبح وشام اور سفر وحضر میں آپ کی فیاضی، جودوسخاوت اور دادودہش کا دریا جوش پر رہتا حضرت خلیفہ صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ چاہتے تو لاکھوں کی جائیداد خرید لیتے عالیشان کوٹھی بنوا لیتے اور شاندار کاروبار اپنے بچوں کو کروا دیتے مگر آپ حضرت شعیب الاولیاء علیہ الرحمہ کی عطا کردہ خلافت وجانشینی کے فرائض منصبی کو بحسن وخوبی انجام دیئے اور خانقاہ فیض الرسول کی شاندار روایات کو ہمیشہ اپنے ہر کام پر ترجیح دی اور اس ذمہ داری کو دیگر ذمہ داریوں کے مقابلے میں اولین درجہ دیا حضرت شعیب الاولیاء اور آپ کے جانشین حضرت خلیفہ صاحب قبلہ کا یہ بلند اخلاق وکردار بلاشبہ موجودہ دور کے پیشہ ور اور لالچی پیروں کے حق میں ایک زبردست تازیانۂ عبرت ہے۔ ع

دیکھو اسے جو دیدۂ عبرت نگاہ ہو

شان استغناء

آقائے نعمت شیخ طریقت حضرت شعیب الاولیاء فخر الاصفیاء علیہ الرحمہ شان استغناء وتوکل میں بھی اپنی مثال آپ تھے ایک خدارسیدہ بزرگ نے آپ کی فیاضی وسخاوت کو دیکھ کر اپنی جھولی سے پارس پتھر نکال کر حضرت کی طرف بڑھاتے ہوئے فرمایا کہ ”یہ قیمتی پتھر میری جھولی میں ایک عرصہ سے پڑا ہوا ہے اس کا صحیح حقدار اب تک مجھے نہیں ملا تھا کہ اس کو پیش کردیا جائے آپ سے ملاقات ہوئی تو آپ کی غرباء پروری اور بخشش وعطا کو دیکھ کر میرے دل نے یہی فیصلہ کیا کہ آپ سے زیادہ مستحق اس پارس کا کوئی اور نہیں ہوسکتا اس کو رکھ لیجیئے اس کی تاثیر وخاصیت یہ ہے کہ جس پتھر پر لگادیں گے وہ فوراً سونا

بن جائے گا ''

مگر حضرت شعیب الاولیاء علیہ الرحمہ کی شان استغناء نے اس کو قبول نہیں کیا لیکن جب ان بزرگ نے بہت اصرار کیا تو محض اس وقت ان کا دل رکھنے کے لئے وہ پتھر لے لیا اور جب واپس ہوئے تو اس کو دریا میں پھینک دیا اور زبان حال سے فرمایا۔ ؎

نہ دے پیام محبت کا مسکرا کے مجھے
تیرے فریب تبسم کو جانتا ہوں میں

آپ نے اس وقت فرمایا کہ '' مجھے اس کی ضرورت نہیں میرے لئے اللہ والوں کی نگاہ کیمیا اثر کافی ہے میں تو وہی تلاش کرتا ہوں '' جو حقیقت میں اللہ تعالیٰ کا ہو جاتا ہے تو ساری خدائی اس کی محکوم و زیر فرمان ہو جاتی ہے اور دنیا کی دولت و ثروت اس کے قدموں کا بوسہ لیتی ہے مرد مومن وہ ہے جس کے بارے میں علامہ ڈاکٹر اقبال نے کہا ہے۔ ع

نہیں تیرا نشیمن قصر سلطانی کے گنبد پر
تو شاہین ہے بسیرا کر پہاڑوں کی چٹانوں پر

آپ نے بارہا فرمایا کہ '' میں اس گھاس کو خوب اچھی طرح پہچانتا ہوں جس سے کیمیا بنتا ہے لیکن مجھے اس کی کیا حاجت جب رضائے الٰہی حاصل ہو جائے تو دست غیب خود حاصل ہو جاتا ہے '' (فیض الرسول پاکٹ جنتری ۱۹۹۲ء)

حضرت کے خاندان والے اور بہت مریدین و معتقدین آج اس بات کی گواہی دے سکتے ہیں کہ آپ مال و دولت کو حقیر و ذلیل تصور فرماتے تھے یہاں تک کہ روپئے پیسے ہاتھ میں لینا بھی۔ پسند نہیں کرتے تھے مجبوراً بادل نخواستہ اس کو چھوتے تھے حضرت علامہ ڈاکٹر غلام عبد القادر ثالث صاحب قبلہ مد ظلہ العالی نے بارہا فرمایا کہ میرے والد قبلہ حضرت شعیب الاولیاء علیہ الرحمہ کا ہاتھ جب روپئے سے چھو جاتا تو اپنے ہاتھ صابن سے دھوتے اور فرماتے تھے کیا

کروں مجبور ہو کر اس کو ہاتھوں میں لینا پڑتا ہے ایک مرتبہ پانچ کا نوٹ حضرت قبلہ نے منی بیگ سے نکالا اور انگلیوں سے پکڑ کر فرمایا کہ ”یہ روپیہ ہے جن کے لئے دینادار لوگ کیا کیا نہیں کرتے اس کی وجہ سے کتنوں کا ایمان برباد ہو جاتا ہے لیکن میری نظر میں اس کی ذرا بھی وقعت نہیں خدا کی قسم ضرورت مندوں کو دیتے اور ذاتی ضروریات پوری کرنے کی خاطر اس کو چھوتا ہوں اگر یہ بات نہ ہوتی تو میں کبھی اس کو ہاتھ بھی نہ لگاتا“

ایسے ہی مستغنیٰ اور متوکل علیٰ اللہ ہستیوں کے لئے کہا گیا ہے۔

نگاہ عشق دل زندہ کی تلاش میں ہے
شکار مردہ سزاوار شاہ باز نہیں

حج وزیارت

حضرت شعیب الاولیاء علیہ الرحمہ تین مرتبہ حج وزیارت سے مشرف ہوئے آپ فرماتے تھے کہ ”جب میں مناسک حج کی ادائیگی سے فارغ ہوا تو دل میں خیال پیدا ہوا کہ جب یہاں سے وطن پہونچوں گا تو لوگ مجھے حاجی صاحب کہیں گے کہیں ایسا نہ ہو کہ اس سے میرے اندر غرور وتکبر پیدا ہو جائے اور اس کی وجہ سے اس کا ثواب ضائع ہو جائے اس لئے میں نے غلاف کعبہ پکڑ کر رب کعبہ کی بارگاہ میں دعا مانگی کہ الٰہی تو سمیع وبصیر اور علیم وخبیر ہے تو جانتا ہے کہ میں نے صرف تیری رضا اور اپنی سعادت کے لئے حج کیا ہے نمود ونمائش کی خاطر اور حاجی کہلوانے کے لئے نہیں خداوندا جب میں وطن پہونچوں تو لوگ مجھے حاجی نہ کہیں“

آپ کی یہ دعا مقبول ہوئی اور زندگی بھر آپ کو کسی نے حاجی کہہ کر مخاطب۔ نہ کیا اور نہ کہیں خط وغیرہ تحریروں میں آپ کے لئے لفظ حاجی لکھا

گیا۔ عالی جناب صوفی محمد یوسف صاحب نانپاروی کا بیان ہے کہ آپ کے بڑے بھائی عبدالواجد عرف سادھو بابا بھی ایک بار سفر حج و زیارت میں ہمراہ تھے حضرت نے تمام روپے پیسے ان کے سپرد فرما دیا تھا اور ضرورت کے وقت انھیں سے بقدر ضرورت طلب فرماتے تھے مدینہ طیبہ میں جب حاضری ہوئی وہاں بھی یہی صورت قائم رہی حضرت شعیب الاولیاء علیہ الرحمہ جو بلاشبہ عشق رسول کا سراپا و پیکر تھے آپ اپنے آقا مولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے دیار پاک کے باشندوں کے ساتھ حسن سلوک کر کے ان کو خوش کرنا چاہتے تھے جس کا طریقہ آپ نے یہ اختیار فرمایا تھا کہ اس دور میں کئی سو ریال کا بیش قیمت و خوبصورت عبا زیب تن کر کے بیٹھتے تھے اور سادھو بابا سے ایک سو ریال لے کر مدینہ منورہ کے فقراء و مساکین میں تقسیم فرما دیا کرتے تھے بعض بے تکلف لوگوں نے اظہار حیرت کرتے ہوئے حضرت شعیب الاولیاء علیہ الرحمہ سے عرض کیا کہ مدینہ منورہ میں آپ نے یہ شاہانہ کروفر کیسے گوارا کیا جب کہ آپ سادگی پسند ہیں یہاں تو عجز و انکساری کا انداز ہونا چاہئے آپ نے جواب دیا کہ آپ کا یہ کہنا بالکل درست و بجا ہے لیکن امیروں کا یہ لباس اس نیت سے پہن لیتا ہوں تاکہ اہل مدینہ یہ سمجھیں کہ ہندستان کا یہ کوئی بڑا مالدار آیا ہے اس کے پاس چلیں اور اس کی داد و دہش سے فائدہ اٹھائیں اور جب وہ میرے پاس آئیں گے تو میں ان کی خدمت کر کے روحانی مسرت و خوشی محسوس کروں گا میرے اس طرز عمل سے میرے آقا حضور مدنی تاجدار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم خوش ہو کر مجھ گنہگار کو اپنی نگاہ رحمت سے نواز دیں گے اور میرے خالی دامن کو گوہر مقصود سے بھر دیں گے۔ ع

شاہاں چہ عجب گر بنوازند گدارا

حضرت شعیب الاولیاء علیہ الرحمہ کا اہل مدینہ کے ساتھ یہ حسن سلوک بلاشبہ دیار رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے بے پناہ عشق و محبت کا واضح ثبوت ہے کیوں نہ ہو یہ وہ مقدس سرزمین ہے جس کے بارے میں حضرت طیش صدیقی الہ آبادی اپنے

مشہور نعتیہ کلام میں نغمہ سنج ہیں۔

ہر ذرہ یہاں پرتو حسن ازلی ہے
جنت کا چمن ہے کہ مدینے کی گلی ہے

کئی روز تک یہی سلسلہ چلتا رہا کہ حضرت روزانہ سادھو بابا سے ایک سوریال لیتے اور وہ سب فقراء مدینہ کو نذر کر دیتے جب دس بارہ روز تک اسی طرح ہر روز ہوتا رہا تو سادھو بابا نے کہا'' مولوی صاحب ہم لوگ سفر میں ہیں اگر روپے ختم ہو گئے تو یہاں کون دے گا'' سادھو بابا کے اس کہنے کا مطلب تھا کہ خرچ میں احتیاط کریں حضرت یہ سن کر خاموش ہو گئے اور دوسرے روز سادھ بابا سے روپے طلب نہیں کئے مگر آپ کے معمول میں فرق نہیں آیا آپ نے سوریال تقسیم فرمائے جب اسی طرح کئی روز گزر گئے تو سادھو بابا کو سخت حیرت ہوئی کہ مولوی صاحب یعنی حضرت شعیب الاولیاء علیہ الرحمہ مجھ سے روپے نہیں مانگ رہے ہیں تو روزانہ یہ روپئے آپ کو کہاں سے مل رہے ہیں جب کہ حضرت کے پاس روپئے پیسے نہیں تھے جو کچھ تھا سب مجھ کو دے دیا تھا۔ حضرت کے دست غیب کے اس واقعہ کو دیکھ کر سادھو بابا کہنے لگے کہ جب خدا اور رسول ان کو عطا فرما رہے ہیں تو میرے روکنے سے کیا فائدہ۔

جھولیاں سب کی بھرتی رہتی ہیں
دینے والا نظر نہیں آتا

سادھو بابا نے اس سفر حج و زیارت میں اس قسم کی حضرت کی متعدد کرامتیں دیکھ کر حضرت سے کہا کہ مجھے مرید کر لیجیئے حضرت پہلے تو اس پر راضی نہ ہوئے اور فرمایا کہ سادھو بابا آپ نے کیا دیکھا سادھو بابا نے کہا اپنی آنکھوں سے بہت کچھ دیکھ لیا ہے اب مزید دیکھنے کی ضرورت نہیں رہ گئی ہے ان کے اصرار شدید پر حضرت شعیب الاولیاء علیہ الرحمہ نے ان کو ریاض الجنہ میں داخل سلسلہ فرما لیا۔

استقلال و استقامت

حضرت شعیب الاولیاء علیہ الرحمہ اپنے ایمان وعقیدہ ، مذہبی نظریہ و مسلک اور قول وعمل میں نہایت مستقل مزاج اور جادۂ حق وصداقت پر نا قابل تسخیر فولادی چٹانوں کی طرح ثابت قدم تھے آپ کے پائے استقامت میں تزلزل پیدا کرنے کے لئے بڑے بڑے ہنگاموں اور طوفانوں نے سر اٹھایا لیکن آپ کے قدموں میں ہلکی سی لرزش نہ ڈال سکے آپ استقامت فی الدین میں ایک زبردست کوہ گراں تھے۔

مخالفین و معاندین نے آپ کو زیر کرنے اور شکست دینے کی ہزار ہا ہزار ناپاک جدوجہد کی مگر آپ کا کچھ بگاڑ نہ سکے بلکہ جو مکروفریب کا جال آپ کو پھسانے کے لئے تیار کرتے اس میں خود ہی بری طرح پھنس کر ذلیل ورسوا ہو جاتے خدا اور سول جل جلالہ و صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فضل وکرم اور اپنے مشائخ طریقت کی روحانیت کے سہارے دشمنوں کا کوئی حملہ آپ پر کارگر نہ ہوتا بعض علماء ومشائخ جو بظاہر آپ سے ملتے رہتے مگر دل میں آپ سے بغض وعناد رکھتے اور آپ کی عوام وخواص میں بے پناہ قدر ومنزلت اور عزت وعظمت دیکھ کر جلتے تھے وہ سب ذلیل ورسوا اور تباہ وبرباد ہو کر رہ گئے ان پر ایسا عتاب نازل ہوا کہ کوئی ان کا حال چال پوچھنا بھی گوارا نہیں کرتا تھا ان کو دعوت دینا اپنے یہاں بلانا اور جلسہ کر کے تقریر کرانا تو بہت دور کی بات ہے اسی لئے حضرت علامہ رومی علیہ الرحمہ لوگوں کو تنبیہ کرتے ہوئے مثنوی شریف میں فرمایا ہے۔ ؎

چوں خدا خواہد کہ پردہ کس درد
میلش اندر طعنہ پاکاں زند

آپ نے زندگی بھر الحب فی اللہ و البغض فی اللہ یعنی اللہ تعالیٰ کی

رضا کے لئے اس کے دوستوں سے محبت اور اس کی خوشنودی کی خاطر اس کے دشمنوں سے نفرت و بیزاری کو اپنا شعار بنائے رکھا حضرت کے اس تصلب کو دیکھ کر منافقین اور گستاخان بارگاہ رسالت نیز منکرین عظمت اولیاء نے آپ کے خلاف بدترین دشمنی ومخالفت میں بڑی بڑی سازشیں کیں لیکن ان کی آپ کے خلاف کوئی سازش کامیاب نہ ہوسکی اس لئے کہ آپ مخلص تھے اور اپنے پرائے دوست ودشمن سب کے ساتھ حسن سلوک اور بہترین اخلاق سے پیش آتے بعض متعصب اور تنگ نظر لوگ ایسے بھی آپ کے پاس آتے تھے جو آپ کی طرف سے بلاوجہ بدگمانی اور دشمنی رکھتے تھے لیکن یہ جانتے ہوئے بھی ان کی عزت اور خاطر تواضع فرماتے قریبی وخاص خدام ومعتقدین حضرت سے بھی عرض کرتے کی سرکار یہ تو آپ کے خلاف بولتے رہتے ہیں آپ پر اعتراض کیا کرتے ہیں ان کو کیوں نذرانہ دیتے ہیں حضرت شعیب الاولیاء علیہ الرحمہ بے نفس بزرگ تھے اس لئے نہایت وسیع الظرفی کا ثبوت دیتے ہوئے فرماتے تھے کہ ''وہ اپنا کام کرتے ہیں اور میں اپنا کام کررہا ہوں کچھ بھی سہی یہ عالم دین ونائب رسول ہیں ان کی عزت کرنی چاہئے آپ کے حسن سلوک کو دیکھ کر اس قسم کے اشخاص نادم وشرمندہ ہو کر پانی پانی ہوجاتے اور انھیں بھی اعتراف کرنا ہی پڑا کہ حضرت شعیب الاولیاء علیہ الرحمہ بلاشبہ ایک شریف النفس وصفدار درویش صفت بزرگ اور توکل وکناعت کے بحر بیکراں عاشق رسول انسان ہیں۔''

علماء اہلسنت کی تعظیم وتکریم

حضرت شعیب الاولیاء علیہ الرحمۃ والرضوان علماء اہلسنت کی بڑی تعظیم وتکریم کیا کرتے تھے اور اپنے مریدین ومتوسلین کو بھی نہایت تاکید سے فرماتے ان کا ادب واحترام کرو یہ نائب رسول ووارث انبیاء ہیں خبردار ان کی شان میں

اہانت وتحقیر کا کوئی جملہ زبان سے نہ نکالنا آپ ارشاد فرمایا کرتے کہ "علماء ادین جب تک مذہب اہلسنت پر قائم ہے وہ میری نظر میں لائق تعظیم ہے اور اگر وہ معاذاللہ عقائد، باطلہ اور عقائد حقہ دونوں کے درمیان فرق پیدا کرنے کے بجائے دونوں کے یکساں ہونے کا قائل ہوجائے تو ایسے نام نہاد عالم کو جوتے کی ٹھوکر مارتے ہوئے کہدوں گا کہ؛ جب تو خدا و رسول جلّ جلالہ و صلی اللہ علیہ وسلم کا نہیں رہا تو میرا تجھ سے کیا واسطہ" (ماہنامہ فیض الرسول)

حضرت شعیب الاولیاء علیہ الرحمۃ والرضوان علماء اہلسنت کی باتوں کو بلاچوں وچرا قبول فرمالیا کرتے تھے۔

حضرت علامہ بدرالدین احمد رضوی سابق صدر المدرسین دار العلوم اہلسنت فیض الرسول براؤں شریف کا بیان ہے کہ جب فتاویٰ رضویہ جلد دہم شائع ہوکر منظر عام پر آئی تو اس کا ایک نسخہ دار العلوم فیض الرسول براؤں شریف میں بھی آیا وہاں کے اساتذہ نے حسب ذوق اس کا مطالعہ کیا اس میں عمامہ کے متعلق ایک مسئلہ پڑھا کہ جس کپڑے کا تین پیچ نہ ہوتا ہو اس کپڑے سے عمامہ کی سنت ادا نہ ہوگی فتاویٰ رضویہ دکھاتے ہوئے کسی مدرس نے کہا کہ امام اہلسنت اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہٗ نے ایسا لکھا ہے اور حضرت شعیب الاولیاء علیہ الرحمہ کبھی کبھی عمامہ کی جگہ عربی رومال باندھ لیا زید مجدہ نے کئی بار کرتے ہیں جس سے عمامہ کی سنت ادا نہیں ہوتی یہ مسئلہ حضرت کو کیسے دکھایا اور بتایا جائے میں نے کہا کتاب فتاویٰ رضویہ مجھے دو مسئلہ حضرت کو میں دکھاؤں گا حضرت اس پر خوش ہوں گے ناراض نہ ہوں گے ایک دن بعد نماز عصر مسجد کے باہر۔ صحن میں حضرت کی خدمت میں فتاویٰ رضویہ جلد دہم لے کر حاضر ہوا وہاں کچھ علماء کرام بھی موجود تھے میں نے چند تمہیدی کلمات کے بعد عرض کیا کہ علم کی کوئی حد نہیں حضرت نے فرمایا یہ بات بالکل درست ہے اس کے بعد میں نے عرض کیا کہ اعلیحضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمہ نے تحریر فرمایا ہے کہ جس

کپڑے میں تین پیچ نہ ہو اس سے عمامہ کی سنت ادا نہیں ہوتی آپ نے بخوشی اس مسئلہ کو مان لیا اور فرمایا کہ اعلیحضرت فاضل بریلوی کا فرمان میرے سر اور آنکھو پر ہے اس کے بعد آپ نے کبھی عمامہ کی جگہ عربی رومال نہیں باندھا۔

علماء اہلسنت سے ملاقات اور ان کے احترام میں کوئی کسر نہیں چھوڑتے تھے علماء کرام سے ملاقات کا بے پناہ شوق تھا اگر علم دین کی عظمت اور علماء دین کی قدر و منزلت کا تذکرہ ہوتا تو آپ نہایت حسرت و یاس کے اندر ڈوبے ہوئے انداز میں فرماتے "یہ تمنا پوری نہ ہو سکی علاقے میں دور دور تک علم دین اور علماء اہلسنت کا نام ونشان نظر نہیں آتا تھا اور لوگ ان کی زیارت کو ترستے تھے جب کبھی اتفاق سے مولانا و عالم تشریف لاتے تو میں ان کے پاس پہونچنے کے لئے کوئی نہ کوئی صورت ضرور نکال لیتا تھا" (سوانح شیخ المشائخ ص ۴۳)

شہزادۂ شعیب الاولیاء حضرت علامہ ڈاکٹر غلام عبد القادر ثالث صاحب قبلہ نے مجمع عام میں فرمایا کہ حضرت شعیب الاولیاء علیہ الرحمۃ والرضوان سے لوگوں نے پوچھا کہ حضرت اگر اللہ تعالیٰ قیامت کے دن پوچھے کہ آپ میرے لئے کیا لائے ہو تو کیا جواب دیں گے؟ تو فرمایا میں عرض کروں گا اے مولیٰ تعالیٰ تیرے لئے دار العلوم فیض الرسول کے علماء وطلبہ کو لے کر آیا ہوں۔

والد ماجد کا ادب واحترام

حضرت شعیب الاولیاء علیہ الرحمہ ناظرہ قرآن پاک اور اردو میں دینیات کی تعلیم حاصل کر لی تو آپ کے والد ماجد صاحب نے انگریزی و ہندی پڑھنے کے لئے اسکول میں داخلہ کرادیا آپ کی طبیعت اس تعلیم کی طرف مائل نہ تھی لیکن والد محترم کے ادب واحترام کے خیال سے خاموش رہے اس تعلیم کے ساتویں درجہ میں پہونچے تو آپ کا بخت خوابیدہ بیدار ہوا آپ کو آقائے نامدار

مدنی تاجدار احمد مختار رسولوں کے سردار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی اس واقعہ نے آپ کے ذھن وفکر میں ایک ایسا انقلاب پیدا کر دیا کہ انگریزی و ھندی تعلیم سے بالکل توجہ ہٹ گئی اور اپنی حالت پاگلوں جیسی بنالی تا کہ کسی طرح انگریزی وھندی کے اسکول سے نجات مل جائے آپ کا دل دینی علوم کے حصول کے لئے بیتاب تھا لیکن اس کا اظہار زبان سے نہیں کیا بانسی کے اسکول سے آپ کے والد ماجد قبلہ کے پاس خبر آئی کہ آپ کے صاحبزادے محمد یار علی کا دماغی توازن بگڑ گیا ہے ان کو واپس بلوالیں حضرت کے ماموں عالی جناب کریم بخش عرف کرم اللہ صاحب بانسی اسکول گئے ٹیچروں نے ان کا حال بتایا اور کہا کہ بہتر یہی ہے کہ ان کو گھر لیتے جائیں آپ کے ماموں جان آپ کو اپنے ساتھ لے کر چلے راستہ میں راپتی ندی تھی جس کو کشتی کے ذریعہ پار کرنا پڑتا تھا یہاں پہونچے تو کشتی موجود نہ تھی آپ کے ماموں اس کے انتظار میں ٹھہر گئے آپ نے فرمایا ماموں جان کشتی کا کب تک انتظار کریں گے لوگ بغیر کشتی کے دریا پار کر جاتے تھے آپ ایک ندی پار نہیں کر سکتے اگر آپ ڈرتے ہیں تو چلئے میں آگے چلتا ہوں آپ کی عجیب وغریب باتیں سن کر آپ کے ماموں کو آپ کے دماغی خلل کا یقین ہو گیا اور انھوں نے آپ کو اپنی گرفت میں لے لیا کہ کہیں ندی میں کود نہ پڑیں کچھ دیر میں کشتی آگئی اور دونوں حضرات نے اس پہ سوار ہو کر ندی پار کی اور براؤں شریف کی طرف روانہ ہو گئے گھر پہونچنے پر ماموں نے آپ سے کہا کہ بیٹا اب تمہیں کہیں باہر نہیں جانا ہے گھر پر رہو اس بہانے آپ کو ھندی اسکول سے نجات مل گئی مگر جو آپ کی دلی خواہش دینی وعربی تعلیم کی تھی وہ پوری نہ ہو سکی اور مرضئ مولیٰ از ہمہ اولیٰ سمجھ کر صبر کر لیا مگر اس کی آرزو وطلب آپ کو اکثر تڑپاتی رہتی تھی۔

حضرت شعیب الاولیاء علیہ الرحمہ خود بیان فرمایا کرتے تھے کہ جب والد صاحب قبلہ کو روپے پیسے کی ضرورت محسوس ہوتی تو میرے پاس تشریف

لاتے اوران کی آمد کا مقصد سمجھ کرفوراًان کی ضرورت پوری کردیتاایک بارحسب عادت وہ میرے پاس آئے تو اتفاق کی بات میرے پاس کچھ نہیں تھااس کا بہت افسوس ہواکہ آج ان کی خدمت نہیں کر پارہاہوں والد ماجد صاحب قبلہ نے میری پریشانی کو محسوس کر کے فرمایا کہ انشاء اللہ اب اس کے بعد اس کی زحمت نہ اٹھانی پڑے گی آپ نے جیسا فرمایا تھا ویسا ہی ہوا کہ پھر زندگی میں آپ اپنی اس ضرورت سے مجھ سے ملاقات نہیں فرمائی اور تھوڑا ہی عرصہ گزرنے کے بعد آپ دنیا سے رحلت فرما گئے مجھے اس وقت کی مجبوری کا بڑا افسوس ہے مگر وقت کی بات ہے اسی موقعہ کے لئے کہا گیا ہے۔ ؎

گہے بر طارم اعلیٰ نشینم، گہے بر پشت پائے خود نہ بینم

جذبۂ عشق رسول

آپ سچے عاشق رسول اور حب نبی کے پیکر جمیل تھے آپ کا اس پر پورا عقیدہ تھا۔ ؎

محمد کی محبت دین حق کی شرط اول ہے
اسی میں ہو اگر خامی تو سب کچھ نامکمل ہے

آپ مصطفیٰ جان رحمت حبیب رب العزت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث پاک لَایُؤمِنُ اَحَدُکُم حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِنْ وَّالِدِہٖ وَ وَلَدِہٖ وَ النَّاسِ اَجْمَعِیْنَ ۔ یعنی تم میں کوئی شخص اس وقت تک مومن کامل نہیں ہوسکتا جب تک کہ میں اس کے نزدیک اس کے باپ، اوالا داور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں) پر عمل پیرا ہو کر آپ کی پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بے پناہ محبت میں ڈوبے ہوتے تھے اسی جذبہ کے زیر اثر آپ اتباع شریعت محمدیہ و پیروئی مصطفی علیہ التحیۃ والثناء میں اپنی صبح و شام گزارتے تھے خلاف شرع قول و عمل سے

ہمیشہ اجتناب فرماتے تھے جب کبھی شاعروں یا نعت خوانوں کی زبان سے دردو سوز اور عشق ومحبت میں ڈوبا ہوا نعتیہ کلام سماعت فرماتے تو آپ پر رقت طاری اور آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے اور جب تک یہ بزم قائم رہتی آپ کی یہی کیفیت رہتی اور دوسرے پیروں کی طرح آپ کی۔ آواز بلند ہوتی نہ حال آتا بالکل سنجیدگی ومتانت اور نہایت ادب واحترام کے ساتھ پیارے آقا ﷺ کی نعت پاک سنتے رہتے اور جب اس کا سلسلہ اختتام کو پہونچتا تو آپ اپنی دلی مسرت کا اظہار فرماتے ہوئے سنانے والوں کو نذر پیش کرتے آپ کا یہ معمول تھا کہ ہر جمعہ کو نماز کے بعد میلاد شریف کی محفل منعقد کرتے اور مدینہ طیبہ کی جانب رخ کر کے ایک سو مرتبہ درود شریف پڑھتے اور اس کے بعد مخصوص انداز میں مذہب اسلام پر استقامت وثابت قدمی، اسلام کے غلبہ، دار العلوم فیض الرسول براؤں شریف کی بقا وترقی، اس کو محبت کی نظر سے دیکھنے والوں اور حاضریٔ مدینہ اور زیارت روضۂ رسول کے لئے دعائیں کرتے پھر حاضرین و معتقدین حضرات آپ سے مصافحہ اور دست بوسی کرتے شیرینی کا تبرک لے کر مسجد سے نکلتے۔

حضرت شعیب الاولیاء علیہ الرحمہ کے عشق رسول کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ آپ نے جب اپنے مرشد طریقت حضرت عبد اللطیف ستھنوی اور امام اہلسنت اعلیحضرت فاضل بریلوی علیہما الرحمہ کے روحانی اشارے پر ایک دینی ادارے کی بنیاد رکھی اور اس کا نام دار العلوم اہلسنت فیض الرسول رکھا حضرت شیخ العلماء علامہ غلام جیلانی صاحب قبلہ اعظمی علیہ الرحمہ سابق شیخ الحدیث دار العلوم فیض الرسول براؤں شریف نے عرض کیا حضور! فی زمانا اکثر دیکھنے اور سننے میں یہی آتا ہے کہ لوگ اپنے ادارے کا نام اپنے نام پر رکھتے ہیں مگر آپ نے اپنے ادارے کا نام دار العلوم یا رعلویہ رکھنے کے بجائے دار العلوم فیض الرسول رکھا ایسا کیوں؟ حضرت نے اس کے جواب میں فرمایا کہ ''

مولانا صاحب ! درس و تدریس کا یہ دینی ادارہ دراصل سرکار رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فیض ہی فیض ہے اس لئے اس کا نام فیض الرسول رکھنا ہی مناسب و موزوں تھا نام و نمود کو دخل دینے سے اخلاص باقی نہیں رہ جاتا'' (ماہنامہ قاری ستمبر ۱۹۸۸ء)

صوفی محمد یوسف صاحب نانپاروی نے مجھ راقم سے بیان کیا کہ حضرت صبح و شام وظیفے سے فارغ ہو کر سب سے پہلے اس شخص کا نام لیتے جس کا نام محمد یا اسکے نام کے شروع میں محمد لگا ہوا ہوتا تھا ایک مرتبہ میرے غریب خانہ پر حضرت تشریف فرما تھے وظیفہ سے فارغ ہو کر محمد یوسف پکارا اتفاق سے گھر میں میری والدہ کے علاوہ کوئی دوسرا نہیں تھا میری والدہ ماجدہ نے عرض کیا سرکار حکم فرمائیں حکم کی تعمیل کروں محمد یوسف اس وقت گھر پہ موجود نہیں ہیں حضرت نے فرمایا کوئی خاص کام نہیں تھا بس یوں ہی پکارا تھا میں گھر پہ حاضر ہوا میری ماں نے کہا بیٹا محمد یوسف حضرت پیر صاحب قبلہ نے تمھیں پکارا تھا تمہارے موجود نہ ہونے کی وجہ سے میں نے عرض کیا حضرت حکم فرمائیں لیکن حضرت نے کچھ بتایا نہیں حضرت سے دریافت کرو ہوسکتا ہے کوئی ضرورت رہی ہو میں نے خدمت بابرکت میں عرض کیا غلام حاضر نہ تھا آپ نے یاد فرمایا تھا ارشاد فرمائیں کیسے یاد فرمایا تھا تو حضرت نے مسکرا کر فرمایا بس یوں ہی پکار لیا تھا میں نے عرض کیا حضور یاد فرمانا حکمت سے خالی نہ رہا ہوگا تو ارشاد فرمایا اوراد و وظائف کے بعد اس کا نام لینا پسند کرتا ہوں جس کا نام نامی میرے آقا و مولیٰ حضور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام اسم گرامی جیسا ہو یا اس کے نام کے ساتھ میرا آقا نبی رحمت قاسم نعمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام مبارک لگا ہوا ہو۔

آپ کا یہ معمول عشق رسالت و محبت رسول کی بنیاد پر تھا اور اس سے محبت نبی و حب رسول آشکارا ہوتا ہے۔

آپ عشق رسول میں متوالے اور حب نبی میں از خود رفتہ رہا کرتے

تھے جس کی کیفیت اس حقیقت سے مختلف نہ تھی۔

ہوگئی دل کو تیری یاد سے ایک نسبت خاص
اب تو شاید ہی میسر کبھی تنہائی ہو

حضرت کو دیار رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی یاد ہمیشہ تڑپاتی رہتی، ہجر مدینہ میں اشکبار رہتے آہ وزاری کرتے اور اکثر اس طرح کے اشعار آپ کے لبوں پر جاری رہتے۔

دکھادے یاالٰہی وہ مدینہ کیسی بستی ہے
جہاں پر رات دن مولیٰ تیری رحمت برستی ہے

خانقاہ فیض الرسول میں حضرت کی نگرانی میں جشن ولادت پاک نہایت تزک و اختشام کے ساتھ منایا جاتا تھا جس میں چوٹی کے علماء کرام و مشائخ عظام مدعو کئے جاتے اور ان کی تقاریر دلپزیر سے سامعین کے قلوب و اذھان منور ومجلی ہوتے اکثر تشریف لانے والوں میں شیر بیشہ اہلسنت مولانا حشمت علی خاں پیلی بھیتی جلالۃ العلم حضور حافظ ملت حضرت علامہ شاہ عبدالعزیز صاحب قبلہ بانی الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور اور خانودۂ مارہرہ کے علم وفن کے تاجدار حضرت سید العلماء حضرت علامہ الحاج سید آل مصطفی مارہروی صدر آل انڈیا سنی جمیعۃ العلماء بمبئی اور کبھی کبھی مفتی عالم تاجدار اہلسنت شہزادۂ اعلیحضرت حضرت مفتی اعظم ہند علامہ مصطفی رضا خاں علیہ الرحمہ جیسے اکابر علماء ومشائخ نے شرکت فرمائی اور اس تقریب سعید میں کلیدی علماء ونامور شعراء اور عبقری مشائخ تشریف لاتے رہے۔

اس جشن میں لنگر عام کا اہتمام ہوتا تھا اور اہل عقیدت دور دور سے زحمت سفر برداشت کر کے اس جشن میں حاضر ہوتے تھے نور ونگہت سے بھرے ہوتے اس جشن عید میلاد النبی میں روحانی شادمانی ومسرت کا ایک عجیب عالم ہوتا تھا رسول دوجہاں سرور کون ومکاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی دنیا میں تشریف آوری

کی مبارک ونورانی ساعتوں میں خوش عقیدہ مسلمانوں کی ایسی عید ہوتی جس پر ہزاروں عیدیں نثار وقربان ہیں اور جو سیہ باطن وبدنصیب منافق ابلیس کے چیلوں اور شیطانی گروہ والوں کے گھر ماتم کدہ جیسے معلوم ہوتے اوران کے دلوں پر رنج والم کا پہاڑ ٹوٹ پڑتا۔

نثار تیری چہل پہل پر ہزاروں عیدیں ربیع الاول
سوائے ابلیس کے جہاں میں سبھی تو خوشیاں منا رہے ہیں
ربیع پاک تجھ پر اہلسنت کیوں نہ قرباں ہوں
کہ تیری بارہویں تاریخ میں جان قمر آیا

حضرت شعیب الاولیاء علیہ الرحمہ کو اپنے مہمانوں اور لنگر عام میں حاضر ہونے والوں کا اس درجہ خیال رہتا کہ کھانا کھلانے والوں کو برابر تاکید فرماتے کہ دیکھو مہمانوں کی خاطر وتواضع میں کوتاہی نہ برتنا سب کو کھانا کھلانا کچھ لوگ اپنی ضرورت سیادھر ادھر کہیں چلے جاتے ہیں ان کا بھی انتظار کرلینا صبح سے لے کر شام تک برابر کھانا پکتا رہتا اور مہمان کھاتے رہتے ربیع الاول کی اس سالانہ تقریب میں حضرت ؛ کے عقیدت مند غیر مسلم لوگ بھی حاضر ہوتے جن کے کھانے کا علیحدہ انتظام کیا جاتا جو براؤں شریف کے کچھ غیر مسلم لوگوں کے سپرد کردیا جاتا تھا حضرت کے دور میں یہ جشن دور دور تک شہرت پا گیا تھا۔

حضرت شعیب الاولیاء علیہ الرحمہ کے بعض معتمد خدام بیان کرتے ہیں کہ اس عظیم الشان جشن ربیع الاول کے موقعہ پر جہاں عام ضیافت ہوتی اور کھانے کا وسیع پیمانے پر اہتمام ہوتا اور خود حضرت شعیب الاولیاء علیہ الرحمہ صرف پانی اورشربت وغیرہ پر اکتفاء فرماتے اور کھانا نہ کھاتے محض اس خیال سے کہ اس زبردست ہجوم اور کثیر مہمانوں کی بھیڑ و بھاڑ میں کوئی مہمان بھوکا نہ رہ گیا ہو ایسی صورت میں کھانا یہ شان میز بانی کے خلاف ہے پھر یہ مہمان میرے نہیں بلکہ درحقیقت دیکھا جائے تو ہمارے آقا ومولیٰ سرکار دوجہاں ؛ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے مہمان ہیں پانی انھیں کا دانہ انھیں کا جیسا کہ سرکار اعلیحضرت فاضل بریلوی

علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے ۔ ؎

آسمان خوان زمیں خوان زمانہ مہمان
صاحب خانہ لقب کس کا ہے تیرا کھا تیرہ

بارگاہ رسالت میں انتظار

حضرت ڈاکٹر سید غلام عبدالقادر ثالث صاحب قبلہ مدظلہ العالی کا بیان ہے کہ حضرت شیخ جمال اللیل براؤں شریف تشریف لائے اور دارالعلوم فیض الرسول کے اساتذہ کے سامنے بیان کیا کہ میں ایک شب مسجد نبوی کے قریب آرام کررہا تھا، میری قسمت کا ستارہ چمکا اور خواب میں ایک خوبصورت نورانی تخت دیکھا جس پہ آقائے دوجہاں مالک ہفت آسماں پیغمبر اسلام صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جلوہ افروز ہیں اور آپ کے اردگرد اجلّہ صحابۂ کرام اور چاروں یار (خلفائے راشدین) مؤدب حاضر ہیں، انداز ہم نشینی دیکھ کر محسوس ہوا کہ شاید کسی کا انتظار ہے، باادب عرض کیا سرکار! لگتا ہے کہ آپ کو کسی کا انتظار ہے، آقائے نامدار مدنی تاجدار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہند کے براؤں کے محمد یار علی کا انتظار ہے، کچھ ہی دیر میں ایک آنے والا آیا اور مرحبا کی صدائیں آنے لگیں، میری آنکھ کھلی گئی سوچا کہ جس کا انتظار بارگاہِ رسالت میں ہو رہا ہو وہ کوئی معمولی ہستی نہ ہوگی ضرور بارگاہِ رسالت میں مقبول ترین، فیض یافتہ اور عاشق رسول ہوگا، ضرور اس سے ملاقات کر کے اپنی آنکھیں ٹھنڈی کروں گا، لیکن سب سے بڑا مسئلہ ان کی تلاش وجستجو کا تھا، ممبئی آیا وہاں کے مساجد کے بہت سے ائمہ کرام سے مل کر براؤں شریف اور محمد یار علی کے بارے میں معلومات حاصل کرنی چاہی مگر خاطر خواہ اور یقینی معلومات کی شکل میں جواب نہ مل سکا اتفاقاً ایک دن حضرت مولانا محبوب علی خاں پھیلی بھیتی علیہ الرحمہ سے ملنے کا موقعہ دستیاب ہوا اور ان سے تفصیلی معلومات حاصل ہوئی، اور کہا میرے بھائی مناظر اہل سنت حضرت علامہ حشمت علی خاں علیہ الرحمہ اکثر

ان کے ساتھ تبلیغی دورہ کرتے ہیں اور ممبئی سے براؤں شریف تک پہونچنے کا سیدھا اور آسان راستہ کی رہنمائی بھی کی جس کی مدد سے یہاں تک رسائی ہوئی۔

حضرت شیخ جمال اللہ علیہ الرحمہ نے چودہ دن یہاں قیام فرمایا اور حضرت شعیب الاولیاء علیہ الرحمہ کے شب و روز دیکھا ، اعمال واشغال مشاہدہ کیا باجماعت تکبیر اولیٰ کی پابندی دیکھی ،تقویٰ وطہارت زہدورع ،تواضع انکساری ،دریا دلی وفیاضی ،علماء ومشائخ نوازی ، امر بالمعروف ونہی عن المنکر اور حب رسول میں ان کا طرّۂ امتیاز دیکھا تو کہا ایسی نادر ونایاب شخصیتیں دیکھنے میں بہت کم ملتی ہیں۔

بدمذہبوں سے نفرت وبیزاری

حضرت جلال الدین رومی علیہ الرحمہ اپنی مثنوی شریف میں دین نبی کے دشمنوں کے متعلق فرماتے ہیں۔

دشمن دین نبی را خوار دار
بر سر منبر منہ بردار دار

یعنی رسول اکرم نبی معظم نور مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دین کے دشمنوں کو ذلیل وخوار رکھو انہیں منبر رسول پر جگہ دینے کے بجائے سولی پر لٹکا دو ۔

اہانت رسول کا مرتکب ، بارگاہ نبوت کا گستاخ و بے ادب اس قابل نہیں کہ اس کی تعظیم وتکریم اور عزت کی جائے اس کو اپنا پیشوا اور مسلمان ومومن تسلیم کیا جائے وہ اپنی انتہائی بدبختی وسیہ باطنی کے سبب توہین رسول کا بدترین جرم کر کے دائرہ اسلام وایمان سے خارج اور مرتد ہو گیا اور مرتد کی سزا اسلامی عدالت میں قتل قرار دی گئی ہے۔

حضرت شعیب الاولیاء علیہ الرحمۃ والرضوان ایک غیرت مند اور کامل

مسلمان تھے وہ اپنے اسلاف و بزرگان دین کی طرح دل میں عشق و ایمان کا جوش وجذبہ رکھتے تھے اس سبب سے پیارے مصطفیٰ محبوب کبریا علیہ التحیۃ والثناء کے ناموس و وقار کی بے حرمتی کسی صورت میں برداشت نہیں کر سکتے تھے اور نہ مذھب اہلسنت والجماعت کے خلاف عقیدہ رکھنے والوں سے کوئی تعلق و رشتہ قائم کرنے پر راضی تھے اس باب میں حضرت کسی مصلحت کے قائل نہ تھے تمام بدمذھبوں خصوصاً وہابیوں، دیوبندیوں اور اپنے کو اہل حدیث کہلانے والے غیر مقلدوں سے ہمیشہ متنفر و بیزار رہے اور اپنے مریدوں معتقدوں کو بھی ان سے دور رہنے کا حکم دیتے تھے اور صاف صاف لفظوں میں فرماتے کہ بدمذھبوں کو اپنا مخالف ودشمن جانو ان کی صحبت میں نہ بیٹھو ان کے جلسوں میں نہ جاؤ ان کے ساتھ شادی و بیاہ نہ کرو اور ان باطل فرقے کے نام نہاد پیشواؤں کی گمراہ کن کتابیں نہ پڑھو کہ شیطان کو معاذ اللہ دل میں وسوسہ ڈالتے کچھ دیر نہیں لگتی۔ ع

اے بسا ابلیس آدم روئے ہست

حضرت شعیب الاولیاء علیہ الرحمہ وہابیوں، دیوبندیوں کے اکابر علماء مثلاً مولوی اشرف علی تھانوی، مولوی اسماعیل دہلوی، رشید احمد گنگوہی، مولوی قاسم نانوتوی اور مرتضیٰ حسن دربھنگوی وغیرہ کی توہین رسالت سے بھری ہوئی کتابیں سفر وحضر میں ساتھ رکھتے اور ان کتابوں کی توہین امیز دل آزار عبارتیں سنی مسلمانوں کو دکھاتے اور فرماتے دیکھو یہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت میں ہیں اور کتاب وسنت پر عمل پیرا ہونے کے دعویدار ہیں مگر توہین رسالت کر کے کافر و مرتد اور جہنمی ہو گئے ہیں یہ ایسے مردود کافر ہیں کہ جو ان کے کفر وعذاب میں شک کرے وہ بھی کافر ہے مَنْ شَکَّ فِیْ کُفْرِہٖ وَ عَذَابِہٖ فَقَدْ کَفَرَ۔ کتابوں میں آپ اعلیحضرت امام اہلسنت فاضل بریلوی قدس سرہٗ کی شہرۂ آفاق کتاب حسام الحرمین بھی رکھتے اور لوگوں کو بتاتے کہ دیکھو یہ سرکار اعلیحضرت کی تحریر کردہ کتاب ہے جس میں حرمین شریفین کے مفتیان کرام اور

سیکڑوں علماء ہندوسندھ کے فتاوے درج ہیں جو وہابیوں، دیوبندیوں کی عبارت کفریہ پر دیئے گئے ہیں میں اپنی طرف سے نہیں کہتا یہ بڑے بڑے معتمداور مستند عالموں اور مفتیوں کا فتاویٰ ہیں کہ وہابیوں اور دیوبندیوں کے علماء جن نے حضور اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان رفیع میں گستاخی و بے ادبی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کتابیں چھپوائی ہیں اور دلآزار عبارتیں تحریر کی ہیں ان پر کفر کا فتویٰ لگا ہے جو پوری دنیائے اسلام وسنت میں مشتہر وشائع ہو چکا ہے جو خوش عقیدہ سنی مسلمان ہیں وہ اس کو بسر وچشم تسلیم کرتے ہوئے اسی کے مطابق عمل کر رہے ہیں۔

اب ان باتوں کی تائید اور تصدیق میں چند احادیث اور بزرگوں کے اقوال اور بدمذھبوں کے بارے میں ان اکا طرز عمل ملاحظہ فرئے۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں يَكُوْنُ فِيْ اٰخِرِ الزَّمَانِ دَجَّالُوْنَ كَذَّابُوْنَ يَاْتُوْنَكُمْ بَالْحَادِيْثِ بِمَا لَمْ تَسْمَعُوْا اَنْتُمْ وَ لَا اٰبَائُكُمْ فَاِيَاكُمْ وَاِيَّاهُمْ لَاُيضِلُّون وَيُفْتِنُونَكُمْ۔ (مسلم شریف ص ۱۰)

یعنی آخری زمانے میں بہت بڑے مکار وجھوٹے پیدا ہوں گے وہ تمہارے سامنے ایسی باتیں لائیں گے (گمراہ کن وباطل باتیں) جو نہ تم نے سنی ہوں گی اور نہ تمہارے باپ دادا نے اے مسلمانوں تم ان سے الگ رہنا یا ان کو الگ رکھنا کہیں ایسا نہ ہو وہ تمہیں گمراہ کردیں اور فتنہ میں ڈال دیں۔

نیز فرماتے ہیں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مَنْ قَرَّ صَاحِبَ بِدْعَةٍ فَقَدْ اَعَانَ عَلٰى هَدْمِ الْاِسْلَامِ (مشکوٰۃ شریف ص ۱۳

یعنی جس نے کسی بدمذھب کی عزت وتوقیر کی گویا اس نے اسلام کے ڈھانے میں مدد دی۔ عینی شرح بخاری جلد یازدھم ص ۱۱ میں ہے كَانَ عَبْدُ اللهِ بْنِ عُمَرَ وَ ابْنُ عَبَّاسٍ وَ ابْنِ اَبِى اَوْفٰى وَ جَابِرُ وَ اَنَسُ ابْنُ مَالِكٍ وَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ وَ عُقْبَةَ ابْنُ عَامِرٍ وَ اَقْرَانُهُمْ رَضِىَ اللهُ عَنْهُمْ يُوْصُوْنَ اِلٰى اَخْلَافِهِمْ

بِاَنْ لَّا یُسَلِّمُوْا عَلَی الْقُدْرِیَۃِ وَ لَا یَعُوْدُوْھُمْ وَ لَا یُصَلُّوْا خَلْفَھُمْ وَ لَا یُصَلُّوْا عَلَیْھِمْ اِذَا مَاتُوْا (اربعین شدت ص ۵۳)

یعنی حضرت عبداللہ بن عمر و حضرت عبداللہ بن عباس حضرت ابن اوفیٰ حضرت جابر و حضرت انس بن مالک و حضرت ابوھریرہ و حضرت عقبہ بن عامر و غیرھم صحابہ کرام اپنے زمانے کے مسلمان کہلانے والے قدری بدمذھبوں کے بارے میں اپنی نسلوں کو تاکید فرماتے تھے کہ ان لوگوں کو سلام نہ کرنا ان کی مزاج پرسی کو نہ جانا ان کی اقتدا میں نماز نہ پڑھنا اور ان میں سے کوئی مر جائے تو نماز جنازہ نہ پڑھنا۔(سوانح اعلیٰ حضرت ص ۱۲۳)

دارمی میں ہے دَخَلَ رَجُلَانِ مِنْ اَصْحَابِ الْاَھْوَاءِ عَلَی ابْنِ سِیْرِیْنَ فَقَالَا یَا اَبَا بَکْرٍ نُحَدِّثُکَ بِحَدِیْثٍ فَقَالَ لَا فَقَالَا نَقْرَاُ عَلَیْکَ اٰیَۃً مِنْ کِتَابِ اللّٰہِ فَقَالَ لَا لَتَقُوْمَانِ عَنِّیْ اَوْ لَاَقُوْمَنَّ قَالَ الرَّاوِیْ فَخَرَجَا فَقَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ یَا اَبَا بَکْرٍ وَ مَا عَلَیْکَ اَنْ یَّقْرَاُ عَلَیْکَ اٰیَۃً مِّنْ کِتَابِ اللّٰہِ قَالَ اِنِّیْ خَشِیْتُ اَنْ یَقْرَا عَلَیَّ اٰیَۃً فَیُحَرِّفَانِہٖ فَیَقِرُّ ذٰلِکَ فِیْ قَلْبِیْ (اربعین شدت ص ۵۲)

یعنی جلیل القدر تابعی حضرت امام ابن سیرین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مجلس میں دو بدمذھبوں نے آکر عرض کیا کہ حضرت ہم آپ کے سامنے حدیث بیان کرنا چاہتے ہیں آپ نے جواب دیا کہ نہیں (یعنی میں تم سے نہیں سننا چاہتا) ان دونوں نے پھر کہا کہ اگر اجازت ہو تو قرآن پاک کی کوئی آیت پڑھیں آپ نے پھر فرمایا کہ نہیں اور فرمایا تم لوگ میرے پاس سے چلے جاؤ ورنہ میں خود یہاں سے اٹھ جاتا ہوں تب وہ دونوں چلے گئے حاضرین میں سے کسی نے کہا کہ حضرت اگر وہ قرآن مجید کی کوئی آیت پڑھ کر سناتے تو اس کے سننے میں کیا حرج تھا آپ نے ارشاد فرمایا کہ مجھے اس بات کا خوف لاحق ہوا کہ وہ اس کے معنی میں کوئی تحریف نہ کردیں پھر وہی معنی میرے دل میں جم جائے (اور معاذ

اللہ میرا عقیدہ بگڑ جائے)

مسلمانو یہ عبرت کا مقام ہے کہ جب سیدنا ابن سیرین جیسا علوم دینیہ کا امام اپنے دین و ایمان کی حفاظت کی خاطر بدمذہب مسلمان کی زبان سے قرآن وحدیث سننے کے لئے تیار نہیں تو تمہارے لئے یہ کیوں کر جائز ہوسکتا ہے کہ تم عہد حاضر کے بدمذھبوں، مرتدوں، گمراہوں مثلاً ندویوں، مودودیوں، وھابیوں، دیبندیوں، غیر مقلدوں، رافضیوں وغیرھم کی کتابیں پڑھو ان کے لکچر سنو کیا تمہارا دین وایمان سیدنا محمد ابن سیرین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دین و ایمان سے زیادہ مضبوط وٹھوس ہے۔ (سوانح اعلیٰ حضرت ص ۱۲۴)

ان احادیث واقوال سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ جتنے باطل فرقے اور گمراہ جماعتیں ہیں ان سے میل جول اور دوستی ومحبت ہرگز ہرگز نہ رکھیں ورنہ اندیشہ ہے کہ ہمارا ایمان وعقیدہ بھی نہ خراب ہوجائے اور خدا اور سول جلّ جلالہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نگاہ رحمت ہم سے پھر جائے جو دنیا وآخرت میں بہت بڑی بدنصیبی محرومی اور تباہی و بربادی کی بات ہوگئی۔

حسن اخلاق

آپ حسن اخلاق اور بلند کردار کے سراپا و پیکر تھے، اور ارشاد خداوندی لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ (پارہ ۲۱) یعنی بے شک تمھیں رسول اللہ کی پیروی بہتر ہے کی روشنی میں زندگی گزارنے کی پوری پوری کوشش کرتے تھے۔ تَخَلَّقُوْا بِاَخْلَاقِ اللّٰہِ کی حدیث شریف پر عمل پیرا ہوکر اپنی شخصیت کو اخلاق حسنہ کے سانچے میں ڈھال لیا تھا، جس کی وجہ سے ایک مرد مومن کی وہ تمام اخلاقی خوبیاں آپ کی ایک ایک ادا سے نمایاں تھیں، جو اس کو دیگر انسانوں سے ممتاز کرتی ہیں۔ شاعر مشرق ڈاکٹر اقبال نے ان خصوصیات کو اپنے کلام میں اس

طرح بیان کیا ہے۔

ہر آن ہے مومن کی نئی آن نئی شان
کردار میں گفتار میں اللہ کی برہان
ستاری غفاری و قہاری و جبروت
یہ چار عناصر ہوں تو بنتا ہے مسلمان
جس سے جگر لالہ میں ٹھنڈک ہے وہ شبنم
دریاؤں کے دل جس سے دہل جائیں وہ طوفان

حضرت شعیب الاولیا انہیں بہترین صفات سے متصف تھے، اور یہ خوبیاں آپ کی ذات میں فطری طور پر پائی جاتی تھیں اس کے اظہار میں کوئی تصنع نہیں تھا، یہی سبب ہے کہ آپ کا انداز گفتگو وطرز تخاطب نہایت نرم، شیریں، دل نشیں اور مؤثر ہوتا تھا، جو ایک بار آپ سے ملاقات کرلیتا، وہ بار بار آپ کی زیارت اور شرف ہم کلامی کی آرزو رکھتا، ایسے لوگوں کی تعداد کچھ کم نہ تھی، جو شخص آپ کا فیضان صحبت حاصل کرنے کے لیے گھر بار چھوڑ کر برسہا برس تک آپ کی خدمت میں لگے رہے ہیں، کبھی کبھی کسی خاص موقع پر چندروز کے واسطے اپنے اہل وعیال میں جاتے اور جلد ہی پھر آپ کے پاس حاضر ہوجاتے، حضرت ان اہل عقیدت وارباب محبت کا بہت خیال رکھتے اور ان سے ایسا بہتر سلوک فرماتے، جیسے کہ وہ آپ کے گھر والے ہوں۔ ان خادموں کو حضرت کی طرف سے کبھی غربت واجنبیت محسوس نہ ہوتی تھی۔ بڑے بڑے سرکش وسنگ دل انسان آپ کی دل میں اتر جانے والی پند ونصیحت کی باتیں سن کر اس قدر متاثر ہوتے کہ ان کی زندگی میں ایک انقلاب پیدا ہوگیا اور وہ نیک وصالح اور خوش اخلاق مسلمان بن گئے۔

کلام ولی میں یہ تاثیر دیکھی
بدلتے ہزاروں کی تقدیر دیکھی

آپ کی محبت میں سختی، تند مزاجی اور دل آزاری کی بو تک نہیں پائی جاتی تھی، جب بھی وہ اپنے مخاطب سے ہم کلام ہوتے تو انداز گفتگو میں شائستگی و سنجیدگی ہوتی اور چہرے پر مسکراہٹ کے پھول کھلے رہتے۔ بد اخلاق و سخت مزاج انسان کو آپ پسند نہ فرماتے۔ دوران گفتگو زبان سے ایسے جچے تلے جملے نکالتے کہ اسے دوبارہ کہنے کی ضرورت نہ ہوتی، امیر و غریب اور اپنے پرائے سب کے ساتھ آپ کا یہی برتاؤ ہوتا۔ کلام ٹھہر ٹھہر کر فرماتے، جس سے مخاطب کو دوبارہ فرمانے کے لیے نہیں کہنا پڑتا اور وہ آپ کے ایک ایک لفظ کو سن کر آپ کا مافی الضمیر اچھی طرح سمجھ لیتا۔ وعظ و تقریر میں بھی آپ کا یہی انداز ہوتا، اسی خوبی کی وجہ سے سامعین و حاضرین کے دلوں پر گہرا اثر پڑتا اور عموماً لوگ آپ کے ارشادات پر عمل کرنے کا دل سے عہد کر لیتے، جو شخص بھی آپ کی گفتگو یا تقریر ایک بار سن لیتا، وہ ہمیشہ کے لیے آپ کا گرویدہ ہو جاتا۔

نگہ بلند سخن دل نواز جاں پرسوز
یہی ہے رخت سفر میر کارواں کے لیے

مہماں نوازی

وطن براؤں شریف یا سفر میں جہاں کہیں بھی آپ قیام فرما ہوتے، وہاں عقیدت مندوں کا ہجوم رہتا، جس مقام پر آپ تشریف لے جاتے، مقامی لوگوں کے ساتھ ہی اطراف و جوانب کے مریدین و معتقدین پروانہ وار آپ کے گرد جمع ہو جاتے، خدا جانے کون ان لوگوں کو اتنی جلدی خبر کر دیتا تھا، کہ وہ تھوڑی دیر میں سب کام چھوڑ چھاڑ کر آپ کی ملاقات و زیارت کا شوق لیے ہوئے حاضر خدمت ہو جاتے۔ دراصل یہ حضرت شعیب الاولیا علیہ الرحمہ کی خوشبوئے ولایت ہوتی تھی، کہ جدھر سے گزر جاتے اور جہاں اقامت پذیر ہوتے، وہاں کی فضاؤں میں آپ کی مقبولیت و ولایت کی خوشبو پھیل جاتی اور کوئی غیبی آواز آپ کی آمد کی خبر نشر

کر دیتی اور آپ کے وجود مسعود سے پھوٹنے والی روشنی ہر طرف پھیل جاتی۔

ان کا سایہ اک تجلی ان کا نقش پا چراغ
وہ جدھر گزرے ادھر ہی روشنی ہوتی گئی

حضرت کا معمول تھا، کہ سفر و حضر میں جو لوگ ملاقات کے لیے حاضر ہوتے، ان کی بڑی خاطر و مدارات فرماتے، اور کھانے کے وقت نہایت عزت واحترام سے انھیں کھانا کھلایا جاتا۔ سفر میں صاحب خانہ اور میزبان کو اس کے لیے تاکید فرماتے رہتے، کہ پہلے مجھ سے محبت کرنے والوں کو کھانا کھلاؤ، دیکھو! ان کو کسی قسم کی تکلیف نہ پہنچنے پائے۔ اگر میزبان غریب ہوتا، تو آپ اس سے یہاں تک فرمادیتے، کہ اگر انتظام کے لیے روپے پیسے کی ضرورت پڑے، تو بلا تکلف مجھ سے کہہ دینا۔ اسی سبب سے آپ جلدی کسی کی دعوت منظور نہ فرماتے اور نہ کسی کے یہاں تشریف لے جاتے، عقیدت مند لوگ جب بار بار بہت زیادہ اصرار کرتے رہتے، تب یہی فرماتے کہ ''مجھے کہاں لے جاؤ گے، میرے ساتھ اور بھی لوگ ہوں گے، پھر مریدین وعقیدت مند حضرات مجھ سے ملاقات کے لیے آئیں گے، تو تم بڑی زحمت میں پڑ جاؤ گے، کہاں تک کھانے پینے کا انتظام کرو گے۔'' اہل عقیدت میں جو حضرت کے دل سے فدائی وشیدائی تھے، وہ ادب سے عرض کرتے، کہ ''حضور میں سب کی خاطر داری کروں گا اور ان کو اپنے غریب خانے پر کسی طرح کی تکلیف نہیں ہونے دوں گا، خدا نے مجھے اس قابل کیا ہے، حضرت اطمینان سے تشریف لے چلیں اور میری دعوت منظور فرمالیں، بڑی تمنا ہے''۔ حضرت سے دعوت کی منظوری حاصل کرنے میں بعض اوقات کئی کئی روز لگ جاتے اور جب آپ کو پورا یقین واطمینان ہو جاتا، کہ مجھے دعوت دینے والا شخص اپنے گھر پر سب کا انتظام کر لے گا، تب آپ اس کے یہاں تشریف لے جاتے۔ اس سلسلے میں آپ فرمایا کرتے تھے، کہ پیروں کو اپنے مریدوں پر بلاوجہ بوجھ نہیں بننا چاہیے۔ اسی لیے حضرت نے اپنے جانشین وخلیفہ شیخ طریقت الحاج حضرت

مولانا صوفی محمد صدیق احمد صاحب قبلہ قادری چشتی علیہ الرحمہ کو نصیحت فرمادی تھی، کہ بغیر بلائے کسی مرید کے یہاں نہ جانا اور جب تک تمھیں اس بات کا یقین کامل نہ ہوجائے، کہ دعوت دے کر لے جانے والا تمھاری اور تمھارے ہمراہی خادموں وغیرہم کی پوری طرح میزبانی کی استطاعت وطاقت رکھتا ہے اور اس وقت تک اس کے یہاں نہ جانا۔ اس کے ضمن میں آپ نے یہ بھی فرمادیا تھا، کہ اپنی ذات کے لیے کسی عقیدت مند شخص یا مرید سے سوال نہ کرنا یعنی ''جمع نہیں، طمع نہیں اور منع نہیں'' پر عمل کرنا۔

خانقاہ فیض الرسول میں اکثر وبیشتر مہمانوں کا قیام رہتا اور ان کی ہر طرح خاطر وتواضع کی جاتی۔ حضرت شعیب الاولیا کے صاحبزادگان میں جناب مولوی محمد فاروق احمد صاحب چشتی (سابق منیجر دارالعلوم فیض الرسول) حضرت خلیفہ صاحب اور خاص خادم حضرات بیان فرمایا کرتے تھے، کہ اگر رات کو ۱۲ر بجے یا اس کے بعد بھی کوئی مہمان خانقاہ شریف میں آجاتا، تو سب سے پہلے اس کے سامنے کھانا پیش کیا جاتا اور اگر کھانا موجود نہ ہوتا تو اسی وقت تیار کروایا جاتا تھا۔ حضرت کی اہلیہ محترمہ بڑی حجن صاحبہ (مرحومہ) اور زنان خانے میں جو خواتین رہتی تھیں، وہ مہمانوں کے لیے رات دن کا کوئی بھی وقت ہو، فوراً کھانا پکا کر تیار کر دیتیں۔ حضرت کے بھتیجے جناب مولوی محمد اسحٰق صاحب (دفتری) جو ایک عرصہ تک حضرت شعیب الاولیا سے بہت قریب رہے ہے، خصوصیت کے ساتھ براؤں شریف میں جب تک آپ کا قیام رہتا، یہی حضرت کی خدمت میں رہا کرتے، وہ بھی آپ کی مہمان نوازی کا تذکرہ بہت تفصیل سے کیا کرتے ہیں۔

حضرت کے جانشین وخلیفہ الحاج صوفی محمد صدیق احمد صاحب قبلہ قدس سرہٗ نے بھی اپنے والد محترم وپیرومرشد علیہ الرحمہ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے، مہمان نوازی کی خصوصی روایت کو قائم وبرقرار رکھا اور فیاضی ودریادلی کی وہ مثال پیش کی، جو دیگر خانقاہوں میں نظر نہیں آتی، اب ایسی شخصیتوں اور نورانی صورتوں

کی زیارت کے لیے ہماری آنکھیں ترس جائیں گے۔

وہ صورتیں الٰہی کس دیس بس رہی ہیں
اب جن کے دیکھنے کو آنکھیں ترس رہی ہیں

خانقاہ یارعلویہ کے موجودہ حضرات اس روایت کو برقرار رکھنے کے لیے برابر کوشش کرتے رہتے ہیں۔ مولائے کریم ان کے مشائخ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے صدقہ وطفیل میں انھیں اپنے دادا جان حضرت شعیب الاولیا وبرادر گرامی حضرت خلیفہ صاحب کا صحیح مظہر و آئینہ دار بنائے۔ خانوادہ یارعلویہ کا پرچم عظمت و وقار ہمیشہ بلند وبالا رکھے اور خانقاہ و دارالعلوم کے جملہ ارکان واساتذہ وطلبہ کو حوادث روزگار سے محفوظ ومامون فرما کر آپس میں مکمل اتحاد واتفاق پیدا فرمادے۔ (آمین)

انصاف ومساوات

پرہوا ضلع بہرائچ شریف (شراوستی) کے باشندے جناب محمد غلام یٰسین نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ حضرت ضلع بہرائچ کے مواضعات پرہوا وغیرہ کے تبلیغی دورے پر تشریف لا رہے تھے، راستے میں نماز مغرب کا وقت ہوگیا، آپ نے فرمایا، کہ مغرب کی نماز کہاں پڑھی جائے؟ خادموں نے عرض کیا، کہ حضور مناسب وبہتر سمجھیں تو قریب ہی موضع دیورنیا واقع ہے، وہاں مسجد بھی ہے، حضرت نے دیورنیا کی مسجد میں حسب معمول نماز وغیرہ پڑھ کر واپسی کا ارادہ فرمایا، ایک عقیدت مند نے عرض کیا، کہ خادم نے اپنے غریب خانے پر محفل میلاد شریف کا اہتمام کیا ہے، اس موقع پر میرے غربت کدہ کو اپنے قدموں سے زینت بخشیں اور محفل میلاد میں شرکت فرما کر مجھے اور میرے گھر والوں کو مسرور وشادماں فرمائیں۔ اس شخص کی عقیدت ومحبت سے بھری ہوئی درخواست وگزارش اور بزم میلاد مصطفی علیہ التحیۃ والثنا کی خبر بہجت اثر سن کر آپ نے دعوت منظور فرمالی۔ محفل میلاد کا آغاز کلام پاک کی سامعہ نواز ومسحور کن تلاوت سے ہوا، اس کے بعد نعتیں

پڑھی گئیں، پھر حضرت نے اپنے دل نشیں واثر آفریں انداز میں تقریر فرمائی اور نہایت ادب واحترام کے ساتھ ذکر ولادت فرمایا اور صلوۃ وسلام پر اس نورانی محفل کا اختتام ہوا۔ شیرینی تقسیم کرنے کے لیے حاضرین میں سے ایک صاحب کھڑے ہوئے اور سب سے پہلے حضرت کی خدمت میں شیرینی پیش کی، پھر جتنی مقدار میں آپ کو شیرینی حاضر کی تھی، اس کا نصف دوسرے حاضرین وسامعین کو دینے لگے۔ حضرت نے تقسیم کرنے والے کا یہ طریقہ دیکھ کر فرمایا، کہ برابر برابر تقسیم کرو، مجھ کو زیادہ اور دیگر لوگوں کو کم کیوں دے رہے ہو؟۔

شیرینی بانٹنے والا حضرت کا یہ جملہ سن کر مرعوب سا ہو گیا، چند لمحوں کے بعد کہنے لگا، کہ آپ نے میلاد شریف پڑھی ہے، اس لیے دوہرا حصہ دیا گیا ہے۔ حضرت نے کچھ اظہار برہمی کرتے ہوئے فرمایا: ''میں وعظ وتقریر فروخت نہیں کیا کرتا، پند ونصیحت کرنا، دین کی باتیں بتانا اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت وثنا کرنا میرا فرض ہے اور اس پر ہمیں اور آپ کو عمل کرنا لازم وواجب ہے۔'' یہ فرما کر آپ نے شیرینی کا اپنا ملا ہوا حصہ تقسیم کرنے والے کو واپس کر دیا۔
حضرت شعیب الاولیا کے اس اسلامی واخلاقی انصاف ومساوات کا طرز عمل اپنی آنکھوں سے دیکھ کر بے حد متاثر ہوئے۔

حضرت جب ضلع بہرائچ شریف کے دورے پر تشریف لاتے، تو قرب وجوار کے مریدوں اور عقیدت کیشوں کا آپ کے پاس ہجوم ہو جاتا اور سبھی لوگوں کی تمنا ہوتی، کہ ان کی دعوت حضرت منظور فرما کر ان کے گھر تشریف لے جائیں ،لیکن چوں کہ حضرت چند روز قبل نانپارہ کے جاں نثار ومشہور تاجر چرم جناب حاجی ضیاء اللہ صاحب (مرحوم) کی دعوت منظور فرما چکے تھے، اس لیے کسی دعوت دینے والے کو صاف لفظوں میں منظوری نہیں دی، مگر اس کو بالکل مایوس بھی نہیں فرمایا۔ آپ نے راقم السطور کے داداجان جناب محمد صدیق احمد صاحب یار علوی کو نانپارہ بھیجا، کہ وہاں جناب حاجی ضیاء اللہ صاحب قریشی کو تشریف آوری کی اطلاع دے

دیں، وہ نانپارہ گئے اور حاجی صاحب کو آپ کی آمد کی خبر دے دی، اس وقت کسی شخص نے حضرت کے ہم سفر خادموں اور ارادت مندوں کی تعداد دریافت کی، جس کا جواب دادا نے اپنے علم کے مطابق دے دیا، اسی طرح آپ سے لوگوں نے کچھ اور سوالات کیے، جس کے درمیان ان کو بعض باتیں ناگوار خاطر ہوئیں، وہاں سے بازار چلے گئے، جہاں حضرت کا انتظار کیا جارہا تھا، مگر ایسا ہوا کہ حضرت کسی دوسرے راستے سے حاجی صاحب کے مکان پر تشریف لے آئے اور دادا وہیں انتظار ہی کرتے رہ گئے، پھر وہیں سے دوسری جگہ چلے گئے، ادھر جناب حاجی ضیاء اللہ صاحب کے مکان پر معزز مہمانوں کے لیے کھانا کھلانے کا انتظام ہونے لگا اور دسترخوان بچھا دیا گیا، آپ نے اس وقت جناب محمد صدیق احمد صاحب کے بارے میں دریافت فرمایا کہ وہ کہاں رہ گئے، جن کو میں نے یہاں اطلاع دینے کے لیے بھیجا تھا۔ حاجی ضیاء اللہ صاحب نے عرض کیا، کہ حضور! وہ یہاں اطلاع دینے آئے تھے اور مجھے آپ کی آمد کی خبر دے کر چلے گئے۔ آپ نے فرمایا کہ ان کو تلاش کر کے بلواؤ، بغیر ان کے میں کچھ کھا پی نہیں سکتا، کھانا دسترخوان پر لگا دیا گیا ہے اور جناب محمد صدیق صاحب یار علوی کا انتظار کیا جارہا ہے، اس وقت کی کیفیت حیران کن تھی، دسترخوان پر بیٹھے ہوئے لوگ عجیب حالت میں ادھر ادھر دیکھ رہے تھے کہ وہ جلد ہی کہیں سے آجاتے تو کھانا کھایا جاتا۔ حضرت بھی تشریف فرما ہیں، مگر کھانے کی جانب متوجہ نہیں ہورہے ہیں، حاضرین میں سے کسی شخص کو کچھ بولنے اور اس معاملہ میں دخل دینے کی ہمت نہیں ہورہی تھی، تھوڑی دیر میں جناب محمد صدیق احمد صاحب یار علوی حاضر ہوئے اور سلام کر کے اپنے پیر و مرشد سے مصافحہ وقدم بوسی کا شرف حاصل کیا، حضرت نے ان کو دیکھتے ہی فرمایا: ''صدیق احمد تم کہاں چلے گئے تھے، ہم سب کب سے تمھارا انتظار کر رہے ہیں۔'' انھوں نے اپنی عدم موجودگی کی وجہ بتا دی۔ اس کے بعد حضرت نے بے حد شفقت ومحبت سے فرمایا، ''اچھا اب تم کھانے کے لیے بیٹھ جاؤ!'' جب وہ

کھانے لگے تو حضرت نے بھی کھانا تناول فرمایا۔ یہ تھا حضرت شعیب الاولیا علیہ الرحمۃ والرضوان کا اپنے عقیدت مندوں اور محبت والوں کا خیال کہ جب تک محمد صدیق احمد صاحب نہیں آ گئے، آپ نے ان کا دل رکھنے کی خاطر کھانے کی جانب ہاتھ نہیں بڑھایا، آج کل ایسے کریم النفس اور اپنے مریدوں پر اس قدر شفقت فرمانے والے حضرات کہاں ہیں۔

آئے عشاق گئے وعدۂ فردا لے کر
اب انھیں ڈھونڈ چراغ رخ زیبا لے کر

مشہور اولیاے کرام کے آستانوں پر حاضری

حضرت شعیب الاولیا ۱۹۱۶ء میں سکندر پور ضلع بستی کے پرائمری اسکول میں مدرس کی حیثیت سے تشریف لے گئے، وہ زمانہ آپ کے شباب کا تھا، وہاں کچھ روز کے بعد حضرت مولانا محمد صابر القادری بستوی ایڈیٹر ماہنامہ فیض الرسول جدید براؤں شریف کے والد ماجد جناب علی جان صاحب انصاری (مرحوم) سے ملاقات ہوئی۔ حضرت اسکول میں قیام فرماتھے، جہاں کھانے وغیرہ کا انتظام زحمت طلب تھا، اس لیے آپ کی خواہش ہوئی، کہ اس کا بندوبست کسی مسلمان کے گھر ہو جاتا تو بہتر تھا، علی جان صاحب راضی ہو گئے اور حضرت کے خورد و نوش کا انتظام انھوں نے اپنے مکان پر کر دیا، یہی سلسلہ آگے چل کر مستقل سکونت میں بدل گیا اور حضرت نے ان کے گھر والوں کے ساتھ ایسا حسن سلوک فرمایا، کہ آپ ان کے گھر والوں کے سرپرست ہو گئے۔ اس دور میں سکندر پور وغیرہ کے لوگ آپ کو ''بابا'' اور بعض مقامات کے رہنے والے ''مولوی صاحب'' کہتے تھے۔ پرائمری اسکول میں جو مسلمان مدرس پڑھاتے تھے، ان کو بھی ''مولوی صاحب'' کہا جاتا تھا، اسکولی طلبہ بھی یہی کہا کرتے تھے۔ حضرت کے بابرکت وجود سے جناب علی جان صاحب کے گھر میں ایک عجیب سی رونق پیدا ہو گئی اور سب لوگوں کو

بڑی خوشی محسوس ہونے لگی اور پوری آبادی اور آس پاس کے مواضعات کے مسلمانوں میں بھی دین ومذہب کی روشنی پھیلنے لگی اوران میں جولوگ خوش نصیب ودیندار تھے، وہ حضرت کا اسلامی طرز عمل، نماز روزہ کی پابندی اور عبادت وریاضت وغیرہ دیکھ کر حضرت سے قریب ہونے لگے اوراس طرح تھوڑا ہی عرصہ گزراتھا کہ سکندر پور آپ کا وطن ثانی جیسا ہوگیا اور آپ کی خدمت میں صبح وشام عقیدت مندوں کا ہجوم رہنے لگا۔ سکندر پور کی سرزمین کو یہ شرف حاصل ہے کہ حضرت شعیب الاولیا جیسے خدارسیدہ بزرگ ومرد حق آگاہ نے وہاں ایک طویل مدت تک قیام فرمایااور وہاں کے باشندوں کواپنی تبلیغ وہدایت کے ذریعے صحیح معنی میں انسان ومسلمان بنادیا۔ یہاں کے دوران قیام میں آپ کے کشف وکرامات کے بہت سے واقعات مشہور ہیں، جن کے کچھ چشم دید گواہ آج بھی موجود ہیں۔ اسی سبب سے حضرت کے حالات زندگی اور سوانح عمری کے تذکروں میں بڑی اہمیت حاصل ہے اور سکندر پور کے واقعات شامل کیے بغیر آپ کی سوانح عمری اور سرگزشت حیات مکمل نہیں ہوسکتی۔ ولایت وبزرگی کا یہ خوش رنگ ونکہت نشاں پھول جو براؤں شریف کی صحرا جیسی آبادی میں کھلا تھا، اس کی خوشبو سے آج بھی سکندر پور بستی کی فضائیں مہک رہی ہیں اور خدا پرست وحق شناس شخصیت حضرت سیدی ومرشدی شعیب الاولیا قدس سرہ العزیز کی روحانی وتبلیغی سرگرمیوں کے زیر اثر اور آپ کے قائم کردہ تعلیمی ادارہ دارالعلوم اہل سنت فیض الرسول براؤں شریف سے فیض یافتہ چار مستند علما وہاں موجود ہیں اور وہ سبھی اپنے اپنے وسائل کے مطابق اسلام وسنیت کی خدمت انجام دے رہے ہیں۔ اس کے علاوہ قصبہ سکندر پور بستی میں اہل سنت وجماعت کے دو مدرسے جاری ہیں، جن میں بچوں کی دینی تعلیم وتربیت دی جارہی ہے، یہ سب کچھ حضرت ہی کی تبلیغ وہدایت کا بہترین ثمرہ ہے۔ اسی طرح حضرت شعیب الاولیا جہاں جہاں تشریف لے جایا کرتے تھے اور جن جن مقامات پر قیام فرمایا کرتے تھے وہاں کا مذہبی وعلمی ماحول آپ کی

عظمت وکرامت کا خطبہ پڑھ رہا ہے اور وہاں کے رہنے والے آپ کے جاں نثار و فدائی مریدین و معتقدین حضرت کی دعاؤں اور نسبت سلسلہ کی برکتوں سے دینی و دنیوی دولت وعزت سے مال مال ہو کر خوش عقیدہ و متصلب مسلمانوں کی طرح نہایت آرام وآسائش کی زندگی گزار رہے ہیں۔

جہاں جہاں جدھر جدھر وہ ذات معتبر گئی
تجلیات نور سے وہ کائنات بھر گئی

حضرت شعیب الاولیا علیہ الرحمہ نے پہلے دور میں اپنے مشائخ عظام کا اشارہ پا کر عبادت وریاضت، ذکر وفکر اور اوراد و وظائف کے لیے سکندر پور کی سرزمین کو منتخب فرمایا اور حضرت علامہ نسیم بستوی کے والد ماجد جناب علی جان صاحب (مرحوم) کے زمانہ حیات میں ان کے مکان کے ایک حصہ کو یہ اعزاز وشرف بخشا۔

تری نگاہ کرم نے کیا در شہوار
نہیں میں ذرۂ ناچیز کے سوا کیا تھا

یہیں سکندر پور ضلع بستی یوپی سے حضرت نے اپنا تاریخی سفر ۱۹۲۸ء میں شروع فرمایا اور غیر منقسم ہندو پاک میں اپنے سلسلہ طریقت کے مشائخ عظام اولیائے کرام اور صوفیائے ذوی الاحترام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے مقدس مزاروں اور فیض بخش آستانوں پر حاضری دے کر ان کے روحانی فیوض وبرکات سے مستفیض ومشرف ہوئے۔ اس روح پرور و دل افروز سفر کے متعلق حضرت کبھی کبھی محض خاص خاص تذکرہ کے موقع پر فرمایا کرتے تھے کہ "افسوس اب میرا حافظہ ساتھ نہیں دیتا، ورنہ اگر میں اس سفر کے حالات وواقعات (تفصیل کے ساتھ) قلم بند کراتا تو ایک اچھی خاصی ضخیم کتاب تیار ہو جاتی۔ اس زمانے میں کوئی یاد دلاتا تو بقید تاریخ وسن اس حیرت انگیز وعبرت خیز سفر کے تمام مناظر دنیا کے سامنے لاتا، جس کو پڑھ کر مخلوق خدا ہدایت پاتی اور اللہ والوں کی عظمت وکرامت کا

خطبہ پڑھنے لگتی۔‘‘

سب کی قسمت میں یہ روحانی دولت ونعمت کہاں ، یہ حضرت شعیب الاولیا کی عظیم ومقتدر شخصیت تھی، جس پر مشائخ سلسلہ کا خصوصی کرم تھا، جس کی بدولت آپ اللہ عزوجل کے مقبول بندوں اور حضور سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق ومحبت کا پاک وپرخلوص جذبہ رکھنے والوں کی اعلیٰ وارفع منزلوں سے ہم کنار ہوگئے تھے۔اس لیے کہا جاتا ہے ۔

مقبول جو ہیں خاص ہیں قابل تو بہت ہیں
آئینے کی مانند ہیں کم دل تو بہت ہیں

بہرائچ شریف

حضرت شعیب الاولیا علیہ الرحمۃ والرضوان سال میں متعدد بار بہرائچ شریف آستانہ غازی پر حاضری دیتے اور کئی کئی دن ٹھہرتے تھے اور یہاں کی حاضری میں جذبہ وسرور اور کیف ومستی کا عالم اور ہی ہوتا تھا۔آستانہ عالیہ پر پہنچتے ہی بغیر آرام کیے حاضر ہوجاتے اور بہت دیر تک دست بستہ آنکھیں بند کیے کھڑے رہتے تھے، یہاں عطر وپھول اور مالا نہ خریدتے اور نہ شیرینی وغیرہ منگواتے۔ایک بار کچھ لوگوں نے پوچھا کہ آپ ہر جگہ عطر وپھول وغیرہ منگوا کر پیش کرتے ہیں اور یہاں ویسے ہی حاضری دیتے ہیں، آپ نے فرمایا، کیا بتاؤں، شہنشاہ کے دربار میں حاضری کا شوق اور دیدار کی خواہش اتنی غالب آجاتی ہے کہ ایک لمحہ ضائع کیے بغیر حاضری کا دل کرتا ہے، دل کی لگن اور نگاہوں کا اشتیاق ایک پل بھی دیر لگانے کی اجازت نہیں دیتا ہے۔

آپ دروازے سے باہر ہی سے حاضری دیتے تھے اور اندر تشریف نہ لے جاتے تھے۔صوفی محمد یوسف نانپاروی نے مجھ راقم سے بیان کیا کہ کچھ منہ لگ

مریدین نے عرض کیا، کہ حضرت ! آپ اندر کیوں تشریف نہیں لے جاتے، باہر ہی سے فاتحہ خوانی فرماتے ہیں، جب کہ سرکار غازی کی محبت و وارفتگی اتنی غالب رہتی ہے کہ درگاہ شریف بہرائچ آستانہ مقدسہ پہنچتے ہی حاضری کے لیے روانہ ہو جاتے ہیں، تاخیر کرنا کچھ بھی پسند نہیں فرماتے، حضرت نے مسکرا کر فرمایا، ارے بھائی یہ دادا پوتے کا معاملہ ہے، آپ لوگ دخل نہ دیں، جب دادا کی محبت میں پوتا اتنی دور سے بے چین و بے خود ہو کر آ گیا، تو کیا دادا پوتے کی محبت میں اتنی دور نہیں آئے گا، رہی عطر و پھول وغیرہ خریدنے کی بات تو یہ میری محبت کے خلاف ہے، میں اس لیے نہیں خریدتا کہ صاحب مزار کہیں پوچھ نہ لیں اے محمد یار علی تم میری محبت والفت اور چاہ و پیار میں آئے تھے یا خریداری کے لیے تو میں کیا جواب دوں گا۔

صوفی محمد یوسف نانپاروی کا بیان ہے کہ مفکر اسلام حضرت علامہ سید غلام عبدالقادر علوی صاحب کے بچپن کا زمانہ تھا، حضرت شعیب الاولیا علیہ الرحمہ دروازہ پہ کھڑے فاتحہ پڑھنے اور راز و نیاز میں مصروف تھے اور علوی صاحب قبلہ اندر گئے، مزار شریف نیچی تھی، جا کر چمٹ گئے، مجاور حضرات پہچاننے کی وجہ سے خاموش رہے، مگر وہاں موجود دوسرے لوگ ڈانٹنے لگے، یہ کیا کر رہے ہو، دور اٹھو، لیکن علوی صاحب قبلہ ہٹے نہیں، تو حضرت نے فرمایا، یہاں اونچی آواز سے بولنا بے ادبی ہے، بچے کو نہ جھڑکو لگتا ہے، آج دادا کو پوتے پہ محبت آ گئی ہے کہ سینے سے چمٹا لیا ہے، اسے تم لوگ کیا کرو گے یہ تو محبت کا معاملہ ہے۔

آستانے کے خدام اور مجاوروں کا بڑا احترام فرماتے، انھیں نذرانہ دیتے، کھانا و ناشتہ بھی کراتے، یہاں کے فقیروں اور زنجیری گیٹ پہ بیٹھنے والوں پر سخاوت کا ہاتھ کشادہ فرماتے اور جیب میں ہاتھ ڈالتے جو آتا دے دیتے، گنتی نہیں کرتے تھے اور کھانا وغیرہ بھی ان میں تقسیم کراتے اور فرماتے کہ انھیں بھکاری نہ سمجھو آستانہ غازی کے گیٹ کا دربان سمجھو۔

اجمیر شریف

شعیب الاولیاء حضرت شاہ صاحب ہندوستان کے مشہور و معروف جن بزرگانِ دین کے مزارات پر نہایت اہتمام وہ بے حد احترام وعقیدت کے ساتھ برابر حاضری دیا کرتے تھے ان میں سب سے زیادہ مشہور فیض بخش سلطان الہند غریب نواز عطائے رسول حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا بابرکت مزار و مرکزِ عقیدت آستانۂ عالیہ ہے آپ کو دنیا جانتی اور تسلیم کرتی ہے کہ، حضرت غریب نواز ہندوستان کے روحانی بادشاہ اور سلسلۂ چشتیہ کے امام وپیشوا کی حیثیت سے پورے عالم اسلام میں متعارف ہیں، آپ کی غریب نوازی کے واقعات آج بھی برابر مشاہدے میں آتے رہتے ہیں۔

حضرت جب آستانۂ غریب نواز پر حاضر ہوتے تو احاطہ شریف کے اندر قیام پذیر ہوتے اور نشست و برخواست میں اس طرح تواضع وانکساری سے کام لیتے جیسے رعایا اپنے بادشاہ کے دربار میں پیش ہوتی ہے یہاں حضرت کا انداز نیاز مند وخادموں جیسا ہوتا تھا، اجمیر شریف میں جب تک قیام رہتا اس درمیان میں اپنے کسی خادم سے خدمت نہ لیتے خود غسل کر لیتے اپنے ہاتھوں سے کپڑے صاف کر لیتے فرش پر آرام کرتے اور معمول سے کم سوتے، اوراد وظائف اور قرآن پاک کی تلاوت کثرت سے کرتے، غریبوں مسکینوں میں دل کھول کر صدقات وخیرات تقسیم کرتے اور اس مقدس سرزمین کی بہت تعظیم وتوقیر کرتے اور جب یہ اجمیر شریف سے اشکبار آنکھوں اور بے قرار دل کے ساتھ الوداعی سلام عرض کر کے رُخصت ہوتے، تو سرکار غریب نواز علیہ الرحمہ کی عطا ونوازش سے آپ کا دامن مرادوں کے خوش رنگ پھولوں سے بھر جاتا تھا۔ ع

یہ شان بندہ نوازی ہے آقا
ملا گداؤں کو تاج شاہی غریب نواز

پیربتنی شریف (بہرائچ شریف)

پیربتنی شریف میں حضرت سید امیر حسن شاہ عرب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا آستانہ فیض بخش خاص وعام ہے ۔حضرت شعیب الاولیاء علیہ الرحمہ جب ضلع بہرائچ شریف تبلیغی دورہ فرماتے تو خصوصیت کے ساتھ پیربتنی شریف ضرور حاضر ہوتے ،آپ کا قیام یہاں کئی کئی روز تک رہتا مسجد سے متصل آپ کے ٹھہرنے کے لیے ایک جھوپڑی بنادی جاتی جہاں ہروقت اہل ارادت وارباب عقیدت کا ہجوم رہتا تھا،حضرت سید امیر حسن شاہ عرب علیہ الرحمہ کے عرس مبارک کی کوئی تاریخ متعین نہ تھی، ذی الحجہ کی ۱۱ رگیارہویں تاریخ کو فاتحہ وایصال ثواب کی مختصر تقریب ہوجایا کرتی، رجب المرجب کے مہینے میں اکثر حضرت کا دورہ مواضعاتِ بہرائچ شریف میں ہوتا تھا، جناب طاہر علی بیراگی گاؤں کا بیان ہے کہ ایک موقع پر حضرت کے ایک مرید نے عرض کیا کہ حضور اپنی زبان مبارک سے حضرت امیر حسن عرب کی تاریخ شہادت بیان فرمائیں، جس کو جاننے کے لیے بہت سے لوگ خواہش مند رہتے ہیں ، لوگوں کے ذوق وشوق کو ملاحظہ فرما کر کچھ دیر تک سر جھکائے اور آنکھیں بند کیئے ہوئے آپ خاموش رہے، پھر سر اُٹھا کر ارشاد فرمایا کہ حضرت امیر حسن عرب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تاریخ شہادت ۲۷ رستائیسویں رجب ہے، اس وقت سے ان کا عرس مبارک ۲۷ رستائیس رجب کو ہونے لگا۔

بریلی شریف

آپ کے دل میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی علیہ الرحمہ کی بے پناہ عقیدت تھی اور انہیں کا مسلک آپ کا شعار زندگی تھا اور یہ عقیدت مظہر اعلیٰ حضرت مناظر اہلسنت حضرت علامہ الحاج حافظ وقاری محمد حشمت علی خان صاحب

قدس سرہ، پیلی بھیتی کی ملاقات اور ان کی ایمان افروز وہابیت سوز تقریروں ،بدمذہبوں سے مناظروں اور اعلیٰ حضرت کی تصانیف سے اور بھی بڑھ گئی تھی ۔ حضرت اپنے مریدین ومعتقدین کو تاکید فرمایا کرتے تھے کی اعلیٰ حضرت کے مسلک پر قائم اور اپنے ایمان وعقیدہ کی حفاظت کے لیے ان کی کتابوں کا برابر مطالعہ کرتے رہو، اسی تعلق وجذبہ کے زیر اثر حضرت مناظر اہلسنت مظہر اعلیٰ حضرت حضرت علامہ محمد حشمت علی خان صاحب علیہ الرحمہ کی بڑی عزّت وقدر فرماتے اور ان کی حق گوئی اور حاضر جوابی سے بہت متاثر تھے، یہی سبب تھا کہ آپ نے ایک طویل عرصے تک حضرت شیر بیشۂ اہلسنت کو اپنے ساتھ لے کر تبلیغی دورہ فرمایا اور جہاں کہیں جلسہ کی ضرورت محسوس ہوتی وہاں اجلاس بھی منعقد کراتے اور جلسہ کے منتظمین حضرت شیر بیشۂ اہلسنت کے نذرانے کا انتظام نہ کر پاتے تو حضرت اپنی جیب خاص سے ان کو نذرانہ پیش کرتے اور ہر طرح ان کو خوش کرنے کے کوشش فرماتے ۔ حضرت شعیب الاولیاء علیہ الرحمہ حضرت شیر بیشۂ اہلسنت کو بہت زیادہ چاہتے تھے اور خود حضرت شیر بیشۂ اہلسنت حضرت شعیب الاولیاء کے تصلب فی الدین کی وجہ سے ان سے بہت قریب ہو گئے تھے اور بے حد ادب واحترام فرماتے تھے اور یہاں تک فرماتے تھے کہ میری آنکھوں نے اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کے بعد حضرت شعیب الاولیاء علیہ الرحمہ کو دیکھا ہے۔

براؤں شریف کے سالانہ جشن بارہ ربیع الاول شریف میں جو حضرت شعیب الاولیاء علیہ الرحمہ کی حیات میں بہت دھوم دھام سے منایا جاتا تھا اس میں شرکت کرنے کے لیے دور، دور سے اہل عقیدت اچھی خاصی تعداد میں حاضر ہوتے تھے ،عوام کے ساتھ بڑے بڑے علماء ومشائخ بھی تشریف لاتے تھے،اس موقع پر جناب عبدالحمید صاحب صدیقی فتح پوری کانپور سے برابر آتے تھے اور اپنے ساتھ خصوصیت کے ساتھ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہ، کی تصانیف

بھی لاتے تھے ، حضرت مفتی بدرالدین احمد صاحب صدیقی رضوی گورکھپوری (خلیفۂ حضور مفتیٔ اعظم ہند علیہ الرحمہ) وغیرہ حضرت شعیب الاولیاء علیہ الرحمہ سے اعلیٰ حضرت کی تصنیف کردہ کتابوں کے بارے میں عرض کرتے کہ حضرت حافظ عبدالحمید صاحب اعلیٰ حضرت کا فلاں رسالہ لے کر آئے ہیں، حضرت شعیب الاولیاء علیہ الرحمہ کو اس کا علم ہوتے ہی فرماتے کہ حافظ صاحب اعلیٰ حضرت کی جتنی کتابیں لے کر آئے ہوں سب خرید کر طلبہ میں تقسیم کردی جائیں، کتابوں کا ہدیہ حضرت اپنی جیب خاص سے عنایت فرمادیتے۔ اعلیٰ حضرت کی ذاتِ گرامی سے بے پناہ عقیدت نے حضرت شعیب الاولیاء علیہ الرحمہ کو بریلی شریف کشاں کشاں لے گئی اور آپ نے اس تاریخی سفر میں امام عشق ومحبت اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے آستانہ پر حاضر ہو کر نذرانۂ عقیدت وخراج محبت پیش کیا۔

مزار اعلیٰ حضرت کی حاضری پر آپ کی جو کیفیت ہوگئی تھی اس کے متعلق حضرت خود ہی بیان فرمایا کرتے تھے کہ جب میری آنکھوں کے سامنے اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمہ کا روضہ جلوہ افروز ہوا تو میری عجیب حالت ہوگئی اور اس وقت مجھ پر ایک ایسی گہری کیفیت طاری ہوئی جس کو الفاظ میں نہیں بیان کیا جاسکتا۔ دیدہ ودل نے جس منظر کا مشاہدہ واحساس کیا زبان اس کے اظہار سے قاصر ہے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ میں ایک عارف باللہ، عاشق رسول اور عالم باعمل کی زیارت اپنے سر کی آنکھوں سے کر رہا تھا۔ ع

نہ دوری دلیل صبوری بود
کہ بسیار دوری ضروری بود

(ماہنامہ قاری دہلی ۶ ردسمبر ۱۹۸۸ء)

ڈھلمسو شریف (فیض آباد)

مظہر شعیب الاولیاء حضرت خلیفہ صاحب علیہ الرحمہ کا بیان ہے کہ حضرت شعیب الاولیاء اپنے مرشد برحق نہایت عابد وزاہد بزرگ حضرت محبوب الٰہی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے، سلام ومصافحہ اور مزاج پرسی کے بعد آپس میں گفتگو ہوتی رہی، آپ اپنے شیخ طریقت کو سفر کے حالات بتانے لگے، اسی درمیان میں ان کی اہلیہ محترمہ حضرت شعیب الاولیاء کی باتیں سن کر ہنسنے لگیں کہ گرو گرو رہ گئے اور چیلا شکر ہو گیا، یعنی محبوب الٰہی یہیں رہ گئے اور ان کا چیلا حضرت شعیب الاولیاء کہاں سے کہاں پہونچ گئے۔ اپنی اہلیہ محترمہ کی تجزیہ باتیں سن کر حضرت محبوب الٰہی کے لبوں پر معنی خیز مسکراہٹ آگئی اور اپنے محبوب خلیفہ ومرید حضرت شعیب الاولیاء کو مخاطب کر کے فرمایا۔

''اچھا مولوی صاحب تم یہ بتاؤ کہ جہاں جہاں مزارات پر حاضری دے کر آئے ہو وہاں کیا دیکھا؟''

آپ نے برجستہ عرض کیا کہ ''ہر آستانے پر صاحب مزار کے ساتھ آپ کو بھی موجود پایا'' اس انکشاف پر حضرت محبوب الٰہی علیہ الرحمہ کی اہلیہ حیرت میں ڈوب گئیں اور آگے کچھ نہ کہہ سکیں۔

حضرت محبوب الٰہی شاہ صاحب علیہ الرحمہ جو اپنے مریدین ومعتقدین کے حلقوں میں شاہ صاحب کے نام سے جانے پہچانے جاتے تھے، حضرت شعیب الاولیاء کو بہت چاہتے اور ان کا نہایت ادب واحترام فرماتے تھے، پیر ومرید یہ دونوں حضرات اپنی اپنی جگہ پر بے مثال تھے یہ ایک دوسرے سے اس طرح ملتے جلتے تھے کہ پتہ نہیں چلتا تھا کہ ان میں پیر کون ہے اور مرید کون؟ مگر درحقیقت

اس میں راز یہ تھا کہ حضرت محبوب الٰہی علیہ الرحمہ نے اپنی باطنی طاقت وروحانیت اور بزرگی وکرامات کو چھپا کر حضرت کو نمایاں کر دیا۔ ع

شمع کی طرح جلیں بزم گہہ عالم میں
خود جلیں دیدۂ اغیار کو بینا کر دیں

بنارس

جناب محمد یوسف صاحب نانپاروی کا بیان ہے کہ حضرت ضلع بنارس (وارنسی) کے ایک بزرگ کے مزار پر حاضر ہوئے جو آبادی سے باہر ایک جنگل میں واقع ہے، آپ وہاں فاتحہ پڑھ کر اقامت گزیں ہو گئے، یہاں تک کی شام کا وقت ہو گیا ،سورج غروب ہونے سے پہلے سب لوگ جا چکے تھے آپ تنہا رہ گئے وہاں دور دور تک کسی آدمی کا سایہ بھی نظر نہیں آتا تھا ایسے سناٹے کے عالم میں صاحب مزار رونما ہوئے اور فرمایا ''رات میں یہاں شیر آتا ہے جو کسی کو چھوڑ دیتا ہے اور کسی کو اپنا لقمہ بنا لیتا ہے، اسی کے خوف سے جو لوگ یہاں حاضری و فاتحہ خوانی کی غرض سے آتے ہیں وہ سورج ڈوبنے سے پہلے آبادی میں چلے جاتے ہیں آپ بھی آبادی میں چلے جائیں تا کہ آپ کو اذیت نہ پہونچا سکے۔''

حضرت نے کہا کہ ''میرے شیخ طریقت کا حکم ہے کہ جس بزرگ کے مزار شریف پر حاضر ہونا وہاں جب تک صاحب مزار کی زیارت نہ کر لینا اور ان سے رخصت کی اجازت نہ پانا وہیں قیام کرنا کچھ بھی ہو جائے میں اپنے شیخ کے حکم سے سرتابی نہیں کر سکتا'' جب ان سے صاحب مزار بزرگ نے آپ کو اس امتحان وآزمائش میں چٹان کی طرح مستحکم ومستقل پایا تو فرمایا کہ ''میں وہ صاحب مزار ہوں جس سے ملاقات کے انتظار میں آپ ٹھہر گئے ہیں'' اس کے بعد دونوں حضرات میں تھوڑی

دیر گفتگو ہوتی رہی پھر صاحب مزار بزرگ نے اپنے فیوض وبرکات سے آپ کو نوازا اور اپنے ہمراہ جنگل کا بھیانک ور پر خطر راستہ طے کرا کے اپنے قبر پاک کی طرف تشریف لے گئے۔

مذہبی تقریبات

حضرت شعیب الاولیاء علیہ الرحمہ جو مشائخ طریقت وبزرگان دین سے گہری عقیدت رکھتے تھے اور ان کے طرز عمل ونقش قدم کو مشعل راہ بنا کر اس کی روشنی میں سلوک وطریقت کی منزلیں طے فرمارہے تھے، اسی جذبۂ عقیدت ومحبت کے پیش نظر آپ اجمیر شریف، بہرائچ شریف، ستھن شریف، ردولی شریف، کچھوچھہ شریف اور ڈھلمؤ شریف وغیرہ کے اعراس میں برسہا برس تک برابر حاضر ہوکر روحانی فیوض وبرکات حاصل کرتے رہے اور آپ کی خانقاہ میں بھی ان اعراس کی تقریبات منعقد ہوتی رہیں۔ حضرت کے زمانے میں براؤں شریف کی خانقاہ میں جس کو آپ اور بہت سے لوگ احاطہ فیض الرسول کہا کرتے تھے، بارہ ربیع الاول شریف کا جشن بہت وسیع پیمانہ پر منایا جاتا تھا، اس موقع پر عام لنگر کا اہتمام ہوتا ،راستوں اور سفر کی زحمتوں اور دشواریوں کے باوجود عقیدت مند حضرات دورودراز مقامات سے امنڈتے ہوئے سیلاب کی طرح جمع ہوکر اس جشن میں شرکت کرتے اور کئی کئی روز تک قیام کرکے واپس ہوتے، اس موقع پر تمام زائرین کے ساتھ اس دور کے معتمد اور جلیل القدر علمائے کرام اور مشائخ عظام بھی تشریف فرما ہوتے، حضرت نے جشن ربیع الاول میں شرکت کرنے کے لیے حضرت شیر بیشۂ اہلسنت علیہ الرحمہ اور حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ (بانی الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور) کو ہمیشہ کے واسطے مدعو فرمادیا تھا، حضرت سید العلماء مارہروی، حضور مفتیٔ

اعظم ہند، حضور مفسر اعظم ہند، اور حضرت علامہ جیلانی میاں صاحب علیہم الرحمۃ والرضوان بھی اس جشن میں تشریف لا چکے ہیں۔ ان کے علاوہ دیگر صف اوّل کے علمائے کرام جشن ربیع الاول ودارالعلوم کے اجلاس دستار بندی اور اس کے سالانہ امتحان میں ممتحن کی حیثیت سے برابر تشریف لاتے رہے ہیں، ان حضرات نے حضرت شعیب الاولیاء کی علماء نوازی کو اپنی آنکھوں سے دیکھ کر اس حقیقت کا کھلے لفظوں میں اعتراف کیا کہ ہندوستان کی خانقاہوں اور عربی درسگاہوں میں جس قدر براؤں شریف کی خانقاہ اور درس گاہ میں علمائے دین کی تعظیم وتکریم کی جاتی ہے اس کی مثال ونظیر اور کہیں نہیں دکھائی دیتی۔

رجبی شریف اور گیارہویں شریف کی تقریبات حضرت کی سرپرستی ونگرانی میں طویل عرصہ تک سکندر پور ضلع بستی میں نہایت شاندار پیمانہ پر منائی جاتی رہیں، پھر گیارہویں شریف کا جشن صمدا ضلع فیض آباد میں جناب ابراہیم خان صاحب کے یہاں ہونے لگا تھا اور معراج النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تقریب کا اہتمام نانپارہ ضلع بہرائچ شریف کے انتہائی جانثار ومخلص مرید جناب حاجی ضیاء اللہ صاحب قریشی سوداگر چرم کو سپرد فرمایا تھا جو آج تک اپنی سابقہ روایات کے ساتھ جاری ہے، جس کا انتظام آج کل جناب حاجی صاحب مرحوم کے تمام صاحبزادگان جناب سیٹھ محمد یوسف، جناب محمد نعیم صاحب اور جناب حاجی حافظ محمد احمد صاحب (عرف کلن) وغیرہم نے عقیدت واحترام کے ساتھ کررہے ہیں جن میں مقامی علمائے کرام کے علاوہ براؤں شریف سے صاحبزادہ الحاج حضرت مولانا غلام عبدالقادر صاحب علوی، صاحبزادہ مظہر شعیب الاولیاء حضرت مولانا غلام عبدالقادر صاحب چشتی اور صاحبزادہ حضرت مولانا محمد مختار احمد رضا صاحب جانشین حضرت خلیفہ صاحب قبلہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وغیرہم خصوصیت کے ساتھ مدعو ہوتے ہیں، رجبی شریف کی یہ تقریب نانپارہ میں ایک عرصہ سے ہر سال برابر منائی جارہی ہے اور

ناںپارہ ہی نہیں بلکہ اطراف وجوانب میں دور دور تک اس کی شہرت ہے، کھلانے پلانے کا دسترخوان عام ہوتا ہے، اس موقع پر غریبوں ومسکینوں کا خاص خیال کیا جاتا ہے اور انہیں اس تقریب میں اچھی طرح کھانا کھلا کر خوش کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔جناب حاجی ضیاء اللہ صاحب قریشی مرحوم اس تقریب میں بھوکے پیاسے مسکینوں، محتاجوں، یتیموں، نادار بیوہ عورتوں اور ان کے بچوں کو خوب پیٹ بھر کر کھانا کھلاتے تھے اور سب کو کچھ روپئے بھی دیا کرتے تھے، اسی کی یہ برکت تھی کہ حاجی صاحب مرحوم نے اپنے اہل وعیال کے ساتھ ہمیشہ خوش حال زندگی گزاری اور آخرت کے لیے بیشمار اجر وثواب حاصل کرنے کے ساتھ ہی ساتھ دنیاوی عزت وشہرت اور دولت وثروت سے بھی نوازے جاتے رہے۔

رب کریم ان کی قبر پر رحمتوں کے پھول برسائے اور ان کی اس یادگار کو ہمیشہ قائم ودائم رکھے۔(آمین)

معمولات

حضرت شعیب الاولیاء علیہ الرحمہ اپنے معمولات واصول کے بہت پابند تھے، سفر وحضر ہو یا بیماری وجسمانی تکلیف آپ نے ہر حال میں اپنا معمول وطریقہ ہمیشہ برابر جاری رکھا، اس میں کبھی تبدیلی وفرق نہیں پیدا ہونے دیا، ریاضت ومجاہدہ کے زمانے میں اوراد وظائف کی کثرت ومشغولیت کے سبب سے کئی کئی روز تک لوگوں سے بات چیت تک نہیں فرماتے، جو خدّام حاضر باش تھے ان سے کوئی چیز مگوانی ہوتی تو اشارے سے طلب فرمالیا کرتے، اذان سے قبل ہی نماز کی تیاری میں مشغول ہوجاتے اور اس کے لیے سنت کے مطابق خاص اہتمام کرتے، نماز پنجگانہ باجماعت تکبیر اولیٰ کے ساتھ ادا کرتے اور ہر فرض نماز میں پابندی سے

سر پر عمامہ باندھ کر نماز ادا کرتے ،نماز تہجد ہمیشہ پڑھتے ،اس کے بعد نماز فرض ادا کرتے اور نماز کے بعد قرآن پاک کی تلاوت کرتے پھر اوراد و وظائف میں مشغول ہو جاتے ،اس کے بعد نماز اشراق پڑھتے ،اس سے پہلے کسی سے گفتگو نہ فرماتے ،دوپہر کا کھانا تناول فرمانے کے بعد قیلولہ فرماتے اور نماز ظہر کے وقت بغیر کسی کے جگائے خود بخود بیدار ہو جاتے ،گرمی کے موسم میں روزانہ غسل کر کے کپڑے تبدیل فرماتے ،اس کے بعد تمام معمول ادا کرتے ،عام طور پر گرمیوں میں ظہر کی نماز ٹھنڈے وقت میں پڑھتے ،جب کی عصر کا وقت قریب آجاتا ،ایک عرصہ تک بعد نماز عصر ختم خواجگاں پڑھا جاتا جن میں موجودہ نمازی شرکت کرتے ،مغرب و عشاء کے درمیان دیگر وظائف پڑھتے ،عشاء کی نماز کے بعد کھانا تناول فرماتے اس کے بعد حاضرین سے گفتگو فرماتے جس میں اکثر شریعت و طریقت کے مسائل بیان فرماتے ،اور لوگوں کو نہایت دل نشین انداز میں نصیحت فرماتے۔

نعت رسول سننے کا بے پناہ شوق

حضرت شعیب الاولیاء علیہ الرحمہ سلسلۂ قادریہ و چشتیہ دونوں سے تعلق رکھتے تھے اور دونوں سلسلوں کی آپ کو اجازت و خلافت حاصل تھی مگر آپ کے مشائخ مروّجہ محفل سماع میں شرکت نہیں کرتے تھے اسی لیے آپ بھی اس سے بالکل اجتناب واحتراز فرماتے تھے ، البتہ بغیر مزامیر کے نعت پاک اور عارفانہ کلام نہایت شوق و ذوق سے سنتے اور سماعت فرماتے تھے اور جب کلام پیش کرنے والے حضور سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فضائل و محامد اور آپ کے دیار پُر انوار موثر لب ولہجہ میں بیان کرتے جس میں روضۂ مقدسہ کے جاہ و جلال اور گنبد خضریٰ کے حسن و جمال کا تذکرہ ہوتا ، درِ مصطفیٰ کی عظمت و رفعت مدینہ منورہ کی پُر

کیف فضاؤں کی باتیں ہوتیں اور اس کے ساتھ ہی حاضری وزیارت کی حسرت وتمنّا واظہار شوق ہوتا تو آپ پر وجد وحال کی کیفیت طاری ہوجاتی اور آنکھوں سے آنسو جاری ہوجاتے، خاموشی متانت کے ساتھ حضور محبوب کبریا سرکار مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثنا کی نعت پاک کے روح پرور ودلنواز اشعار سماعت فرماتے اور صوفیوں کی طرح محفل میں شور وہنگامہ نہیں برپا کرتے تھے، بس اس عالم میں آپ ہوتے اور تصور میں دیار مدینہ اور روضۂ رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام جلوہ گر ہوتا۔ ع

اے حسنِ تصور تیری پرواز کے صدقے
بیٹھا ہوں یہاں گنبد خضریٰ پہ نظر ہے

آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوتے سوز وگداز وعشق کا عجیب عالم ہوتا، اس وقت گرد وپیش سے بے خبر ہوتے بس حضرت شعیب الاولیاء ہوتے اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دربار پاک مدینہ طیبہ کے روح پرور مناظر ہوتے، آپ کے روضۂ منورہ کا فردوس نظر نورانی ماحول ہوتا۔

حضرت شعیب الاولیاء علیہ الرحمہ محبوب کبریا سرکار مصطفیٰ علیہ التحیہ والثناء کی ذات گرامی سے عشق ومحبت واتباع سنت کے جذبۂ شیفتگی ووارفتگی نے عظمت وبزرگی وکرامت وروحانیت کی بلندیوں پر پہونچا دیا تھا اور اسی کی برکت سے آپ کو عرفان وآگہی کی وہ عظیم دولت ونعمت ملی تھی جو آپ کے معاصرین کے تصور وخیال میں بھی نہیں آسکتی تھی۔ ع

یہ تو اپنا اپنا ہے یہ تو اپنی اپنی اڑان ہے
کوئی تھک کے رہ گیا باہر تک کوئی کہکشاں سے گذر گیا

جب محفل نعت ومجلس ذکر رسول علیہ الصلوٰۃ والتسلیم اختتام پذیر ہوتی تو آپ اپنے معمول کے مطابق ہمیشہ نعت پڑھنے والوں کو ان کے مرتبہ کے مطابق نذر پیش کرتے اور انہیں دعاؤں سے نوازتے۔

ہر جمعہ کے دن سفر ہو یا حضر حضرت شعیب الاولیاء علیہ الرحمہ کی جانب سے بعد نماز جمعہ میلاد شریف کا اہتمام کیا جاتا، اس موقعہ پر بھی آپ میلاد پڑھنے والے کو نذرانہ دیا کرتے، اختتام ذکر میلاد پر جب آپ اور حاضرین قیام وسلام کرتے تو اسی قیام کی حالت میں سلام کے چند بند پڑھنے کے بعد مدینہ منورہ کی جانب رُخ کر کے سو مرتبہ **صلی اللہ علی النبی الامی و الہٖ صلی اللہ علیہ وسلم صلوٰۃ و سلاماً علیک یا رسول اللہ** باآواز بلند پڑھتے پھر اسلام اور مسلمانوں نیز دار العلوم فیض الرسول براوں شریف کی ترقی اور فلاح و بہبود کے لئے پرسوز انداز میں دعائیں کرتے۔ اس دعا میں اپنے لئے دیدار جمال مصطفیٰ اور حاضری مدینہ کے لئے دلی آرزو کا اظہار بھی فرماتے، حضرت علامہ حسن رضا خاں صاحب بریلوی علیہ الرحمہ کے منظوم تذکرۂ میلاد کے خصوصیت کے ساتھ جب ذیل اشعار بہت پسند کرتے اور ایک ایک شعر کو نہایت توجہ سے سماعت فرماتے۔ ع

مدینے میں بلالیجئے خدارا
نہیں اب ہند میں اپنا گزارا
سگان کوچۂ پر نور آئیں
میرے آقا میرے منظور آئیں
میرے لاشے پہ ہوں آکر فراہم
غذا اپنی کریں سب مل کر باہم
زمہجوری بر آمد جان عالم
ترحم یا حبیب اللہ ترحم
نہ آخر رحمۃ للعالمینی
زمہجوراں چرا فارغ نشینی

اس منظوم ذکر ولادت کا پہلا شعر ہے

صبا نے کس کی آمد کی سنائی
مرادیں بلبل بے تاب لائیں

خانقاہ فیض الرسول براؤں شریف میں حضرت کا جب تک قیام رہتا جمعہ کے دن اور دیگر محفلوں میں مولانا جمیل احمد صاحب شمیم بستوی وغیرہ یہی منظوم ذکر میلاد شریف پیش کیا کرتے تھے۔

فراست ایمانی

جناب سہیل خاں بڑھیا پوسٹ کھنڈسری بازار ضلع سدھارتھ نگر نے بیان کیا کہ حضرت شعیب الاولیاء علیہ الرحمہ نے خانقاہ شریف کی مسجد کے بارے میں سختی سے ممانعت فرمادی تھی کہ کوئی مہمان یا طالب علم وغیرہ اس میں نہ سویے، ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ ایک طالب علم اس میں سوگیا اور اس کی کم نصیبی کہ خواب میں ناپاک ہوگیا آپ نے دارالعلوم کے تمام طلبہ واساتذہ کو بلایا جب سب جمع ہوگئے تو حضرت نے فرمایا کہ مسجد میں کون سویا تھا وہ مجھ سے شکایت کررہی ہے یہ سن کر سب کے چہروں پر ہوائیاں اڑنے لگیں سب گھبرا کر ایک دوسرے کا منھ تکنے لگے گویا ہر شخص کی قوت گویائی سلب کرلی گئی جیسے سب کے منھ پر تالے لگ گئے تھے کسی کو مجال دم زدن نہ رہی خوف ودہشت کے مارے کوئی طالب علم نہ بولا سب ہی خاموش رہے جب کسی طرف سے آواز نہ آئی تو آپ نے فرمایا کہ جو طالب علم سویا ہو اور اس کی وجہ سے مسجد کی زمین آلودہ ہوئی ہو وہ تنہائی میں اقبال جرم کرلے اس کو سزا نہ دی جائے گی آپ کے اطمینان دلانے پر مجرم کے اندر اعتراف جرم کی ہمت پیدا ہوئی اس کے بعد اساتذہ اور طلبہ اپنے اپنے کمرے کی طرف جانے لگے لیکن ایک طالب علم اپنی جگہ بے حس وحرکت کھڑا رہا اور سوچنے لگا کہ حضرت سب کچھ جانتے ہیں ان کی نگاہوں میں چھپی ہوئی چیزیں ظاہر ہیں یہاں تک کہ وہ دل کے راز سے باخبر ہیں اس خیال سے اس کے دل سے اقبال جرم کا خوف جاتا رہا اور

اس نے اپنی غلطی اقرار کر کے حضرت سے عفو و درگزر کا طالب ہوا آپ نے اس طالب علم کی غلطی معاف کر کے شدید تاکید فرمائی جاؤ آئندہ ایسی غلطی نہ کرنا اس کے بعد آپ نے خدام کو مسجد کے دھونے کا حکم دیا پیر طریقت حضرت مولانا مختار احمد رضا صاحب قبلہ جانشین حضرت خلیفہ صاحب کا بیان ہے کہ حضور شعیب الاولیاء ایک بار ضلع بستی کے کسی شادی میں تشریف لے گئے آپ اپنے معمولات کے مطابق اوراد و وظائف پڑھنے میں مشغول ہوئے اسی درمیان میں ایک صاحب ملاقات کے لئے حاضر ہوئے اور آپ کو ذکر و فکر میں مشغول دیکھ کر خاموشی سے حضرت کی چار پائی پر بیٹھ گئے جب آپ فارغ ہوئے تو اس شخص نے سلام کیا آپ نے جواب دے کر فرمایا کہ تم حرام کام کر کے بغیر غسل کیے چلے آئے اور چار پائی پر بیٹھ گئے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ کرو یہ سن کر اس کو بڑی ندامت و شرمندگی ہوئی اور اسی دم آپ کے سامنے اپنے گناہ سے توبہ کی بے شک ایمان والا اللہ کے نور سے دیکھتا ہے۔ ع

ولی نگاہ میں دونوں جہان رکھتے ہیں

حضرت بستر علالت پر تھے طبیعت ناساز تھی حکیم قیصر صاحب کو اطلاع دی گئی حکیم صاحب نے اپنے بھائی ڈاکٹر سید اختر حسین صاحب کے بارے میں کہا کہ مخدوم مکرم حضرت شیخ المشائخ صاحب قبلہ علیہ الرحمہ کے علاج کے لئے مجھ سے زیادہ بہتر و مناسب ثابت ہونگے کیونکہ میں یونانی دوائیں جڑی بوٹیوں سے تیار کرتا ہوں اس کو تیار کرنے میں وقت لگتا ہے اور اس کے اثرات بھی دیر میں ظاہر ہوتے ہیں اور ڈاکٹر اختر انگریزی دوا کرتے ہیں جس سے مریض کو جلدی صحت و تندرستی حاصل ہو جاتی ہے، حکیم صاحب قبلہ نے چھوٹے بھائی ڈاکٹر اختر حسین صاحب سے فرمایا آپ جائیں اور حضرت کو دیکھ لیں مگر ان کے ادب و احترام کا خیال رکھیے گا، ڈاکٹر اختر حسین صاحب یہ سن کر بہت خوش ہوئے اور کہنے لگے کہ میرے دل میں حضرت کی زیارت و خدمت کا ایک مدت سے اشتیاق تھا میں آپ

کے حکم کی تعمیل کے لئے حاضر ہوں چنانچہ ڈاکٹر صاحب اپنے دل میں حضرت کی زیارت وخدمت کا بے پناہ جذبہ لئے براؤں شریف حاضر ہوئے اور حضرت کی زیارت وملاقات سے بہت خوش ہوئے، ڈاکٹر صاحب نے حضرت کا علاج شروع کیا علاج کارگر ہوا اور چند ہی دنوں میں صحت کے آثار ظاہر ہونے لگے ڈاکٹر صاحب جب تک براؤں شریف رہے انہوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ حضرت کے مصارف بہت ہیں مہمان نوازی اور علماء وصوفیاء کی خاطر وتواضع کا سلسلہ وسیع پیمانے پر صبح سے لے کر شام تک جاری رہتا ہے یہ سب کہاں سے پورے ہوتے ہیں، بظاہر نہ کوئی بزنس نظر آتی ہے اور نہ سروس (ملازمت) آخر آمدنی کی کیا شکل ہوتی ہے؟ معاذ اللہ اس وقت دل میں یہ وسوسہ بھی پیدا ہوا کہ دارالعلوم فیض الرسول میں زکوٰۃ وصدقات وغیرہ کہ جو رقمیں آتی ہیں شاید وہی خرچ کی جاتی ہوں جس کا استعمال میرے لئے کسی طرح جائز نہیں کیونکہ میں آل رسول وسید ہوں، صبح بعد نماز فجر یہاں سے رخصت ہو جانا چاہئے سامان وغیرہ رات ہی میں باندھ لیا تھا، روانگی کا عزم مصمم کر کے بستر پر نیم دراز ہو گئے رات بھر طرح طرح کے اوہام وشکوک میں گھرے رہے جس سے طبیعت بوجھل ہوگئی صبح کے وقت نماز فجر کی اذان ہوئی نماز فجر کے بعد حسب معمول صلوٰۃ سلام کے نغموں سے مسجد گونج اٹھی حضرت شعیب الاولیاء علیہ الرحمہ نے دعا کی پھر مسجد میں جتنے نمازی تھے وہ حضرت کی دست بوسی کرنے لگے پھر اوراد و وظائف میں حضرت مصروف ہو گیے اس سے فراغت پانے کے بعد حضرت نے اپنے حجرۂ خاص میں ڈاکٹر سید اختر حسین صاحب کو بلایا اور فرمایا ڈاکٹر صاحب اس حجرے میں دیکھو کچھ مال ومتاع اور روپے پیسے نظر آتے ہیں ڈاکٹر صاحب نے کہا مجھے تو کچھ نظر نہیں آیا آپ نے فرمایا دھیان سے دیکھو دوبارہ نظر دوڑائی تو جتنے طاق تھے سب نوٹوں کی گڈیوں سے بھرے ہوئے نظر آئے، عرض کیا اب تو نوٹوں کی گڈیوں سے ہر طاق بھرا ہوا ہے فرمایا اس کو میں کیا؟ خرچ کر سکتا ہوں، ڈاکٹر صاحب نے کہا، آپ کا

ہے آپ بالکل خرچ کر سکتے ہیں، تو فرمایا پھر آپ نے کیسے سوچ لیا کہ دار العلوم کی زکوٰۃ وصدقات کی رقمیں خود کھاتے اور ہمیں کھلاتے ہوں گے اور یہ میرے لیے حرام ہے، میرا خرچ اللہ ورسول و بزرگان دین پورا کرتے اور یہی انتظام فرماتے ہیں، کوئی دنیادار میرا خرچ نہیں اٹھا سکتا، یہ سن کر ڈاکٹر صاحب بہت شرمندہ اور اپنے فاسد وہم وگمان پر پچھتانے لگے اور عرض کیا مجھ سے غلطی ہوئی حضرت معاف فرمائیں حضرت نے فرمایا ارے ڈاکٹر صاحب کوئی بات نہیں۔

باطنی نظر

حضرت مولانا عبد السلام صاحب یار علوی کا بیان ہے کہ میں نانپارہ میں سعادت انٹر کالج میں زیر تعلیم تھا اس کے ایک ٹیچر وہابی عقائد پر تھے جس کی بنا پر اسے مسلک اعلیٰ حضرت سے اس قدر نفرت و دشمنی تھی کہ اس کو اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمہ کا نام سننا بھی گوارہ نہ تھا میرا اس کے پاس آنا جانا ہو گیا فرصت کے اوقات میں جب میں اس کے پاس بیٹھتا تو وہ اپنی باتوں کے ذریعہ اپنے باطل عقیدے کی طرف مائل کرنے کی کوشش کرتا اس طرح وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو گیا اور معاذ اللہ مجھے بھی سنیوں سے نفرت اور وہابیوں سے محبت ہو گئی جب میرے گھر والوں کو اس کا علم ہوا تو وہ مجھ سے بہت ناراض ہوئے گاؤں کا ماحول اس وجہ سے میرے لئے تنگ ہو گیا اسی کے غم و غصے میں میرے والد صاحب نے میری انگریزی تعلیم کا سلسلہ بند کرا دیا اور مجھے دار العلوم فیض الرسول براؤں شریف میں پڑھنے کے لئے بھیج دیا میرے ذہن و فکر میں اس ٹیچر کی باتیں گردش کر رہی تھیں جب ربیع الاول شریف کا مہینہ آیا اور حضرت شعیب الاولیاء علیہ الرحمۃ و رضوان اپنے تبلیغی دورے سے براؤں شریف واپس تشریف لا رہے تھے جب دار العلوم کے اساتذہ وطلبہ کو حضرت کی آمد کی خبر ہوئی تو سب گلہورا ان کے استقبال کے لئے چلے گئے لیکن میں اپنے کمرے میں اکیلا لیٹا رہا اور دل ہی

دل میں تمسخراڑاتا رہااور دل میں فیصلہ کرلیا کہ میں نہیں جاؤں گا یہ کوئی خدا نہیں ہیں ہمارا کیا بگڑ جائے گا، کچھ دیر کے بعد میرا دل بھی حضرت کی طرف کھچنے لگا دل کو بہت سمجھایا مگر بالآخر مجھے بھی جانا پڑ گیا میں گلھو را سب کے پیچھے آخر میں پہنچا وہاں عقیدت مندوں کا ہجوم تھا، سب لوگ سلام ومصافحہ اور قدم بوسی کر رہے تھے میں ذرا فاصلے پر کھڑے ہو کر اس منظر کو دیکھتا رہا جب سب حضرت سے سلام مصافحہ کر چکے تو میرے دل میں بھی یہی خیال آیا اور دل کی دھڑکنوں سے مجبور ہو کر حضرت سے مصافحہ کرنے کے لئے آگے بڑھا یا دونوں ہاتھ حضور شعیب الاولیاء کے مبارک ہاتھوں میں تھے آپ نے میرے چہرے کی طرف دیکھ کر اپنی نگاہ آسمان کی طرف اٹھائی اس وقت مجھے ایسا محسوس ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت میری طرف بڑھ رہی ہے ابھی تک میرے ہاتھ موصوف کے ہاتھوں کی گرفت میں تھے کی مجھے آسمان سے لگی ہوئی ایک زنجیر دکھائی دی جس سے میرے دونوں ہاتھ بندھ گئے اور جب میرے ہاتھ حضرت کے ہاتھوں سے آزاد ہوئے تو وہ زنجیر نگاہوں سے اوجھل ہوگئی اور اسی وقت میرے ذہن ودماغ وہابیت کے تصور سے بھی نجات پا گیا اور مسلک اعلیٰ حضرت سے دل میں محبت پیدا ہوگئی، اس واقعہ سے سنیت کی حقانیت وصداقت میرے دل پر نقش ہوگیا اور حضور شعیب الاولیاء علیہ الرحمہ سے بے پناہ عقیدت ہوگئی، میں حضرت کے دست حق پرست پر بیعت ہونے کے لئے مناسب موقع کا انتظار کرنے لگا اور جب اس کا وقت آیا تو میں نے حضرت کی خدمت میں داخل سلسلہ ہونے کے لئے معروضہ پیش کیا جس کو حضرت نے منظور فرما کر مجھ ناچیز وکم ترین کو بھی اپنے سلسلہ میں داخل فرمالیا۔

جناب حکیم قیصر صاحب نانپاروی کا بیان ہے کہ میں اپنی ضروریات سے فارغ ہو کر بعد نماز عشاء بستر استراحت پر چلا گیا قسمت بیدار ہوئی کہ حضور شعیب الاولیاء علیہ الرحمہ عالم رؤیا میں تشریف لائے آپ کے چہرے پر مسرت کے آثار، لبوں پر مسکراہٹ اور ہاتھ میں چاقو نظر آیا آپ نے شفقت بھرے انداز میں

فرمایا کہ ''حکیم صاحب بولو تمہیں کیا چاہئے آج اسکی تکمیل کردوں'' حضرت کی اس بے پناہ نوازش سے میرے چہرے پر خوشی و مسرت کی کرنیں چمکنے لگیں اور میں نے اپنے شیخ طریقت و آقائے نعمت سے عشق رسول طلب کیا تو حضرت نے میرے سینے میں محبت نبی و عشق رسول کا سوز و گوداز بھر کر اسے اہل ایمان وعرفان کا مدینہ بنادیا جب خواب سے بیدار ہوا تو دل کی دنیا بدلی ہوئی تھی گویا ویران گلشن میں بہاروں کا حسین خیمہ زن ہوگیا تھا اور تا حد نظر رنگ برنگ پھول مسکرا رہے تھے۔ ع

دولت عشق نبی ان کی عقیدت سے ملی
آگیا در پہ جو اس کی قدر و قیمت بڑھ گئی

حضرت جب نانپارہ تشریف لائے تو میں نے تنہائی میں مذکورہ خواب کو بیان کیا تو حضرت نے فرمایا راز کی بات ہے پردۂ راز میں رکھو۔

اصلاح و تبلیغ

اسلامی رہبر و رہنما بننے کے لئے سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کچھ شرائط بیان فرمائے ہیں وہ یہ ہیں۔

وہ علوم دینیہ رکھتا ہو، رموز تصوف و معرفت سے واقف ہو بلکہ انکا مشاہدہ کرنے والا اور تجربہ کار بھی ہو ان خصوصیات کے ساتھ اسلامی علم و عمل کا پیکر ہو اس کے لئے خلق اللہ کی اصلاح و ہدایت کا کام کرنا موزوں و درست ہے۔ (مفہوف عبارت کتاب سیرت غوث اعظم صفحہ ۸۴) حضور شعیب الاولیاء علیہ الرحمہ مذکور بالا رہبر و رہنما کی صفات سے متصف تھے جنہوں نے اپنی زندگی بندگان خدا کی اصلاح و ہدایت کے لئے وقف فرمادی تھی آپ اس باب میں اولیاء کرام کے اصلاحی، تبلیغی کارناموں کا تذکرہ کرتے ہوئے اکثر یہ شعر پڑھا کرتے۔ ع

کیسی کیسی کیں تدابیر حسن
بت پرستوں کو بنایا بت شکن

حضرت کو اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہٗ اور ان کے مسلک سے بے پناہ عشق تھا اسی لئے آپ مسلمانوں کے ایمان وعقیدہ کی درستگی اور اسکی حفاظت پر زیادہ زور دیتے اور اسی کے ضمن میں فرمایا کرتے کہ "الحب فی اللہ والبغض فی اللہ" کو شعار بنالینا چاہئے یعنی جب تک ایک انسان کے دل میں اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے اس کے دوستوں سے دوستی اور اس کے دشمنوں سے نفرت وبیزاری کا جذبہ نہ پیدا ہوگا وہ مؤمن کامل نہیں ہوسکتا اسی لئے آپ ہمیشہ وہابیوں، دیوبندیوں اور اسی طرح کے دیگر بدمذہبوں سے دور رہے اور اپنے تمام مریدین و متوسلین کو بھی ان نام نہاد مسلمانوں کی صحبت سے علیحدہ رہنے کی تاکید فرمائی اس سلسلہ میں آپ کی سرپرستی میں بستی، گونڈہ اور فیض آباد وغیرہ میں متعدد تاریخی مناظرے بھی ہوئے اور اس وقت کے جلیل القدر علمائے اہل سنت خصوصاً شیر بیشۂ اہل سنت حضرت علامہ مفتی محمد حشمت علی خان صاحب قبلہ لکھنوی ثم پیلی بھیتی علیہ الرحمہ وغیرہم کو اپنے ہمراہ لے کر بہت سے مقامات کا تبلیغی دورہ فرمایا اور جگہ جگہ جلسے کرائے جس سے سیدھے سادے عوام اہل سنت بدمذہبوں کے مکروفریب اور ان کے باطل عقیدوں کے اثرات سے محفوظ ہوگئے جہاں کہیں کا سفر ہوتا آپ سامان کے ساتھ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمہ کی مشہور ومستند کتاب حسام الحرمین (جس میں علمائے ہند وسندھ اور حرمین شریفین کے مفتیان عظام نے وہابیوں کے اکابر علماء کی عبارات کفریہ پر کفر کے فتاویٰ جمع کئے گئے ہیں) اور وہابیوں کی وہ رسوائے زمانہ تقویۃ الایمان وغیرہ کتابیں جن میں شان رسالت میں توہین امیز اور گستاخانہ عبارتیں ہیں وہ بھی ہوتیں آپ کو جب ضرورت پیش آتی تو یہ کتابیں خود بھی منکرین ومعترضین کو دکھاتے تھے، اس طور پر جد و جہد فرما کر حضرت شعیب الاولیاء علیہ الرحمہ نے اسلام وسنیت کا روشن پاکیزہ اور رسول پاک

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عشق ومحبت اور بزرگان دین کی عقیدت میں ڈوبا ہوا ماحول تیار کیا اور ان کی فضاؤں میں مسلک اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہٗ کا پرچم لہرادیا جو آج بھی پوری شان وشوکت کے ساتھ لہرا رہا ہے۔

الغرض آپ اپنے مریدین ومتوسلین کے حلقوں میں جہاں کہیں بھی تشریف لے گئے وہاں اسلام وسنیت کا بول بالا کر دیا اور اصلاح وتبلیغ کا وہ انداز اختیار کیا کہ وہ لوگوں کے دلوں پر نقش ہو گیا۔

ماہنامہ ''فیض الرسول براؤں شریف کے شمارہ جنوری ۱۹۹۰ء کے صفحہ ۸ پر حضور شعیب الاولیاء علیہ الرحمہ کے بارے میں تحریر کیا گیا ہے جس کا خلاصہ ومفہوم یہ ہے کہ آپ نے ایک بار اپنے ارادت مندوں سے ارشاد فرمایا کہ طمع نہ کر، منع نہ کر، جمع نہ کر یہ اس صاحب تصوف بزرگ کے اقوال ہیں جو خاص طور پر صوفیوں کے لئے فرمائے گئے ہیں۔

حاضرین آپ کے ان جملوں کا مطلب نہیں سمجھ سکے ادب کے ساتھ عرض کیا کہ حضور ان کی وضاحت فرمائیں، حضرت نے ''طمع نہ کر، منع نہ کر، جمع نہ کر'' کا مطلب بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ ''طمع نہ کر'' کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بندے کو جو کچھ عطا فرمایا ہے اسی پر قناعت کرے اور اسی پر شکر بجالائے، دوسروں کا مال وزر دیکھ کر لالچ نہ کرے۔

''منع نہ کر'' سے قائل کی مراد یہ ہے کہ اگر کوئی شخص حلال وجائز چیزوں میں سے اپنی خوشی سے بلا طلب وسوال کے پیش کرے تو اس کو قبول کرے اور ''جمع نہ کر'' کا مقصد یہ ہے کہ جو نذرانے وغیرہ حاصل ہوں وہ جمع نہ کیئے جائیں بلکہ خدا کی راہ میں اور حاجت مندوں میں صرف کر دئے جائیں۔

حضرت شعیب الاولیاء علیہ الرحمہ نے اپنے جانشین اور خلفاء کو بھی یہی وصیت وتلقین فرمائی تھی کہ وہ جمع نہیں، طمع نہیں اور منع نہیں پر ہمیشہ کاربند رہیں کیونکہ اہل تصوف نے ان باتوں کو اپنا شعار بنا لیا تھا۔ ع

تجھ کو خبر نہیں تری سادہ سی اک نظر
تصویر زندگی میں کئی رنگ بھر گئی

آپ نے لوگوں کے عادات وخصائل کا جائزہ لیا کہ وہ اپنے عقائد حقہ کی محافظت میں کوتاہی کرتے ہیں، بدمذہبوں، گمراہوں اور گمراہ گروں سے الفت و محبت کا دم بھرتے ہیں، حق گوئی وراست بازی سے بے اعتنائی برتتے ہیں، احقاق حق و ابطال باطل کی جانب توجہ نہیں دیتے، ضلالت و گمراہی کی طرف اقدام کرتے ہیں، ایسے لوگوں کی اصلاح کرتے ہوئے فرماتے ہیں انسان کو عقائد حقہ کی محافظت میں اللہ واسطے دوستی اور اللہ واسطے دشمنی کرنا چاہئے اللہ تعالیٰ کے دربار میں یہ بہت پیارا عمل ہے حق بات میں کسی کی رعایت ہرگز درست نہیں۔(ماہنامہ فیض الرسول براؤں شریف)

جھوٹ بولنا گناہ کبیرہ وعادت شنیعہ ہے اس کے مرتکبین پر اللہ تعالیٰ لعنت کرتا ہے اور آقائے نامدار معلم انسانیت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کی مذمت فرمائی ہے ایسے لوگوں کو اس سے الگ رہنے اور اجتناب برتنے کی جانب ملتفت فرماتے ہیں۔

''جھوٹ بولنے سے سخت پرہیز کرو اس لئے کہ جھوٹ بہت سے گناہوں کی جڑ ہے'' (بحوالہ مذکور)

غیبت کرنا گویا اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھانا ہے، یہ ایسی لعنت ہے کہ جس میں یہ عادت ہوتی ہے اس کو غیر معتبر اور اس کے وقار کو مجروح کر کے اسے ذلیل ورسوا کر دیتی ہے اور ایک دن وہ اسی فعل قبیح وعادت شنیعہ کے نتیجے میں اپنی زندگی ہی سے بے زار اور مصائب وآلام کی دلدل میں پھنس کر اپنی منزل ومقصد ہی کو کھو بیٹھتا ہے اس سے بچنے کی تاکید کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

''انسان کو ہر ایسی بولی سے زبان کو بچانا چاہئے جو بولی منحوس قرار دی گئی ہے وہ جھوٹ ہو یا غیبت یا گالی گلوج ہو اس لئے کہ وہی زبان خدا و رسول کے

پیارے اور پاکیزہ نام لیتی ہے اور آیات قرآنیہ واحادیث نبویہ پڑھتی ہے۔“
(بحوالۂ مذکور)

اس پرفتن دور میں کچھ لوگ صوم وصلوٰۃ کے پابند اور اوراد و وظائف کے عامل تو ہوتے ہیں لیکن انکے عقائد میں پختگی نہیں پیدا ہوتی، بس انہیں نماز وروزہ کی فکر لگی رہتی ہے اپنے اور دوسروں کے عقیدوں سے کوئی سروکار نہیں رہتا، جہالت کی وجہ سے وہ یہ بھی کہتے رہتے ہیں کہ اللہ اللہ کرنے سے فرصت نہیں ملتی انہیں اوراد و وظائف میں شدید انہماک رہتا ہے ایسے لوگوں کی اصلاح وہدایت کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

”اس پرآشوب دور میں اوراد و وظائف میں مشغول رہنے سے بہتر یہ ہے کہ الحب فی اللہ و البغض فی اللہ“ پرعمل پیرا ہوکر عقائد حقہ کی تبلیغ واشاعت میں زندگی گزاریں۔ (بحوالۂ مذکور)

مدارس میں کچھ ایسے کم نصیب طلبہ ہوتے ہیں جو اپنے اساتذہ کی تعظیم و توقیر اور ان کے ادب واحترام میں کوتاہی کرتے ہیں ان میں بعض ایسے بدبخت و گستاخ طلبہ بھی ہیں جو بے ادبی وگستاخی میں حد سے گزر جاتے ہیں، حضرت شعیب الاولیاء علیہ الرحمہ انہیں اس طرح نصیحت فرماتے ہیں۔

”جس نے ایک حرف بھی پڑھایا وہ بھی استاذ ہے، استاذ کی رضامندی اور خوشی میں طالب علم کے لئے کامیابی ہے، اس کے لئے ضروری ولازمی ہے کہ وہ اپنے استاذ کے بارے میں اچھا خیال رکھے اور اس کا ادب واحترام کرے ورنہ فیضان سے محروم رہے گا، بے ادبی بڑی خطرناک چیز ہے مثنوی شریف میں ہے۔ ع

از خدا خواہیم توفیق ادب
بے ادب محروم ماند از فضل رب

حضور شعیب الاولیاء علیہ الرحمہ نے دیکھا کہ آئے دن جلسہ وجلوس کا اہتمام وانتظام ہوتا ہے اور نامور خطباء، شہرۂ آفاق مقررین اور مشاہیر شعراء ان

میں مدعو کیے جاتے ہیں جن میں بعض خطباء و مقررین اپنی زور بیانی سے مجمع کو مسحور کرنے اور داد و تحسین حاصل کرنے کے لئے غیر مستند واقعات بیان کرتے اور حدیثوں کا ترجمہ و مفہوم توڑ مروڑ کر پیش کرنے میں کوئی جھجھک محسوس نہیں کرتے، حاضرین و سامعین تھوڑی دیر کے لئے تو ضرور خوش ہو کر جھوم اٹھتے ہیں مگر ان کے دلوں پر کوئی گہرا اثر مرتب نہیں ہوتا، ایسے پیشہ ور مقررین و شعراء کی رہنمائی کرتے ہوئے حضرت شعیب الاولیاء علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔

''ایک مقرر و واعظ کے لئے احتیاط و خوف الٰہی ضروری ہے، کامیاب واعظ و مقرر وہی ہے جس کے وعظ و تقریر میں وہی کلمات زبان سے ادا ہوں جنہیں خدا و رسول جل جلالہٗ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو محبوب و پسندیدہ ہوں، عوام پسند کریں یا نہ کریں اس کی پرواہ نہ کرے، محض عوام میں مقبول و پسندیدہ بننے کی غرض سے اور خوب داد لینے کی خواہش سے وعظ و تقریر کے ممبر پر غیر مستند باتوں اور بے سر و پا قصوں کو بیان کرنا سخت محرومی اور زبردست ناکامیوں کا باعث ہے۔'' (بحوالہ مذکور)

اولیاء کرام کی مجلس مشاورت

مولانا محمد عمر صاحب بستوی اور سیٹھ محمد یوسف صاحب نانپاروی کا بیان ہے کہ حضرت شعیب الاولیاء علیہ الرحمہ ضلع فیض آباد میں کسی مرید کے یہاں قیام پذیر تھے۔ ابرار احمد خاں صاحب آپ کی خدمت میں تھے عشاء کی نماز کے بعد حضرت آرام فرمانے لگے خان صاحب کو بھی آپ نے سونے کا حکم دے دیا اور وہ جلدی نیند میں بے خبر ہو گئے رات میں اتفاق سے انکی آنکھ اچانک کھل گئی تو انہوں نے دیکھا کہ حضرت کا بستر خالی ہے ادھر ادھر نگاہ دوڑائی مگر حضرت کا کہیں پتہ نہ چلا جب نماز تہجد کے لئے اٹھنے کا وقت آیا تو اس وقت بھی حضرت تشریف فرما نہ تھے اس واقعہ سے ان کے دل میں حیرت و گھبراہٹ کی کیفیت پیدا ہونے لگی بستر

پر کروٹیں بدلتے رہے رات ختم ہونے کو نہیں آ رہی تھی ایک فکر دامن گیر تھی کہ آخر حضرت رات میں کہاں تشریف لے گئے ہیں اسی عالم میں دیکھا کہ اچانک جلوہ گر ہو گئے جب حضرت کو اطمینان وسکون ہوا تو انہوں نے فرصت کے اوقات میں حضرت سے ادب کے ساتھ دریافت کیا کہ آپ رات کو کہاں تشریف لے گئے تھے میں آپ کو بستر پر نہ دیکھ کر بہت گھبرا گیا تھا تو حضرت نے مسکراتے ہوئے فرمایا کہ کسی پر یہ بات ظاہر نہ کرنے کا وعدہ کرو تو میں بتاؤں انہوں نے اسکا اقرار کرلیا کہ کسی سے بھی ذکر نہ کروں گا، تب آپ نے فرمایا کہ نوا کھالی مقام پر اولیاء کرام کی میٹنگ تھی اسی میں شرکت کر کے جلدی سے آیا ہوں کہ کہیں تم بیدار نہ ہو جاؤ اور مجھے نہ پاکر پریشان نہ ہو جاؤ حضرت کے وصال کے بعد ابرار خان صاحب اس واقعہ کو بیان کیا، جناب محمد ایوب صاحب کا بیان ہے کہ حضرت نانپارہ میں میرے والد (حاجی ضیاء اللہ صاحب قریشی) کے گھر مہمان تھے ایک مرتبہ نصف شب میں یک بارگی آپ کی زبان سے یہ جملہ نکلا کہ ''یارسول اللہ ایسا نہ ہونا چاہئے'' گھر والوں کے علاوہ کچھ اور لوگوں نے بھی اس آواز کو سنی صبح کے وقت لوگ حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے لیکن کسی شخص کو یہ ہمت نہ ہو سکی کہ گزشتہ رات کی آواز کے متعلق حضرت سے معلوم کر سکے اسکی اصل حقیقت کیا ہے؟

آپ نے لوگوں کا ہجوم دیکھ کر فرمایا کہ یہ ہجوم کیوں ہے؟ ایک صاحب نے ہمت کر کے عرض کیا کہ رات میں حضرت نے فرمایا تھا کہ ''یارسول اللہ ایسا نہ ہونا چاہئے'' اسکا مطلب کیا ہے؟ حضرت نے ارشاد فرمایا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اولیاء کرام اغواث، ابدال اور اقطاب کے درمیان جلوہ افراوز تھے جس میں ہندو پاک کی جنگ میں پاکستان کے حق میں فیصلہ ہو رہا تھا اکثر حضرات اس پر رضامند ہو گئے تھے لیکن میں نے عرض کیا ''یارسول اللہ ایسا نہ ہونا چاہئے میں نے ہندوستان کا نمک کھایا ہے'' فیصلہ اسی پر روک دیا گیا۔

مسجد خانقاہ

حضرت شعیب الاولیاء علیہ الرحمہ ہر کام میں ظاہری و باطنی طہارت وپاکیزگی کا بڑا خیال رکھتے تھے اوراپنے ہر عمل میں رضائے الٰہی وخلوص وللہیت کو بنیادی حیثیت دیتے تھے آپ کے یہاں ریاکاری نمائش اور ظاہری ٹیپ ٹاپ کا گزر نہیں تھا اور نہ اس قسم کا عمل پسند فرماتے تھے، جب آپ نے احاطہ فیض الرسول (جواس وقت خانقاہ یارعلویہ کے نام سے مشہور ہے) میں تعمیر مسجد کا عزم فرمایا تو اس کی تعمیر اس قدر پاکیزگی ونفاست کے ساتھ مکمل کی گئی کہ دور دور تک اس کی مثال نہیں ملتی، حضرت شعیب الاولیاء علیہ الرحمہ کا تاکیدی حکم تھا کہ مسجد کے مستری وکاریگر متشرع ہوں اور پانچوں وقت کی نماز جماعت سے ادا کریں یہاں تک کہ اذان کے بعد حضرت مستریوں اور کاریگروں کا انتظار فرماتے جب وہ آ جاتے تو جماعت ہوتی، ان کے علاوہ جولوگ کام کرتے تھے وہ کلمہ اور درود شریف وغیرہ پڑھتے ہوئے کام کرتے تھے حضرت خلیفہ صاحب اور سیٹھ محمد یوسف صاحب نانپاروی وغیرہ کا بیان ہے کی سید العلماء حضرت علامہ مولانا سید آل مصطفیٰ صاحب مارہروی علیہ الرحمہ نے اس مسجد میں نماز ادا کر کے فرمایا کہ اس مسجد میں نماز کے اندر جس روحانی سکون وکیف کا احساس ہوتا ہے وہ دیگر مساجد میں نہیں۔

خانقاہ یارعلویہ

خانقاہ اصلاح وتبلیغ اور تزکیہ باطن کے لیے ایک مضبوط ذریعہ ہے اس سے عوام وخواص، علماء وطلباء اور صوفیاء واذکیا سبھی کا گہرہ ربط ہوتا ہے، آپ کی خانقاہ میں علمی ودینی اور تصوفانہ معلومات حاصل کرنے والوں کے علاوہ مصیبت زدہ اور پریشان حال لوگ بھی حاضر ہوتے تھے اور آپ حسب مراتب سبھی کی پذیرائی

فرماتے کھانے پینے اور ٹھہرنے کا انتظام حضرت کی طرف سے ہوتا لیکن بے نمازیوں کو خانقاہ میں رات گزارنے کی اجازت نہ دیتے بلکہ کھانا کھلا کر گاؤں میں دوسری جگہ سونے کا انتظام فرمادیتے تھے۔

ایک بار آپ نے خود فرمایا کہ کوئی مہان اگر بے نمازی ہے تو مہمان ہونے کی وجہ سے کھانا تو کھلا دونگا لیکن خانقاہ میں اسے قیام کی ہرگز اجازت نہ دوں، تاوقت کہ وہ نماز نہ پڑھ لے۔ (ماہنامہ فیض الرسول جنوری ۱۹۹۰ء)

آپ موقع بموقعہ خانقاہ میں موجودہ لوگوں کی اصلاح وتفہیم فرماتے تھے ایک کامل رہنما اور عظیم مصلح کا فریضہ انجام دیتے تھے جو خانقاہ کا خصوصی امتیاز ہوا کرتا ہے۔

خانقاہ میں باہر سے آئے ہوئے مہمان ہفتوں اور مہینوں قیام کرتے اور باطنی فیوض وبرکات سے مستفیض ہوتے تھے۔

ملک نیپال کے سونی برگدوا کے جناب عبد العزیز صاحب پچیس سال کی عمر میں ایک بچے کے باپ بننے کے بعد نامردی کے شکار ہو گئے، راز دارانہ طور پر بڑے بڑے حکیموں اور ڈاکٹروں کی تشخیص کی ہوئی دوائیں استعمال کیا مگر مقصود حاصل نہ ہوا مایوس ہو کر بیوی سے سربستہ راز ظاہر کر دیا۔ وفا شعار بیوی نے تسلی دیتے ہوئے کہا میں شریک عیش نہیں آپ کی شریک زندگی اور ہر موڑ پر ساتھی ہوں یہ غم تنہا آپ کا نہیں ہم دونوں کا مشترکہ ہے بیوی کی باتوں سے قدرے سکون ہوا پھر علاج شروع کیا کہ شاید کوشش امید افزا ہی ثابت ہو مگر وہ بھی رائیگاں گئی اور تھک ہار کر ہاتھ پر ہاتھ رکھ بیٹھ گیا لیکن اس کی بیوی نے ہمت ہارنے نہ دیا ڈھارس بندھاتی کہ عقلمند کبھی مایوس ہو کر شکستہ دل نہیں ہوتا اب کسی کیمیا نظر بندہ نواز بزرگ کی طرف چلو جہاں یونانی وآیورویدک حکمتیں ختم ہو جاتی ہیں۔ وہاں سے اہل باطن کی حکمت کی ابتدا ہوتی ہے علاج کے مصارف مقدار سے زیادہ ہونے

کے سبب افلاس وغربت کے دلدل میں پھنس گیا اور کہیں آنا جانا اس کی دسترس سے باہر ہو گیا تھا رحمت حق تعالیٰ نے اس کی توجہ حضرت شعیب الاولیاء علیہ الرحمہ کی طرف پھیر دیا گھریلو سامان بیچ کر سامانِ سفر تیار کیا اور رفیقہ ٔحیات کے ساتھ شیخ طریقت کی بارگاہ میں پہونچ گیا تو اس کو یہاں مقصد میں کامیابی کی چمک نظر آئی مگر اپنے اندر ابھی اظہار غم کی سکت نہ پا کر کئی دن گزار دیا تو اس کی بیوی نے بار بار مشورہ دیا کہ حضرت کی نگاہ کیمیا متوجہ کرلو اگر نظر اٹھ گئی۔

تو بیڑا پار اور دائمی مرض سے چھٹکارا پا جاؤ گے یہاں جو بھی آتا ہے حصول مقصد میں کامیابی اور نئی زندگی پا جاتا ہے مشیت الٰہی نے اس کے دل کو جھنجھوڑا تو وہ حضرت شعیب الاولیاء علیہ الرحمہ کی خدمت میں پہونچا مگر شیخ طریقت کی نگاہ التفات اپنی طرف متوجہ نہ کر سکا لیکن وہ یہاں رہتے رہتے ایک گونہ سمجھ دار اور ہوشیار ہو چکا تھا اور اس کو یہ اندازہ لگانے میں وقت نہ ہوئی کہ پہلے یہاں لوگ بہلائے اور پھسلائے جاتے ہیں پھر ڈانٹے پھٹکارے جاتے ہیں اور اس کے بعد بھگائے جاتے ہیں جو ان سب کو خندہ پیشانی کے ساتھ برداشت کر لے گیا وہ کامیاب ہو گیا جو اُن کا متحمل نہ ہو سکا مایوسی اس کا مقدر بن گیا آپ ایک دفعہ بعد نماز مغرب خانقاہ میں بستر پر نیم دراز تھے مریدین و متعلقین کا ایک ہجوم تھا جو یکے بعد دیگرے اپنی داستان غم سنا رہے تھے کہ ایک کونے سے عبد العزیز صاحب بولے حضور! مجھے اچھا کر دیجئے علاج میں بہت روپئے خرچ کر چکا ہوں مگر کوئی فائدہ نہ ہوا تمناؤں کی چوکھٹ پر خوشیاں بے معنی ہو کے رہ گئیں ہیں میری زندگی میں پھر گزشتہ فصل بہار، وہی کیف وانبساط اور پرانی رونق آجائے جو ایک انسان کے لیے ہونا چاہیے۔

نور ونکہت ابر باراں کی طرح برسائیے
اس نسیم بے نوا پر بھی کرم فرمائیے

آپ متوجہ ہوئے فرمایا تمہارا نام کیا ہے کہاں سے آئے ہو اس نے عرض کیا ''میں عبدالعزیز ملک نیپال کے سونی برگدوا کا رہنے والا ہوں'' آپ نے فرمایا ارے عبدالعزیز بھائی! تم سے کس نے کہہ دیا کہ میں اس لائق ہوں مدرسہ میں علماء کرام سے دعا کراؤ وہ نائب رسول ہیں ان کی دعائیں قبول ہوتی ہیں اگر میں اس لائق ہوتا تو حکیم قیصر کے یہاں نانپارہ آئے دن کیوں پڑا رہتا میں خود ہی ٹھیک ہو جاتا، عبدالعزیز صاحب نے بڑے بھولے پن سے کہا: اچھا حضرت آپ مجھ سے پیسہ لے کر اچھا کر دیجئے آپ مسکراتے ہوئے بستر سے اٹھ بیٹھے اور فرمایا۔ ''عبدالعزیز بھائی تمھیں تو کام کے آدمی نکلے تمھیں نے تو صرف میرے بارے میں سوچا ہے یہاں روزانہ دس بیس مہمان آتے ہی رہتے ہیں اتنا خرچا ہوتا ہے آج تک کسی مرید نے نہیں سوچا کہ یہ اخراجات پورے کیسے ہوتے ہیں تو بولو اچھا کرائی کتنا دو گے۔ عرض کیا دو سو روپئے لے لیجئے اور ٹھیک کر دیجئے" آپ اپنے خادم چودھری دوست محمد سے فرمایا ''عبدالعزیز بھائی کو چار سو روپئے دے دو وہ مجھے اچھا کر دیں یہ سن کر عرض کیا اچھا چار سو روپئے لے لیجئے اور مکمل ٹھیک کر دیجئے، آپ نے فرمایا چودھری صاحب تم عبدالعزیز بھائی کو آٹھ سو روپئے دے دو مجھے اچھا کر دیں نانپارہ جانے سے ہی فرصت ملے گی وہاں موجود حاضرین یہ دلچسپ مکالمہ سن کر اس کی سادہ مزاجی پر مسکرا رہے تھے اس نے روہانسی آواز میں کہا'' آنہ پائی سے اب میرے پاس چھ سو روپئے بچے ہیں جس کو گھریلو سامان بیچ کر اکٹھا کیا تھا اس کو لے کر مجھ کو اچھا کر دیجئے، یہ کہہ کر دھاڑیں مار کر رونے لگا یہ دیکھ کر آپ کا چہرہ فق ہو گیا۔

کسی مظلوم کے آنسو ذرا چھو کر دیکھو
ہیں تو شبنم سے مگر ہاتھ جلا دیتے ہیں

حضرت شعیب الاولیاء علیہ الرحمہ نے اس کا غم غلط کرنے کے لئے فرمایا اچھا عبدالعزیز بھائی۔ روؤ نہیں کنواں کی نالی میں جو میل جم جاتی ہے اس کو کل سے

صاف ستھرا کر دیا کرو یہ ایک قسم سے نمازیوں کی خدمت ہے اور اس پر ثواب بھی ملے گا نیز احاطہ دارالعلوم اور ان کے اطراف میں اردو عربی اور فارسی لکھے ہوئے کاغذ کے ٹکڑے ملیں اس کو چنو اور ایک بورے میں اکٹھا بھی کرتے رہو جب بھر جائے گڑھا کھود کر اس میں دفن کر دیا کرو بس کافی ہے، صبح سے نالی صاف کرنا اکثر اوقات کاغذات کے ٹکڑے اکٹھا کرنا اس کا معمول بن گیا پندرہ دن گزرتے گزرتے اس کے چہرے پر خوشیوں کی رعنائیاں اور صحت و تندرستی کی نشانیاں ظاہر ہوگئیں پھر کیا تھا واپسی کی اجازت لینے طبیب روحانی حضرت شعیب الاولیاء علیہ الرحمہ کی خدمت میں پہونچے اور عرض کیا حضور گھر جانے کی اجازت دے دیں اب بالکل ٹھیک ہو گیا ہوں، آپ نے فرمایا بالکل ٹھیک ہو گئے عرض کیا بالکل ٹھیک ہو گیا تو فرمایا اب کب آؤ گے عرض کیا جب جب آپ کا حکم ہو ورنہ سال میں کئی مرتبہ ضرور حاضر ہوتا رہوں گا آپ نے فرمایا تم کسان آدمی ہو سال میں کئی مرتبہ کیسے آسکو گے، ربیع الاول کے بھنڈارا (جلسہ) میں آجایا کرنا۔

نہ ہو آرام جس بیمار کو سارے زمانے سے
اٹھا لے جائے تھوڑی خاک ان کے آستانے سے

دارالعلوم فیض الرسول

حضور شعیب الاولیاء علیہ الرحمہ نے براؤں شریف اور اطراف و جوانب کے مسلمانوں کی دین و مذہب سے غفلت و بیزاری اور اہلسنت و جماعت کے عقائد و اعمال کے خلاف روش دیکھ کر ایک تعلیمی ادارہ کی ضرورت شدت کے ساتھ محسوس فرمائی اور ''فیض الرسول'' کے نام سے ایک مدرسہ قائم کر دیا جس میں اس وقت کے مشہور علمائے کرام حضرت علامہ مفتی عتیق الرحمٰن صاحب بستوی، مولانا خلیل الرحمٰن اور مولانا عبدالباری صاحب (علیہم الرحمہ) ایک عرصے تک تجوید و قرأت

اور درس نظامیہ کے تدریسی فرائض انجام دیتے رہے پھر بعض وجوہ کی بنا پر اس میں فارسی و عربی وغیرہ کا شعبہ بند ہو گیا اور مدرسین یہاں سے چلے گئے صرف دینیات اور پرائمری کے شعبے جاری رہے، ان کو سنبھالنے اور بچوں کی تعلیم و تربیت کے لیے براؤں شریف کے مولوی محمد عمر صاحب، مولوی محمد امین صاحب مرحوم اور مولوی عبداللہ صاحب مرحوم وغیرہم مقرر تھے۔ حضرت کو فارسی و عربی یعنی درس نظامیہ کے بند ہو جانے سے دلی صدمہ تھا اس لیے کہ آپ کو علم دین اور علمائے دین سے گہرا لگاؤ اور بے پناہ عشق تھا، بعد میں حالات سازگار ہوئے درس نظامیہ کہ از سرِ نو ابتدا ہوئی اور اس کی ترقی کے لیے آپ نے انتھک کوشش فرمائیں، باصلاحیت اور ذی استعداد مدرسین کا انتخاب کیا دیکھتے ہی دیکھتے یہ علم و ادب کا شہر بن گیا اپنے تو اپنے اغیار کے یہاں بھی قدر کی نگاہ سے دیکھا جانے لگا اور ایک مثالی حیثیت حاصل کر گیا جو ہر ایک کو نصیب نہیں۔

آپ مریدین و معتقدین سے اس کی ہر ممکن ترقی دینے کا حکم فرماتے اور اس کی ترقی میں اپنی خوشی و رضا قرار دیتے آپ محبین و مخلصین سے فرمایا کرتے تھے۔

''تم لوگ اگر میری خوشی و رضا مندی کے طلب گار ہو اور میری دعا چاہتے ہو تو دارالعلوم فیض الرسول کو محبت کی نگاہ سے دیکھا کرو اور اس کی ہر ممکن خدمت کرتے رہو'' سوانح حیات شیخ المشائخ صفحہ ۴۴''۔

یہ دارالعلوم دینداروں کے لیے مینارۂ نور، بزرگوں کے افعال و اعمال کا محافظ ، مسلک رضویت کا نگہبان اور بدمذہبوں کی سرکوبی کا علمبردار ہے اور بھٹکے انسانوں کو یہاں سے حقیقی منزل کا پتا ملتا ہے۔ ع

ملتی ہے دلوں کو دل سے ضیا ہوتا ہے جہاں ہر راز عیاں
گم کردہ منزل کو جس سے ملتا ہے صدا منزل کا نشاں

اس دارالعلوم کی ترقی کا راز حضرت شعیب الاولیاء علیہ الرحمہ کا خلوص اور فاضل بریلوی علیہ الرحمہ کی توجہ خاص ہے، فاضل بریلوی علیہ الرحمہ کی عنایت بھی اس کے قائم کئے جانے کا اصل سبب ہے۔

حضرت شعیب الاولیاء علیہ الرحمہ خواب میں ناموس رسالت کے نگہبان اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمہ کو اپنی خانقاہ میں جلوہ افروز اوران کے گرد ایک مشتعل ہجوم دیکھا، جن کی آنکھوں میں دشمنی کا رنگ جھلکتا تھا انہوں نے آپ پہ سوالات کا بوچھار کردیا اور آپ نے انہیں منھ توڑ جواب دیا، علمی و تحقیقی جوابات کو ماننے کے بجائے ہٹ دھرمی پہ اُتر آئے جب مخالفین کا کوئی بس نہ چلا تو میدان چھوڑ کر بھاگ نکلے اور اس درمیان آبروئے سنیت سرکار اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ چاروں طرف خود پہرہ دے رہے ہیں، فتنہ ختم ہونے کے بعد فاضل بریلوی علیہ الرحمہ نے سوال کیا؟ اے عاشق محبوب کبریا محمد یار علی! دشمنوں کے سوالات کے وقت کیوں پریشان اور میرے گرد چکر لگا رہے تھے؟

آپ نے عرض کیا۔

''اے امام عشق و محبت مخالفین کی نیت میں مجھے فتور معلوم ہوا اور اندیشہ ہوا کہ کہیں آپ کو تکلیف نہ پہونچادیں اور بارگاہِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے جواب طلبی ہوجائے کہ تم میرے عاشق کی حفاظت کیوں نہ کی؟ اس وقت میرے پاس کوئی جواب نہ ہوتا، میں نے پختہ ارادہ کرلیا تھا کہ جب تک دم میں دم رہے گا آپ کو کوئی تکلیف نہ ہونے دوں گا، بحمدہٖ تعالیٰ میں اپنے مقصد میں کامیاب رہا''۔

آپ خواب سے بیدار اور تعبیر کی جانب متوجہ ہوئے دل نے فیصلہ کیا یہ خواب سے زیادہ یہاں دینی قلعہ کی تعمیر کی طرف مشیت کا واضح اشارہ ہے جس میں قرآن وحدیث، تفسیر وفقہ اور ہر ایسے علم کو پڑھایا جائے جس سے مسلک اعلیٰ حضرت اُجاگر ہوسکے اور اُس کے خلاف ہر اُٹھنے والے فتنہ کو جڑ سے اُکھاڑ کر کھرا اسلام

آنے والی نسل کے سامنے پیش کرے، جس طرح اگلوں نے پیش کیا تھا، اس جذبہ وخلوص کے ساتھ ایک مدرسہ کی بنیاد رکھی جس کا نام مدرسہ فیض الرسول رکھا اور چند ہی سالوں میں عروج وترقی کے مرحلہ کو طے کر کے مدرسہ سے دارالعلوم کی شکل اختیار کر گیا اور اس کا قیام ایسے وقت میں ہوا جب علاقہ میں دور، دور تک جنازہ پڑھانے والا مولوی نظر نہیں آتا تھا، اگر کوئی مل گیا تو پڑھا دیا ورنہ بغیر جنازہ پڑھے دفن کر دیا جاتا تھا، مگر دارالعلوم کے قیام کے بعد اس سے ایسے ایسے علماء حفاظ اور قرأ فارغ ہوئے جن کے علم وفن سے صرف یوپی ہی نہیں بلکہ متعدد صوبے کے لوگ علمی فائدہ اُٹھا رہے ہیں۔ (ماہنامہ فیض الرسول)

ماہنامہ فیض الرسول

اصلاح وتبلیغ اور دینی معلومات کے لیے محرم الحرام ۱۳۸۵ھ مطابق جون ۱۹۶۵ء کو آپ کی سرپرستی میں ماہنامہ فیض الرسول کا اجراء کیا گیا تھا، اس وقت سے نہایت پابندی کے ساتھ ہزاروں کی تعداد میں شائع ہونے والا یہ رسالہ ملک وبیرون ملک میں اعلیٰ مقام حاصل کر چکا ہے، معیاری مضامین کے ساتھ اقوال زرّیں، جواہر پارے، تاریخی اور جغرافیائی معلومات سے مزین ومبرہن ہو کر ارباب علم ودانش وکم پڑھے لوگوں کے ہاتھ میں ایک انوکھے اور نرالے انداز سے پہونچتا ہے جس سے ان کے اندر اسلامی بھائی چارگی بے لوث خدمت خلق اور رفاہِ عام سے متعلق امور کی طرف ذوق وشوق پیدا ہوتا ہے اور اس کا پڑھنے والا سطحی نظر کے بجائے گہرائی سے مطالعہ کرتا ہے یہ رسالہ مسلک رضویت کا بے باک نقیب بمشرب، حنفی کا سچا ترجمان اور اسلام دشمن افراد کے لیے کھلی تلوار ہے، اس کے روز افزوں ترقی اور اس سے متعلق لوگوں کی بڑھتی ہوئی تعداد حضرت شعیب الاولیاء علیہ الرحمہ کے مشن کی کامیابی کی دلیل اور پرخلوص خدمات پر غماز ہے۔

مریدین

حضرت شیخ المشائخ شعیب الاولیاء محمد یار علی صاحب قبلہ علیہ الرحمہ ابتدا میں بہت کم مرید کرتے تھے شروع شروع میں مرید ہونے والوں سے انتہائی کٹھن مجاہدہ کراتے جب وہ اس میں کامل نکلتا تو داخلہ سلسلہ فرماتے آپ کے ہاتھوں۔ بیعت کرنے والے اکثر اللہ کو پیارے ہوجاتے اور ایسے مقام کے لیے رخت سفر باندھ لیتے جہاں جانے والا واپس نہیں ہوتا تو آپ نے کئی سال تک سلسلۂ بیعت منقطع کردیا اس دور میں بہت سے لوگوں نے اس معاملے پر اصرار کیا آپنے حسن اخلاق سے ٹال دیا اور دوسرے پابند شرع پیروں کی طرف رہنمائی فرما دیتے عرصہ دراز کے بعد حضرت شیر بیشہ اہلسنت مفتی حشمت علی خاں صاحب پیلی بھیتی علیہ الرحمہ نے کہا کہ، حضرت آپ لوگوں کو داخلہ سلسلہ کیجئے آپ نے کہا لوگوں کو مرید کیسے کروں جو میرا مرید ہوتا ہے وہ آخرت کو سدھار جاتا ہے، حضرت پیلی بھیتی علیہ الرحمہ نے کہا آپ سختی میں نرمی کیجئے وہابیت بڑھتی جارہی ہے دیوبندیت کا قدم جمتے جارہے ہیں جو آپ سے وابستہ ہوجائے گا وہ سنیت پر قائم اور عظمت مصطفی علیہ التحیۃ والثناء کا قائل رہے گا تو آپ نے شرائط میں تخفیف کرکے مرید کرنا شروع کیا اور اس کے بعد سے

مریدین باحیات رہنے لگے، جن مریدین سے آج تک مجھ کو شرف ملاقات حاصل ہوا انھیں نماز وروزہ کا پابند پایا ان کے چہروں پر حد شرع داڑھی سجی دیکھی بندوں کے حقوق کو ادا کرتے دیکھا اور علم وعلماء کے قدردان دین کے دشمنوں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گستاخوں سے بیزار اور خود رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے دیوانہ اور اخلاق حسنہ میں اسلاف کا نمونہ پایا اور یہ دیکھ کر احساس پختہ ہوگیا جس کو علامہ رومی علیہ الرحمہ نے بہت پہلے کہہ دیا تھا۔

صحبت صالح ترا صالح کند
صحبت طالع ترا طالع کند

یعنی نیک اور اچھے لوگوں کی صحبت اور رفاقت سے انسان نیکوکار اور اچھا بن جاتا ہے اور بری صحبت سے کم نصیب برا اور بداخلاق ہو جاتا ہے۔ آپ نے مرید کرنے میں کافی احتیاط سے کام لیا ہے عام پیروں کی روش سے ہٹ کر اسلاف کا طریقہ اپنایا ہر ایک کو فوراً مرید نہ کیا بلکہ پہلے اسلامی ماحول میں ڈھالتے پھر مرید کرتے اور نا اہلوں کو سلسلہ میں داخل کرنے سے گریز کرتے تھے لوگوں کا بارہا کا مشاہدہ ہے کہ چند صاحب ثروت اور مالدار خانقاہ کی دہلیز پر ناک رگڑتے رہے مگر دریش حضرت شعیب الاولیاء کو متاثر اور ان کے اصول کو نہ توڑ سکے عام طور پر لوگ پیروں کے انتخاب میں احتیاط کرتے ہیں مگر آپ کے یہاں مرید کرنے میں احتیاط برتا جاتا تھا۔

آپ کی چند اہم خصوصیات

آپ اپنے روزمرہ کے دستور و معمول کے مطابق نماز فجر سے نماز اشراق و چاشت تک کسی سے کلام نہ فرماتے اور ذکر و عبادات میں مشغول رہتے۔

سیٹھ محمد یوسف صاحب قریشی نانپاروی کا بیان ہے کہ نماز اشراق پڑھ کر جب آپ فارغ ہوتے تو اس شخص کو بلاتے جس کا نام محمد ہوتا یا اس کے نام کے شروع لفظ میں محمد ہوتا، عقیدت مندوں نے اس کے بارے میں عرض کیا تو آپ نے فرمایا کہ میں پسند کرتا ہوں کی جب میری زبان کھولے تو سب سے پہلے وہ نام زبان سے ادا ہو جو میرے سرکار کے نام مبارک پر ہے۔

ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ حضرت شعیب الاولیاء علیہ الرحمہ جناب حاجی ضیا ارشد صاحب قریشی مرحوم کے مکان پر قیام پذیر تھے نماز تہجد کے بعد تلاوت قرآن پاک اور دیگر معمولات میں مصروف تھے پھر نماز فجر کے بعد نماز اشراق

تک وظیفے میں مشغول رہے پھر نماز اشراق ادا کر کے جناب محمد یوسف صاحب کو آواز دی اتفاق کی بات کہ اس وقت گھر میں جناب محمد یوسف صاحب کی والدہ ماجدہ کے علاوہ کوئی شخص بھی موجود نہ تھا ان کی والدہ خدمت میں حاضر ہوئیں، اور محمد یوسف صاحب کو بلانے کا سبب دریافت کیا اور عرض کیا کہ اس وقت وہ موجود نہیں کہیں گئے ہوئے ہیں، میں حضرت کا حکم بجالانے کے لئے حاضر ہوں آپ نے فرمایا کہ ویسے ہی پکارلیا تھا۔

آپ بازار کا گوشت کھانے سے پرہیز کرتے اور جب بھی گوشت کھاتے تو وہ سنی صحیح العقیدہ اور باشرع مسلمان کا ذبیحہ ہوتا۔ایک بار شہر بہرائچ شریف میں کسی کے یہاں دعوت میں تشریف لے گئے اس وقت آپ کے ساتھ دس پندرہ لوگ مریدین ومعتقدین میں سے موجود تھے، دسترخوان لگایا گیا کھانے میں گوشت بھی تھا آپ نے گوشت کے پیالے میں روٹی بھگوئی اور منھ کے قریب لے جاکر گوشت کا برتن الگ کردیا،لوگوں نے اس کی وجہ دریافت کی تو آپ نے فرمایا یہ گوشت میرے معمول کے خلاف ہے جہاں سے گوشت خرید کرلایا گیا تھا وہاں معلوم کیا گیا کہ ذبح کرنے والا کیسا شخص تھا تو پتہ چلا کہ ذبح کرنے والا بے نمازی اور حد شرع سے داڑھی کم رکھنے والا تھا،شریعت میں یہ گوشت جائز وحلال تھا لیکن یہ آپ کا زبردست و بے مثال تقویٰ تھا کہ آپ طور پر بازار کا گوشت کھانا پسند نہیں فرماتے تھے۔

مزارات پر حاضری کی کیفیت

حضرت شعیب الاولیاء علیہ الرحمہ کو اولیائے کرام اور بزرگاردین سے عشق کی حد تک عقیدت ومحبت تھی جس کے پیش نظر آپ ان کی بارگاہوں میں سراپا مؤدب ونیازمندی کی شکل میں حاضر ہوا کرتے تھے، حضرت علامہ مفتی بدرالدین احمد

صاحب رضوی علیہ الرحمہ کا بیان ہے کہ آپ جس ولی و بزرگ کے آستانہ پر حاضر ہوتے تو وہاں حاضری سے پہلے غسل یا وضو کرتے ،لباس تبدیل فرماتے اور بغیر شیرینی کے فاتحہ پڑھتے ، کچھ لوگوں نے عرض کیا کہ ''حضرت آپ فاتحہ کے لیے ساتھ میں شیرینی نہیں لے جاتے اس کا سبب کیا ہے؟'' آپ نے اس سوال کے جواب میں فرمایا کہ ''میں جس مزار پر حاضر ہوتا ہوں اس وقت صاحب مزار بزرگ کی عقیدت میں ڈوب جاتا ہوں ،اور اس وقت ایسی وارفتگی کی کیفیت طاری ہو جاتی ہے کہ حاضری اور عرض مدعا اور حصول برکت کے علاوہ شیرینی وغیرہ کسی چیز کا ہوش وحواس نہیں رہتا اور دل میں یہ خیال جاگزیں ہوتا ہے کہ کوئی لمحہ ضائع نہ ہو پھر یہ بھی سوچتا ہوں کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ اللہ والے یہ فرمادیں کہ تم میرے یہاں سامان خرید نے آئے تھے حاضری دینے نہیں آئے تھے، بتاؤ میں اس وقت کیا جواب دوں گا۔'' ع

جن کے رتبے ہیں سوا ان کے سوا مشکل ہے

یہ راز تھا کہ حضرت شعیب الاولیاء علیہ الرحمہ بزرگوں کے مزارات پر حاضری کے وقت شیرینی وغیرہ کی خریداری وفراہمی کی طرف توجہ نہیں دیتے تھے، حضرت کا مسلک اس باب میں یہ تھا کہ اللہ والوں کی بارگاہ میں حاضری دی جائے تو وہ حاضری برائے حاضری ہو۔

وارنٹ غائب

نبیرۂ شعیب الاولیاء حضرت حافظ سید نور الدین علوی عرف فیروز بابو نے مجھ سے بیان کیا کہ میرے دادا کے مرید سبیل خان ساکن بڑھیا پوسٹ کھنڈسری ضلع سدھارتھ نگر کے لڑکے کے خلاف وارنٹ کٹ گیا اور ان کو اس کی خبر تک نہ ہوئی اچانک وارنٹ اور محکمۂ پولیس کے لوگوں کو دیکھ کر گھبرا گئے، دل سے اپنے پیر ومرشد

کی دہائی دی اور مدد طلب کی اس دن حضرت پالکی پر بیٹھے کہیں تشریف لیے جارہے تھے، اچانک پالکی برداروں سے فرمایا مجھے بڑھیا لے چلو، وہاں بعد میں چلوں گا، بڑھیا پہونچے دیکھا کہ داروغہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ گرفتار کرنے کے لیے موجود ہے، پوچھا کیسے آئے ہو، داروغہ نے کہا ان کے خلاف وارنٹ ہے، فرمایا کہ وہ کہاں ہے مجھے بھی دکھاؤ، اس داروغہ نے کہا میرے پاس ہے نکالنے کے لیے بیگ کھولا تو اس میں سے وارنٹ والا کاغذ غائب پایا، داروغہ بہت ہی پریشان اور فکرمند ہوا کہ ابھی رکھا تھا اور اب کیا ہو گیا، حضرت شعیب الاولیاء علیہ الرحمہ نے فرمایا آپ کے پاس وارنٹ موجود نہیں اب کس قانون کی بنا پر گرفتار کرو گے؟ داروغہ نے کہا اب گرفتار کرنا تو کیا میری نوکری خطرے میں ہے، رہے یا نہ رہے روزی روٹی کا مسئلہ اب سامنے ہے، کچھ ہو گیا تو دربدر کی ٹھوکریں اور اہل وعیال کی بربادی مقدر بن جائے گی اوپر کے ادھیکاریوں کو کیا جواب دوں گا؟ آپ کے کرم کی ضرورت ہے چاہو بچالو چاہو برباد کردو، مجرم پکڑنے آئے تھے خود مجرم بن گئے۔

دل کے پھپھولے جل اُٹھے سینے کے داغ سے
اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

فرمایا اچھا اگر وارنٹ مل جائے تو کیا کرو گے؟ اُس نے کہا نہ خود پکڑوں گا اور نہ محکمہ کے دوسروں کو پکڑنے دوں گا، کسی صورت میں نوکری بچ جائے آپ نے فرمایا ٹھیک سے دیکھو! ہوسکتا ہے وارنٹ والا کاغذ مل جائے، دوبارہ بیگ میں تلاش کرنا شروع کیا تو اسی میں وارنٹ والا کاغذ مل گیا تو داروغہ کی خوشی کی انتہا نہ رہی، حضرت کے پیروں کو پکڑ کر دعاؤں کا طلب گار ہوا اور واپس چلا گیا۔

پھانسی نہ ہوگی

شہزادۂ شعیب الاولیاء حضرت ڈاکٹر غلام عبدالقادر ثالث صاحب قبلہ نے بیان کیا کہ پچپڑوا کے قریب بھوج پور پھریندی کے ایک خان صاحب کے نام سے مشہور تعلق دار اور نواب تھے، ان کے خلاف مقدمہ چل رہا تھا، پیروی کے باوجود رہائی دلانے میں وکیل مایوس ہوگیا، نہ چاہتے ہوئے بھی ایک دن خاں صاحب سے کہا اب کیس بالکل پھنس گیا، رہائی ناممکن اور پھانسی ہونا یقینی ہے، بس مالک کی کرپا ہی بچاسکتی ہے، وقت کا انتظار کرو یہ سن کران کے پاؤں کے نیچے سے زمین کھسکنے لگی، موت کا سایہ پھانسی کے پھندوں کی صورت میں سامنے منڈلانے لگا ،لوگوں سے کہا کہ اب کسی ایسے سنت فقیر کا پتہ بتاؤ، جو مجھے پھانسی کے پھندے سے بچاکرنئ زندگی دے سکے،لوگوں نے اپنے اپنے حساب سے نشاندہی کی، ان میں سے کسی نے حضور شعیب الاولیاء علیہ الرحمہ کی طرف رہنمائی کی، حضرت کا نام نامی اسم گرامی سن کر وہ خاں صاحب اچھل پڑھے اور کہا ہاں ان کے بارے میں پہلے بھی کچھ سنا تھا، یہ چاہیں تو مجھے بچاسکتے ہیں، حضرت تک پہونچنے کا راستہ بتاؤ ،لوگوں نے راستہ بتایا، وہ براؤں شریف خانقاہِ فیض الرسول پہونچ گئے، اور حضرت بابرکت کی بارگاہ تک رسائی بھی حاصل کرلی اور وکیل کی کہی باتیں بیان کرکے رہائی کی دعا کی درخواست کی، حضرت نے فرمایا دارالعلوم کے علمائے کرام سے دعائیں کراؤ، یہ نائبین رسول ہیں، ان کی دعائیں قبول ہوں گی یہاں کس نے بھیج دیا یہ فقیر اس لائق کہاں میں خود ان سے دعائیں کراتا ہوں، وہ حضرت کے خادم خاص چودھری بابا سے ملا، اور اپنی حاجت کے لیے مدد مانگی، انہوں نے کہا ان کے یہاں شفارش نہیں چلتی، میں کوئی خاص مدد تو نہیں راستہ بتا سکتا ہوں، انہوں نے کہا راستہ بتایئے یہی کیا کم ہے، چودھری بابا نے کہا، جب نماز تہجد کے

لیے بیدار کرنے جاؤں گا اور حضرت جاگیں گے اس وقت کیف و مستی کا عالم اور رباعی ورد زباں ہوتی ہے دروازے کے باہر کھڑے رہنا، جب اشارہ کروں گا آ کر پیر دبانے لگنا، کچھ پوچھیں تو صحیح اور سچ سچ بتا دینا، جھوٹ مت بولنا ورنہ تمہارا کام نہیں ہوگا، چودھری بابا تہجد کے وقت جگانے گئے اور پیر دبانے لگے، حضرت نے آنکھیں کھول دیں اور سُرور کے عالم میں عارفانہ اشعار گنگنانے لگے، موقع کو غنیمت جان کر اشارہ سے انہیں اندر بلا لیا، وہ بھی پیر دبانے لگے حضرت نے فرمایا یہاں کیسے، کیا کام ہے؟ انہوں نے عرض کیا سرکار! میں مجرم ہوں میرے خلاف کیس چل رہا ہے، اور وکیل نے کہا ہے تمہیں پھانسی ہو جائے گی، کوئی قانون نہیں بچا سکتا ہے، اگر آپ چاہیں تو میں بچ سکتا ہوں، اسی بے خودی کے عالم میں حضرت نے فرمایا جا پھانسی نہیں ہوگی، چودھری بابا کے اشارے پر باہر نکلے اور با خوشی اپنے گھر کا راستہ لیا، گھر پہونچے لوگوں نے پوچھا کہاں گئے تھے جواب میں کہا براؤں شریف، حضرت شعیب الاولیاء علیہ الرحمہ کی خدمت سراپا بابرکت میں گیا تھا، کسی نے کہا مقدمہ کی پیروی کرنی چاہیے یا اِدھر اُدھر چکّر لگانا چاہیے، اس نے کہا پیروی نہیں کرنی ہے، مجھے پھانسی نہیں ہوگی، لوگوں نے سوچا کہ شاید فکر کی وجہ سے اس کا دماغ صحیح کام نہیں کر رہا ہے، فیصلہ کا دن آیا، اپنے موافقین سے کہا زیادہ سا لڈّو لے چلو، سب کا منھ میٹھا کراؤں گا، فیصلہ میرے حق میں ہوگا، لڈّو لیے لوگ کورٹ پہونچے، تعلق دار خاں صاحب نے وکیل سے کہا پہلے منھ میٹھا کرو، میں جیت جاؤں گا، فیصلہ میرے حق میں ہوگا، وکیل منھ تکنے لگا سونچا لگتا ہے پھانسی کی فکر اور زندگی کی مایوسی نے اس کا دماغ خراب کر دیا ہے، وہ اس کا تیور سمجھ گیا اور بولا وکیل صاحب آپ سمجھتے ہیں کہ مجھے پھانسی کی سزا ہوگی؟ دیکھنا کچھ نہیں ہوگا، میں باعزت بری ہو جاؤں گا، کورٹ میں پکار ہوئی تعلق دار صاحب وکیل کے ساتھ جج کے سامنے گئے جج نے لا کر سے اپنے فیصلے کی کاپی نکالی، اور حکم سنانے لگا، جب یہاں پہونچا جرم ثابت ہونے کے باجود خاں صاحب کو باعزت یہ کہہ کر ٹھہر گیا اور

کچھ سوچنے لگا اور کورٹ کا قانون ہے کہ فیصلہ لکھ جانے کے بعد اس میں ردوبدل نہیں کیا جاسکتا، کچھ دیر رکنے کے بعد فیصلہ سنانا شروع کیا کہ جرم ثابت ہوجانے کے باوجود خاں صاحب کو باعزت بری کیا جاتا ہے، یہ سن کر مخالفین کو پسینہ آگیا اور موافقین اچھل پڑے، یہ فیصلہ سنا کر جج کرسی سے اُٹھا اور انہیں اپنے ساتھ ایک کمرے میں لے گیا اور کہا خاں صاحب میں نے اپنے ہاتھ سے لکھا تھا جرم ثابت ہونے کی وجہ سے پھانسی کی سزا دی جارہی ہے لیکن میرا لکھا ججمنٹ اور فیصلہ کیسے بدل گیا، میری سمجھ سے باہر اور عقل سے ماوراء ہے، یہ کیسے ہوا کسی سنت فقیر کی کرپا اور دعا نے ایسا کیا ہے، ضرور تم نے کسی رشی ومنی اور سنت فقیر سے دعاء کرائی ہے ،اس کا نام پتہ اور ان تک پہونچنے کا راستہ بتاؤ، خاں صاحب نے حضرت شعیب الاولیاء علیہ الرحمہ کی طرف رہنمائی کی اور براؤں شریف تک پہونچنے کا راستہ بھی بتایا اور کہا کہ یہ سب تم کیوں پوچھ رہے ہو، اس سے تمہارا کیا مطلب ہے، اس جج نے کہا مجھے کوئی اولاد نہیں ہے، جس کی کرپا سے میرا لکھا فیصلہ بدل گیا مجھے یقین ہے کہ ان کے کرم سے میں صاحب اولاد بھی ہوسکتا ہوں، وہاں جاکر بچے کی شکل میں مراد مانگوں گا، وہ جج اپنی بیوی کو لے کر براؤں شریف آیا اور اس وقت میرے والد حضرت شعیب الاولیاء علیہ الرحمہ خانقاہ کے باہر پورب کی طرف کھڑے تھے، میں ان کی انگلی پکڑے ہوئے تھا، جج نے آتے ہی حضرت کے پیروں پر سر رکھ دیا ،حضرت نے فرمایا اُٹھو اُٹھو یہ کیا کررہے ہو میں اس لائق نہیں اس نے سر رکھے ہوئے کہا بابا میں بے اولاد ہوں کرپا کردو، زندگی کا سہارا مل جائے یہ کہتے کہتے رُو پڑا، حضرت کا دریائے رحمت جوش میں آیا اور وہاں سے گھاس اُکھاڑ کر اس کو دیا اور کہا کہ تم دونوں کھالو، اللہ تعالیٰ مراد پوری فرمائے، ایک سال کے بعد وہ جج اپنی بیوی کے ساتھ گود میں بچہ لئے پھر آیا اور سب کے سامنے برجستہ کہا یہ بچہ اسی در کی بھیک اور صدقہ ہے۔

مردہ کو زندہ کرنا

حضرت ڈاکٹر سید غلام عبد القادر ثالث صاحب قبلہ کا بیان ہے کہ حضرت قاری تراب علی صاحب قبلہ دار العلوم فیض الرسول براؤں شریف میں تدریسی فرائض انجام دے رہے تھے۔ دوران درس ایک طالب علم کو مار دیا اور وہ اچانک انتقال کر گیا یہ خبر پھیلتے ہی دار العلوم میں صف ماتم بچھ گئی ماحول سوگوار ہو گیا، اساتذہ و طلبہ سناٹے میں آگئے کہ اب اس کے والدین کو کیا جواب دیں گے دار العلوم کا کیا ہوگا اس کی کتنی بڑی بدنامی ہوگی، سننے والے لوگ کیا کہیں گے، جتنے منھ اتنی باتیں انجام سوچ کر ہر ایک متفکر اور غمزدہ ہو گیا حضرت شعیب الاولیاء علیہ الرحمہ خانقاہ فیض الرسول میں تشریف فرما تھے لیکن کسی میں یہ خبر ان تک پہونچانے کی جرأت اور ہمت نہ ہوئی کشاں کشاں یہ خبر حضرت سراپا برکت کی بارگاہ تک پہونچ ہی گئی آپ کو جلال آگیا فرمایا طالب علم مہمان رسول ہے اُسے اتنا مارنا چاہئے استاذ کو باپ کی طرح شفیق و ہمدرد ہونا چاہئے لیکن باپ بننے کے بجائے بھیڑیا بن گیا آپ لوگ بتائے کہ اس بچے کو مارا کس نے ہے؟ کسی نے جواب میں قاری تراب علی صاحب کا نام لیا اور ان سے حضرت نے ناراضگی و خفگی کا اظہار کیا اور فرمایا وہ بچہ کہاں لیٹا ہے حضرت قاری صاحب نے کمرے کی طرف اشارہ کیا، حضرت وہاں تشریف لے گئے اور ایک نظر اس پر ڈالی اور اس کے سینے پر دست مقدس پھیرا فوراً اس نے آنکھیں کھول دیں فرمایا کتنی دیر سے لیٹا ہے اب تو کھڑا ہو جا پھر اس کے سر کو پکڑ کر کھڑا کر دیا اور لوگ دیکھتے رہ گئے یہ دیکھ کر دار العلوم کے اساتذہ وطلبہ کے جان میں جان آئی اور خوشی کی لہر دوڑ گئی۔

جواہر پارے

(۱) طمع نہ کر، منع نہ کر، جمع نہ کر۔ عرض کیا گیا کہ حضور اس کا مطلب کیا ہوا آپ نے ارشاد فرمایا: طمع نہ کر، کا مطلب یہ ہے کہ رب العالمین نے بندے کو جو کچھ دیا ہے اس پر مطمئن رہے، دوسروں کی چیزوں کو دیکھ کر لالچ نہ کرے۔ پھر فرمایا کہ: منع نہ کر کا مطلب یہ ہے کہ سائل بندے کے پاس موجود چیزوں میں سے جس کا طالب ہو بندہ اسے دینے میں بار محسوس نہ کرے۔ جمع نہ کر کا مطلب یہ ہے کہ بندہ رب کی عطا پر بھروسہ رکھے چیزوں پر بھروسہ نہ رکھے، اس خیال سے کہ اس کو جمع رکھے۔

(۲) جھوٹ بولنے سے سخت پرہیز کرو اس لیے کہ جھوٹ بہت سی گناہوں کی جڑ ہے۔

(۳) انسان کو ہر ایسی بولی سے زبان کو بچانا چاہئے جو نجس قرار دی گئی ہے خواہ جھوٹ ہو یا غیبت یا چغلی یا گالی گلوج ہو یا جو بھی خلاف حق الفاظ ہوں، اس لیے کہ زبان خدا اور رسول کا پیارا نام لیتی ہے اور آیات قرآنیہ واحادیث نبویہ کو پڑھتی ہے۔

(۴) نگاہ آیات قرآنیہ کی زیارت کرتی ہے، نگاہ کا غلط استعمال سخت برا ہے۔

(۵) انسان کو عقائد حقہ کی محافظت میں اللہ واسطے دوستی اللہ واسطے دشمنی کرنا چاہئے، اللہ کے دربار میں یہ بہت پیارا عمل ہے اس کے خلاف عمل سے انسان سخت خسارہ میں پڑ جاتا ہے حق بات میں کسی کی رعایت ہرگز درست نہیں۔

(۶) علمائے حق نائب رسول اور لائق احترام وقابل قدر ہوتے ہیں، عالم دین جب تک ضروریات دینیہ اور معمولات مذہب اہلسنت پر قائم رہے میری نظر میں لائق تعظیم ہے، لیکن معاذ اللہ اگر وہ عقیدۂ باطلہ وعقیدۂ حقہ کے درمیان

فرق کرنے کے بجائے دونوں کے یکساں ہونے کا قائل ہوجائے تو ایسے عالم کو جوتے کی ٹھوکر لگاتے ہوئے کہوں گا کہ ہٹ خبیث جب تو خدا اور سول جل مجدہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نہیں رہا تو میرا تجھ سے کیا واسطہ؟

(۷) انسان اگر موت سے ڈرنے لگا تو اس کے لیے تنکا بھی بھاری ہے اور اگر موت کا ڈر ختم ہوجائے تو پہاڑ جیسی چیز کو بھی زیر کردینا اس کے لیے سہل ہے۔

(۸) لوگ روزی کی تلاش میں پریشان رہتے ہیں صحیح معنوں میں رب العالمین پر بھروسہ ہوجائے تو انسان کو روزی خود تلاش کرے گی۔

(۹) کوئی مہمان اگر بے نمازی ہے تو مہمان ہونے کی وجہ سے کھانا تو کھلا دوں گا لیکن خانقاہ میں اُسے قیام کی ہرگز اجازت نہ دوں گا تاوقتیکہ وہ نماز نہ پڑھے۔

(۱۰) میرے پیرومرشد میرے استاذ اور میرے والدین مجھ سے راضی ہو گئے ہیں ،دنیا راضی رہے یا نہ رہے مجھے اس کی فکر نہیں۔

(۱۱) اس دور پُرفتن میں اوراد ووظائف سے اور ہر قسم کے اعمال سے بہتر یہ ہے کہ الحب فی اللہ والبغض فی اللہ پر عمل پیرا ہو کر عقائد حقہ کی تبلیغ واشاعت میں زندگی گزارے۔

(۱۲) طالب علم کی نسبت دیگر علوم وفنون کے عقائد کی طرف خاص توجہ ہونا ضروری ہے۔

(۱۳) مقرر وواعظ کے لیے خشیت الٰہی نہایت ضروری ہے، کامیاب واعظ ومقرر وہی ہے جس کی تقریر ووعظ میں وہی کلمات آئیں جنہیں خدا ورسول پسند فرمائیں،عوام پسند کریں یا نہ کریں اس کی پرواہ نہ کرے، محض عوام میں مقبول اور پسندیدہ بننے کی غرض سے اور خوب داد لینے کی خواہش سے وعظ وتقریر کے ممبر پر غیر مستند باتوں اور بے سروپا قصوں کو بیان کرنا سخت محرومی اور زبردست ناکامی کا باعث ہے۔

(۱۴) رزق کے حصول میں مخلوق سے تمنا نہ کرے کہ فلاں سے اتنا اور فلاں سے وہ حاصل ہو جائے، رب تعالیٰ جل جلالہٗ وجل شانہٗ کی بارگاہ میں تمنّا کرے بندہ جب اس وصول کو اپنا لیتا ہے تو اس کے حصول تمنّا کے لیے منجانب اللہ سامان غیب سے ہو جاتا ہے۔

(۱۵) جس نے ایک حرف پڑھایا وہ بھی استاذ ہے، استاذ کی خوشی میں کامیابی ہے، طالب علم کے لیے ضروری ہے کہ استاذ کے بارے میں حسن نیت کا خیال رکھے اور ادب کرے ورنہ فیضان سے محرومی کا اندیشہ ہے، بے ادبی بڑی خطرناک چیز ہے، مثنوی شریف میں ہے۔ ؎

از خدا خواہیم توفیق ادب
بے ادب محروم ماند از فضل رب

ماخوذ از ماہنامہ فیض الرسول جنوری ۱۹۹۰ء۔

(۱۶) فنا فی الشیخ ہونا بہت اہم ہے اگر انسان کو یہ نعمت حاصل ہو جائے تو فنا فی اللہ وفنا فی الرسول کی منزلیں اس کے لیے آسان ہیں۔

(ماخوذ از جنتری فیض الرسول ۱۹۹۲ء۔

(۱۷) میں توکل کے سارے حرفوں میں سے الف کی تختی کو رٹ رہا ہوں رب بے نیاز پر جسے صحیح توکل نصیب ہو جائے تو غیب سے اس کے لیے سامان ہونے میں شک نہیں، میں اس درخت کو خوب پہچانتا ہوں جس سے کیمیا بنتا ہے، لیکن مجھے اس کی کیا حاجت؟ جب رضائے الٰہی حاصل ہو جائے تو دست غیب خود حاصل ہو جاتا ہے، خدا ورسول جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کریم ہیں ان کے کرم پر مجھے اعتماد ہے میرے سامنے اگر

لوگ خالی پیٹی الٹ پلٹ کر تالا بند کر کے چابھی میرے ہاتھ میں دے دیں جتنے لاکھ طلب کریں اتنے ہی اللہ کا نام لے کر اس پیٹی سے نکال دوں گا ان شاء اللہ، اور اگر ایسا نہ ہو جائے تو میں فقیری گدّی سے اتر جاؤں گا۔ (ماخوذ از جنتری فیض الرسول ۱۹۹۲ء)۔

(۱۸) دولت مند وہ شخص ہے جو خدا کی دی ہوئی تھوڑی چیز پر بھی خوش اور مطمئن رہے۔

(۱۹) لوگ دُکھ میں مبتلا ہو کر خدا کو یاد کرتے ہیں اگر سُکھ کی حالت میں خدا کو یاد کریں تو پھر دُکھ کیوں ہو جو مجھے بیمار دیکھ رہے ہو یہ میرا ظاہری جسم ہے لیکن باطنی جسم بیمار نہیں، اگر اس وقت باطنی جسم میں پیادہ چلنے لگوں تو لوگ میرا ساتھ نہ پائیں۔ (ماخوذ از جنتر فیض الرسول ۱۹۹۲ء)

(۲۰) باطنی نجاستیں مثلاً جھوٹ اور غیبت وغیرہ سے طہارت حاصل کرنی ہو تو توبہ واستغفار کرے اور ذکر نفی واثبات پاس وانفاس اور تصور شیخ عمل کرے لیکن یہ عمل بھی اس وقت کارگر ہوگا جب طالب توبہ کرنے کے بعد تمام فرائض، واجبات اور سنن مؤکدہ کا سختی سے عامل ہو جائے اور جملہ محرمات سے خود کو حتّی المقدور محفوظ و مامون رکھے اس قلب و روح اور ضمیر باطنی کثافتوں اور روحانی آلودگیوں سے پاک وصاف ہو کر مجلّٰی و مصفّٰی ہو جاتے ہیں، نیک اعمال کی طرف دل کا میلان ہوتا ہے اور گناہوں سے نفرت و بیزاری ہونے لگتی ہے۔ (سوانح شیخ المشائخ صفحہ ۴۲)

(۲۲) تعلیمی ادارے قائم کرنا بڑے ثواب کا کام ہے اور اوّل تو اس لیے کہ طریقت بغیر شریعت حاصل نہیں ہوسکتی، دوسرے اس لیے کہ انبیائے

کرام اور رُسلانِ عظام صرف وظائف و نماز ہی کے لیے دنیا میں مبعوث نہیں ہوئے تھے بلکہ عبادات و اعمال کے ساتھ ساتھ دین متین کی تعلیم و اشاعت کی غرض سے بھی بھیجے گئے تھے، صرف روزہ، نماز، حج، زکوٰۃ اور وظیفہ پڑھنے والا صوفی اپنے آپ کو سنبھال سکتا ہے، مگر دوسروں کو سنبھالنا علم دین ہی کے ذریعے ممکن ہے، حاصل یہ ہے کہ فرائض وواجبات، سنن ونوافل اور، اوراد و وظائف کے ساتھ ہی ساتھ دین واسلام کی تعلیم وتدریس کا فریضہ بھی انجام دینا ازبس لازمی ہے جس سے خود بھی سنبھلے اور خلق خدا کو بھی سنبھالے، جو صالح اور باعمل علمائے اہلسنت تدریسی امور بھی انجام دیتے ہیں وہ انبیائے کرام کی سنت پر عمل پیرا ہیں۔
(سوانح شیخ المشائخ صفحہ ۱۵۰)

حضرت محبوب الٰہی قادری علیہ الرحمہ کا عطیہ

حضرت محبوب الٰہی علیہ الرحمہ نے حضرت شعیب الاولیاء علیہ الرحمہ کو داخل سلسلہ فرماتے وقت سات کھجوریں اپنی جھولی سے نکال کر عطا فرمایا، آپ نے اس کو بصد ذوق وشوق تناول کیا، کھاتے ہی دل کا عجب حال ہو گیا اور زندگی میں ایک انقلاب آگیا جو برسوں ریاضت ومجاہدہ کے بعد حاصل ہوتا ہے، مختصر عرصہ کے بعد اجازت وخلافت سے نوازا اور نماز تہجد پر مداومت کی سخت تاکید فرمائی، نیز خصوصی فیوض وبرکات سے سرفراز کرنے کے لیے غیر منقسم ہندو پاک میں سلسلہ کے موجودہ مشائخ کرام کے مزارات مقدسہ پر حاضری کا حکم فرمایا، آپ نے تعمیل حکم کے لیے رخت سفر تیار کیا اور پیدل سفر شروع کیا، جناب سیٹھ محمد یوسف صاحب نانپاروی کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ اس تاریخی سفر کے حالات

حضرت سیدی شاہ محبوب الٰہی علیہ الرحمہ سے بیان فرمارہے تھے تو حضرت محبوب الٰہی علیہ الرحمہ کی بیوی محترمہ نے عرض کیا کہ ''گردگرورہ گئے چیلہ شکر ہوگیا'' تو حضرت مسکرا کر فرمانے لگے ''اچھا مولوی صاحب! جب مزارات پر حاضر ہوئے تو وہاں کیا دیکھا'' آپ نے عرض کیا حضور! جس مزار مقدس پر گیا وہاں صاحب مزار بزرگ کے ساتھ ساتھ آپ کو بھی موجود دیکھا اور جب تک دوبارہ صاحب مزار سے ملاقات نہیں ہوئی وہاں سے واپس نہیں ہوا۔

حضرت عبداللطیف شاہ علیہ الرحمہ کا عطیہ

جناب سیٹھ محمد یوسف صاحب یارعلوی ناناپاروی بیان کرتے ہیں کہ حضرت سیدی شاہ عبداللطیف چشتی علیہ الرحمہ نے ملک نظام الدین کے گھر کو زینت بخشا، حضرت شعیب الاولیاء محمد یار علی رحمۃ اللہ علیہ ملاقات کے لیے حاضر خدمت ہوئے، حضرت شاہ عبداللطیف قطب زمانہ علیہ الرحمہ نے الطاف وعنایات سے نوازا اور خصوصی توجہ فرماتے رہے، حضرت کے نوازشات دیکھ کر لوگ آپ سے متاثر اور گرویدہ ہونے لگے اور آپ کی زندگی پر شریعت کی گہری چھاپ کو ملاحظہ فرما کر حضرت قطب زمانہ شاہ ستھنوی علیہ الرحمہ خصوصی فیوض وبرکات سے مالا مال فرماتے ہوئے کہا ''مولوی محمد یار علی! بزرگوں سے بالواسطہ وبلاواسطہ جو کچھ مجھے ملا تمہیں تفویض کرتا ہوں''

حضور قطب زمانہ شاہ ستھنوی علیہ الرحمہ کے وصال فرمانے سے چند ماہ قبل آپ کی خدمت مبارکہ میں حضرت شعیب الاولیاء علیہ الرحمہ حاضر ہوئے، دوران مصافحہ شاہ ستھنوی علیہ الرحمہ آپ کے ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں کی مضبوط گرفت میں لیتے ہوئے فرمایا ''میاں نماز تو نماز جماعت تو جماعت جب تکبیر

اولیٰ فوت نہ ہو یہی نماز اللہ سے ملادیتی ہے“(سوانح شیخ المشائخ)

جناب سیٹھ محمد یوسف صاحب کا بیان ہے کہ حضرت شعیب الاولیاء علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ ”حضرت کے ان چار لفظوں نے شریعت، طریقت، حقیقت اور معرفت کے چاروں منزلوں کو طے کرادیا“ ۔

اللہ اللہ آپ کا پیمانۂ حب رسول
ہو گئے ہیں ضوفشاں شرع وتصوف کے اصول

جناب محمد یوسف صاحب کا بیان ہے کہ جناب امین صاحب بنارسی قطب زماں حضرت عبداللطیف شاہ علیہ الرحمہ کے مرید تھے، امین صاحب ایک بار ڈی، آئی، آر کے مقدمہ کے شکار ہو گئے، معاملہ سنگین صورت حال اختیار کر گیا، ہاتھوں میں ہتھ کڑی و پیروں میں بیڑیاں پہنے اور جیل کی سلاخوں میں مقید ہونے کی نوبت آگئی، دن بدن حالات بدلتے گئے، رنج وغم کے مداوا کے لیے حضرت قطب زماں علیہ الرحمہ کے مزار مقدس پہ حاضر ہوئے اور مخصوص انداز میں اپنے بے کسی پر آنسوں بہاتے ہوئے عرض کیا مجھ پر اچانک مصیبتوں کا پہاڑ ٹوٹ پڑا، حالات نازک شکل اختیار کر گئے، مشکل کشائی کی اہم ضرورت ہے، میری فریاد سننے والا دور تک نظر نہیں آتا، بس آپ میری امیدوں کے آخری چراغ ہیں موج سے ساحل تک پہونچنے کے لیے مقدمہ سے باعزت چھٹکارے کی دعا فرمائیں مجھے محروم نہ کیجئے، آپ کے سوا کوئی مونس وغم خوار اور دلاسا دینے والا نہیں یہ کہتے کہتے ان کا گلا رندھ گیا، آواز گرفتہ ہو گئی اشکوں کے قطرات سے چہرا بھیگ گیا، بالآخر دل بے تاب پر مسیحا کو رحم آ ہی گیا، خواب میں بشارت دی اے امین بنارسی! اب تمہاری فریاد رسی مولوی محمد یار علی سے ہوگی میرے پاس جو کچھ بھی تھا سب انہیں سپرد کر دیا جاؤ ان سے ملو اور حاجت پیش کرو۔ جناب امین صاحب براؤں شریف حاضر ہوئے اور آپ سے عرض کیا ”حضور! ابھی تک میں حقیقت سے ناآشنا اور آپ کی قدر ومنزلت کی

معرفت سے خالی تھا مگر مرشد گرامی نے اس کی طرف رہنمائی کردی، آپ ابھی تک اپنے کو چھپاتے تھے، مگر اب معاملہ پوشیدہ نہ رہ سکا مجھے آپ کی خدمت میں بھیجا گیا ہے، مجھ مظلوم پر نظر کرم اور مقدمہ میں بحالی کی دعا ہو، آپ نے فرمایا ''شیخ طریقت قبلہ نے بھی راز فاش کردیا'' اب کیا کروں ابھی تک اس بھید پہ پردہ ڈال رکھا تھا اللہ تعالیٰ تمہیں مقدمہ سے بری فرمائے، بخوشی امین صاحب مقصد کی کامیابی کا یقین لیے گھر پہونچے اور اہل خانہ کو حالات سے آگاہ کیا گیا تو انہیں ایک قسم کی تسلی ہوئی مقدمہ کی متعینہ تاریخ پر حاضر ہوئے ،فیصل نے ان کو مقدمہ میں بے داغ بری کردیا اور کچھ ہی دنوں کے بعد آپ کی خدمت میں بذریعہ تار بے داغ بری ہونے کی اطلاع موصول ہوئی۔

حضرت سید عبدالشکور شاہ سہروردی علیہ الرحمہ کا عطیہ

جناب سیٹھ محمد یوسف صاحب نانپاروی کا بیان ہے کہ براؤں شریف کے کچھ لوگ حضرت سید عبدالشکور شاہ جھونسوی سہروردی علیہ الرحمہ کے مرید تھے اور کبھی کبھار آپ کی تشریف آوری یہاں ہوا کرتی تھی اور حضرت شعیب الاولیاء محمد یار علی شاہ علیہ الرحمہ آپ کی خدمت بابرکت میں حاضر رہا کرتے تھے، کبھی زیادہ دنوں تک ملاقات نہیں ہوا کرتی تو حضرت شاہ عبدالشکور علیہ الرحمہ کی خانقاہ معلیٰ میں اکتساب فیض کے لیے حاضر ہوجایا کرتے اور آپ کے الطاف کریمانہ سے لطف اندوز ہوتے ،ایک بار حضرت سید عبدالشکور جھونسوی علیہ الرحمہ کے دربار گہر بار میں حاضر تھے کہ حضرت نے آپ کی مزکی و مصفی شخصیت پہ خصوصی توجہ فرمائی اور حضرت شاہ تقی الدین بیابانی علیہ الرحمہ کے مزار پرانوار پرلے گئے اور اس کی چادر پکڑ کر عرض کیا ''اے مخدوم پاک آپ گواہ ہوجائے کہ ابھی تک مجھ کو جو کچھ مشائخ کرام سے عطا ہوا سب بھیا کے سپرد کرتا ہوں'' آپ نے بصد نیاز عرض کیا ''حضور! جہاں جگہ خالی ہو وہاں رکھ دیجئے''۔

منقبت درشان حضرت شعیب الاولیا علیہ الرحمہ

لخت دل شیر خدا ہیں حضرت یار علی
بوئے چمن فاطمہ ہیں حضرت یار علی

بحر مشکل میں پکارا جب بھی اپنے پیر کو
دیکھا تو جلوہ نما ہیں حضرت یار علی

نور چہرہ نور آنکھیں نور ابرو نور تن
ثانئ غوث الوریٰ ہیں حضرت یار علی

مدتوں تکبیر اولیٰ ترک نہ جس کی ہوئی
ایسے ساجد با خدا ہیں حضرت یار علی

جس کے جلووں کی ضیا ہے جامعہ فیض الرسول
وہ مہ و مہر سخا ہیں حضرت یار علی

آپ تو محبوب علی سرکار کے محبوب ہیں
آپ جان اولیا ہیں حضرت یار علی

شاہ ستھنوی نے یہ کہہ کر کردیا ہے سرفراز
پرتوِ مشکل کشا ہیں حضرت یار علی

لاج اب اس بے عمل کی وہ بچائیں گے ضرور
کہہ دیا تو کہہ ہیں حضرت یار علی

آپ ابن مرتضیٰ ہیں اور سخی ابن سخی
ہم گدا ابن گدا ہیں حضرت یار علی

مانگ لے عمرانؔ جو بھی مانگنا ہے مانگ لے
پیکر جود وسخا ہیں حضرت یار علی

منقبت درشان حضور شعیب الاولیا علیہ الرحمہ

نہ ادنیٰ اور نہ اعلیٰ شعیب الاولیا کا ہے
نبی والا علی والا شعیب الاولیا کا ہے

جدھر دیکھو ادھر چرچا شعیب الاولیا کا ہے
سمجھ سے ماورا رتبہ شعیب الاولیا کا ہے

خدا نے جن کے صدقے میں کیا ہے خلق دنیا کو
جہاں والو وہی کنبہ شعیب الاولیا کا ہے

ابو بکر و عمر عثمان و حیدر کا ہے جو رشتہ
حقیقت میں وہی رشتہ شعیب الاولیا کا ہے

سلاطین جہاں آئیں اب اپنی جھولیاں بھر لیں
عطا کے باب پر منگتا شعیب الاولیا کا ہے

فرشتو لائے ہو جنت مری دہلیز پر رکھ دو
تصور میں مرے روضہ شعیب الاولیا کا ہے

ہوئی تکبیر اولیٰ ترک نہ چھوٹا کوئی روزہ
خدا سے کس قدر رشتہ شعیب الاولیا کا ہے

یقیں ہے طالبان علم تشنہ رہ نہیں سکتے
کہ جاری فیض کا دریا شعیب الاولیا کا ہے

نجف ان کا ہے کعبہ اور مدینہ کربلا ان کا
بتاؤں اور میں کیا کیا شعیب الاولیا کا ہے

اٹھاؤں غیر کی جانب نگاہیں ہو نہیں سکتا
نظر کے سامنے جلوہ شعیب الاولیا کا ہے

یہی کہہ کر مقدر پہ میں اپنے ناز کرتا ہوں
مرے دامن میں بھی صدقہ شعیب الاولیا کا ہے
میاں عمران قسمت کی مرے معراج تو دیکھو
مری آنکھیں ہیں اور تلوا شعیب الاولیا کا ہے

منقبت در شان حضور شعیب الاولیا علیہ الرحمہ

نتیجۂ فکر: شاعر اسلام حافظ اختر رسیاوی

جس کے لب پہ آتا ہے نام شعیب الاولیاء
ملتا ہے اس کو تو انعام شعیب الاولیاء
مست رہتا ہے وہ عشق سرور کونین میں
پی لیا ہے جس نے جام شعیب الاولیاء
ڈالا تھا پل میں بدل کالی گھٹاؤں کا مزاج
ہے یہی مشہور وہ شان شعیب الاولیاء
چھوٹے نہ تکبیر اولیٰ تو کسی بھی حال میں
ہے یہی اے یارو پیغام شعیب الاولیاء
گلستان حیدری کے وہ مہکتے پھول ہیں
جلوہ گر ہر دل میں ہے نام شعیب الاولیاء
خوف خدا عشق نبی اور اسوۂ خواجہ پیا
ہے یہی تو پیارا سامان شعیب الاولیاء
آتا ہے اختر نظر بس جلوۂ خواجہ پیا
چوم لے بڑھ کر کے دامان شعیب الاولیاء

منقبت درشان حضور شعیب الاولیا علیہ الرحمہ

میں کروں کیسے بیاں کیا ہیں شعیب الاولیاء
میں ثرٰیٰ ہوں اور ثریّا ہیں شعیب الاولیاء
علم و حکمت اس قدر اللہ نے بخشی انہیں
ہوکے تنہا اک ادارہ ہیں شعیب الاولیاء
اپنی قسمت پر ہو نازاں اے براؤں کی زمیں
کیونکہ تجھ پر جلوہ فرما ہیں شعیب الاولیاء
حضرت بابو میاں کے واسطے کردیں کرم
ہم غموں سے ریزہ ریزہ ہیں شعیب الاولیاء
رفعتیں تیرے مقدر میں ہیں اے فیض الرسول
کیونکہ تجھ پر مثل سایہ ہیں شعیب الاولیاء
جن کی ضو ریزی سے چمکے سیکڑوں تاریک دل
معرفت کا وہ ستارا ہیں شعیب الاولیاء
اولیاء مرتے نہیں ہیں اس وجہ سے آج بھی
روضۂ انور میں زندہ ہیں شعیب الاولیاء
جو بھی در پر آتے ہیں اپنی مرادیں پاتے ہیں
فضل رب سے ایسے داتا ہیں شعیب الاولیاء
خوف بخشش کا ہو کیوں مجھ کو بروز حشر، جب
میری بخشش کا سہارا ہیں شعیب الاولیاء
ان کی سیرت دال ہے اس بات پر عبدالمبین
زہد و تقویٰ میں یگانہ ہیں شعیب الاولیاء

نتیجۂ فکر: عبدالمبین حاتم فیضی

منقبت در شان حضور شعیب الاولیا علیہ الرحمہ

ذکر ہے ہر ایک لب پر آپ کا یار علی
آپ کو رب سے ملا وہ مرتبہ یار یار علی

آخری دم تک رکھا تکبیر اولیٰ کا خیال
اس قدر اعلیٰ ہے تقویٰ آپ کا یار علی

علم وفن کا مصدر ومنبع ہے جو فیض الرسول
آپ کے صدقے ہی دنیا کو ملا یار علی

اے براؤں جو تو ہے قبلہ گہِ اہل مراد
جلوہ فرما ہیں یہاں بحر سخا یار علی

کس نے بنجر میں کھلایا علم کا اک گلستاں
تو جواب اس کا ہمیں فوراً ملا یار علی

آپ کی ذاتِ مقدس سے ہوا جو منسلک
وہ زمانے میں چمکتا ہی گیا یار علی

میری ساری مشکلیں خوشیوں کا باعث بن گئیں
جب پکارا اے شعیب الاولیا یار علی

لے کے امید شفا آتے ہیں جو دربار میں
دیتے ہیں ان سب مریضوں کو شفا یار علی

دیجئے حاتم کو اپنے صدقۂ بابو میاں
کاسۂ امید لے کر ہے کھڑا یار علی

نتیجۂ فکر: عبدالمبین حاتم فیضی

مؤلّف کی یادگاریں

نہ ہو مایوس اے چمن ملت بیضاء زندہ ہیں تو سینچیں گے تجھے خون جگر سے

(۱) دارالعلوم شعیب الاولیاء کٹلیا چوراہا

یہ دارالعلوم ۲۶ جولائی ۲۰۰۳ء کو بروز بدھ قائم کیا گیا اور تقریبا ایک سال کے بعد اس میں تعلیم کا آغاز ہوا کہنہ مشق اور محنتی اساتذہ کی تعلیم و تربیت اور اچھے انتظام و انصرام کی وجہ سے طالبان علوم نبویہ کی بھیڑ اکٹھا ہوگئی اور کم مدت میں دارالعلوم علوم وفنون کا گھوارہ و مرکز بن گیا اس میں حفظ و قرأۃ و درس نظامیہ و ناظرہ قرآن پاک ہندی انگریزی حساب وغیرہ کی تعلیم ہو رہی ہے، داخلہ کے خواہش مند طلباء رمضان المبارک سے ۱۰ شوال المکرّم تک رابطہ کریں۔

(۲) جامعہ عائشۃ الصدّیقہ (نسواں کالج)

جامعہ عائشۃ الصدیقہ کا قیام ۴ مئی ۲۰۱۸ء کو عمل میں آیا اور ستمبر ۲۰۲۱ء سے اس میں تعلیم کی ابتداء ہوئی۔ پردہ نشیں باصلاحیت اور محنت کش معلمات اسلامی شہزادیوں کی تعلیم وتربیت میں روز و شب مصروف اور اسلامی طریقے پر اخلاق و کردار سازی میں منہمک ہیں اپنی بچیوں کی دینی و عصری تعلیم و تربیت کے لئے جامعہ میں داخلہ کرائیں اور ایک بہترین باپ ہونے کا فریضہ ادا کریں۔